بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِی عَلٰی اَبِی بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ

میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے،
اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسّی کوڑے ماروں گا (دارقطنی، صواعق محرقہ صفحہ ۶۰)

ضربِ حیدری

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر
پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی

ناشر: رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز بشیر کالونی سرگودھا
048-3215204
www. islamtheworldreligion.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	ضربِ حیدری
مصنف	شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی
کمپوزنگ	طارق سعید، محمد کاشف سلیم
صفحات	144
بارِاول	تعداد-/2,200
سن اشاعت	جولائی 2008ء
ناشر	رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا
قیمت	-/120 روپے

☆☆

ضربِ حیدری ملنے کے پتے

☆۔ رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا (048-3215204)

☆۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور۔

☆۔ مکتبہ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔

☆۔ مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی۔

☆۔ دار العلوم انوار الاسلام قاسمیہ نیو چوک دادو (سندھ)۔

☆۔ غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ۔

☆۔ مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ چوک میلادِ مصطفیٰ گوجرانوالہ۔

☆۔ مکتبہ تنظیم الاسلام D-121 ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ۔

☆۔ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی (051-5558320)

☆۔ اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی (051-2286111)

☆۔ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد۔

☆۔ جامعہ فاطمیہ بغداد ٹاؤن واسو نالہ منڈی بہاؤ الدین (0546-504766)

☆۔ مکتبہ چشتیہ بالمقابل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف۔

☆۔ مکتبہ مدنیہ ادریس مارکیٹ انارکلی بازار نزد ہسپتال روڈ چکوال۔

☆۔ غلام مرتضیٰ صاحب۔ سلطان الیکٹرک سٹور تکبیر چوک نوشہرہ (وادیٔ سون)۔

☆۔ قاری محمد رفیق صاحب دار العلوم فاروقیہ رضویہ شفیعیہ بڑا کوٹ پنڈ دادنخان۔

☆۔ ذیشان بک ڈپو نزد نوری مسجد ریلوے روڈ پھلروان ضلع سرگودھا۔

☆۔ مکتبہ الفجر تھوں سرائے عالمگیر ضلع جہلم۔

☆☆

فہرستِ مضامین

☆......☆......☆

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالرشید صاحب رضوی مدظلہ العالی

قطب آباد شریف جھنگ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! ''ضرب حیدری'' کے چند مقامات بغور پڑھے۔ مسئلہ خلافت بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واضح ہے۔ نبی پاک ﷺ نے اگرچہ کسی کو خلیفہ بلافصل متعین نہیں فرمایا۔ لیکن اجماع صحابہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ کہ سیدنا ابوبکر صدیق ہی خلیفہ بلافصل ہیں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے (''الیواقیت والجواہر'' جلد۲ صفحہ۲۷ مصنفہ الامام العارف الربانی سید عبدالوہاب الشعرانی) روایت ہے کہ

ودلیل اھل السنۃ فی تفضیل ابی بکر علی علی رضی اللہ عنہ الحدیث الصحیح ما فضلکم ابوبکر بکثرۃ صوم ولا صلوۃ ولکن بشی وقر فی صدرہ وھو نص صریح فی انہ افضلھم۔

یعنی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ ابوبکر صدیق تم سے زیادہ روزے رکھنے یا زیادہ نماز پڑھنے سے فضیلت نہیں لے گئے۔ بلکہ ان کے سینے میں ایک چیز موقر ہے جس سے تم سب پر وہ فضیلت لے گئے ہیں۔

یہ حدیث نص صریح ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی الاطلاق تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ دنیاوی اعتبار سے بھی اور ولایت کے لحاظ سے بھی۔ اس میں کوئی تقسیم نہیں کہ دنیاوی سیاست کے لحاظ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہوں اور ولایت باطنی کے لحاظ سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہوں۔ یہ تقسیم روافض کا مذہب یا معتزلہ کا۔

اسی چیز کو علامہ شعرانی الیواقیت والجواھر میں یوں فرماتے ہیں۔

ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام

ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان اللہ علیہم اجمعین وھذا الترتیب بین ھؤلاء الاربعة الخلفاء قطعی عند ابی الحسن الاشعری ، ظنی عند القاضی ابی بکر الباقلانی ۔محمدی اولیاء میں انبیاء کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ۔خلافت کی ترتیب جوان خلفاء اربعہ میں ہے شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے اور قاضی ابوبکر باقلانی کے نزدیک ظنی ہے۔

آگے فرماتے ہیں: ومما تثبت به الروافض فی تقدیمهم علیا ؓ علی ابی بکر ؓ حدیث انه ﷺ اتی بطیر مشوی فقال اللهم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من هذا الطیر فاتاه علی ؓ۔

روافض جس حدیث سے علی المرتضی کی تقدیم کو ابوبکر صدیق پر ثابت کرتے ہیں یہ حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھونا ہوا پرندہ لایا گیا۔ (لانے والی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا تھیں) تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ میرے ساتھ اس پرندے کو کھانے میں وہ شخص شریک ہو جو تجھے مخلوق سے محبوب ہو تو حضرت علی المرتضی ؓ تشریف لائے۔

وھذا الحدیث ذکره ابن الجوزی فی الموضوعات وافرد له الحافظ الذهبی وقال ان طرقه کلها باطلة ۔ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا۔ اور محدث ذہبی نے مفرد طور پر جزءً بیان کیا اور فرمایا اس حدیث کے تمام اسناد باطل ہیں۔

واعترض الناس علی الحاکم حیث ادخله فی المستدرک ۔تمام لوگوں نے حاکم پر اعتراض کیا کہ اس نے مستدرک میں اس حدیث کو کیوں داخل کیا۔

تلخیص مستدرک جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مکتبہ مطابع النصر الحدیثیہ الریاض میں ہے۔

فجاء ت ام ایمن فوضعته بین یدی رسول الله ﷺ فقال یا ام ایمن ما هذا قالت طیر اصبته فصنعته لک قال اللهم جئنی باحب خلقک الی والیک یاکل معی من هذا الطیر وضرب الباب وقال یا انس انظر من علی الباب وقال انس فذهبت فاذا علی بالباب فادخلته قال یا انس قرب الیه الطیر قال فوضعته بین یدی رسول الله ﷺ فاکلا جمیعا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا ایک بھونا ہوا پرندہ لائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

سامنے رکھ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ام ایمن یہ کیا ہے؟ ام ایمن نے عرض کیا ایک پرندہ مجھے میسر ہوا ہے، آپ کے لیے میں نے اس کو تیار کیا، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب ترین جو مجھے اور تجھے ہو میرے پاس بھیج جو اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے انس دیکھ دروازے پر کون ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں، میں جب گیا تو علی المرتضیٰ دروازے پر موجود تھے۔ میں نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ پرندہ ان کے قریب کر دے میں نے ایسا کیا اور دونوں نے مل کر کھایا۔

اس حدیث کی جو حیثیت ہے وہ پہلے واضح ہو چکی۔

شیعوں کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کی فضیلت پر یہی حدیث ہے۔ لیکن اہل سنت و جماعت کے نزدیک وہ صحیح حدیث ہے جو علامہ شعرانی نے بیان کی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

بخاری شریف میں باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ یہ حدیث ہے۔ جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے۔

قال كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله ﷺ فنخير ابابكر ثم عمر ثم عثمان بن عفان۔ بخاری شریف جلد ا صفحہ ۵۱۶ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔

کہ ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ابوبکر صدیق ﷺ کو پہلے نمبر پر پھر عمر فاروق ﷺ پھر عثمان بن عفان ﷺ کو مختار سمجھتے تھے۔

بین السطور میں ہے۔

وزاد الطبراني فيسمع النبي ﷺ ولا يكره

محدث طبرانی نے مزید یہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے اور ناپسند نہ کرتے۔

قسطلانی میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

المراد بالبعدية ههنا بعدية الزمانية واما البعدية في الرتبة فيقال فيها افضل الامة بعد الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام ابوبكر و قد اطبقوا على انه افضل الامة حكى الشافعي وغيره اجماع الصحابة والتابعين على ذالك۔

بعدیت سے مراد یہاں بعدیت زمانی ہے۔ اور بعدیت رتبی میں سب کا اجماع ہے

کہ بعد از انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام ابوبکر افضل الامۃ ہیں۔اس میں امام شافعی وغیرہ نے حکایت کیا کہ اجماع صحابہ اور تابعین اسی پر ہے۔

اور بخاری شریف جلد اصفحہ ۵۱۸ پر ہے: **عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی ﷺ قال ابوبکر قلت ثم من؟ قال عمر وخشیت ان یقول ثم عثمان قلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجل من المسلمین۔**

حضرت علی المرتضیٰ کے فرزندار جمند محمد بن حنفیہ سے روایت کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا لوگوں میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا ابوبکر صدیق۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمر فاروق۔ مجھے خطرہ ہوا کہ اگر میں ثم من کہوں تو حضرت عثمان کا نام نہ لے لیں۔ میں نے کہا پھر آپ؟ آپ نے فرمایا میں تو مسلمانوں کا ایک فرد ہوں۔

قسطلانی کے حوالے سے بین السطور میں ہے۔

وقد وقع الاجماع بین اھل السنۃ علی ان ترتیبھم فی الفضل کترتیبھم فی الخلافۃ۔

یعنی اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ فضیلت کی ترتیب وہی ہے جو خلافت کی ہے۔یعنی ترتیب افضلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی خلافت کی ترتیب ہوئی۔

نیز افضلیت صدیق اکبر ﷺ علی الاطلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان سے جس کو امام مسلم نے یوں تحریر فرمایا۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال لی رسول اللہ ﷺ فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا وانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ اصح المطابع)۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرض الوفات میں مجھے فرمایا: جا اپنے باپ ابوبکر صدیق اور اپنے بھائی کو بلا لاؤ تاکہ میں کچھ لکھ دوں مجھے خطرہ ہے کہ تمنا کرنے والا تمنا نہ کر بیٹھے۔اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں بہتر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور تمام مومنین اس چیز کا انکار کریں گے سوائے ابوبکر صدیق کے۔ لیکن آپ کے مرض کی کمزوری کی وجہ سے میں نے نہ بلایا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت

ابوبکر صدیق کواپنے مصلے پر نماز کے لیے مقرر فرمایا اور حکم دیا۔ مروا ابا بکر یصلی بالناس۔

اہل سنت کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی میں صدیق اکبر نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔ روافض کے نزدیک بھی شرح نہج البلاغہ الدرۃ النجفیۃ میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی میں دو دن نمازیں پڑھائیں۔ صلی ابوبکر یومین۔

نیز اسی نماز پڑھانے کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت ظاہری کے لیے دلیل بنایا۔ اب جو تقسیم ظاہری و باطنی کی کرتا ہے اور ظاہری خلافت دنیاوی صدیق اکبر کے لیے مانتے اور ولایت باطنی کے لحاظ سے خلافت بلافصل مولا علی کے لیے سمجھے وہ اجماع امت اور حدیث پاک اور مولا علی کی مخالفت کرے گا۔ اس کو متنبہ کیا جائے اگر قیاسی غلطی ہے تو توبہ کرے۔

اس مسئلے کو جس طرح شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے مبرھن دلائل قویہ واضحہ باہرہ سے بیان فرمایا ہے۔ اہل سنت و جماعت پر بہت بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ان کو دین متین کی خدمت کے لیے اسی جذبہ کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین الرؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

فقط

محمد عبدالرشید رضوی

مہتمم جامعہ قطبیہ رضویہ

قطب آباد شریف

چک نمبر ۲۳۳ تحصیل و ضلع جھنگ

المرقوم

۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

بروز جمعۃ المبارک ۲۸ مارچ ۲۰۰۸ء

☆......☆......☆

تقریظ

حضرت علامہ شیخ الحدیث ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

الحمد لمن هو اول قديم بلا ابتداء وآخر كريم بلا انتهاء والصلوٰة والسلام على من كان نبيا وآدم بين الطين والماء وعلى آله واصحابه الكرماء والشرفاء والتابعين لهم بالاحسان الى يوم الجزاء اما بعد۔

اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ جو صدیوں سے درسی کتب میں پڑھایا جا رہا ہے اور کتاب وسنت کے دلائل حقہ اور اجماع امت کے ساتھ مبرہن انداز میں بیان کیا جاتا ہے وہ یہی ہے افضل البشر بعد الانبياء ابوبكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورين ثم علي المرتضىٰ یعنی انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام امتوں سے یہ حضرات افضل ہیں۔اور ان میں باہمی تفاضل کی صورت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اول درجے میں ہیں اور حضرت عمر فاروق ؓ دوسرے درجے میں ہیں اور حضرت عثمانِ غنی ؓ تیسرے درجے میں ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ چوتھے درجے میں ہیں۔

اس عقیدے کو اپنانے والے حضرات صدیقین بھی ہیں اور شہداء وصالحین بھی جو کہ اس عقیدے پر قائم رہے اور اس کا پرچار بھی کرتے رہے۔اور ہم نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے انعام یافتہ سعادت مند حضرات کی راہ پر چلا۔اور ان سعادت مندوں میں یہ تینوں جماعتیں بھی شامل ہیں۔تو پھر ہمیں ان کی راہ ہدایت پر گامزن ہونے اور ثابت قدم رہنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہونا چاہیے۔اور یہ تسلیم کرنا لازمی اور ضروری ہے کہ فلاح ونجات کا راستہ وہی ہے اور برحق مذہب ومسلک وہی ہے جو ان حضرات نے اپنایا کیونکہ ایسی مقدس ہستیاں ارشادات خداوندی اور فرمودات مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قطعا

گریز و فرار اور احتراز و انحراف نہیں کرسکتیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حقیقة الفضیلة ما هو عند الله وذلک مما لا یطع علیه الا رسول الله ﷺ وقد ورد فی الثناء علیهم اخبار کثیر ولا یدرک دقائق الفضل والترتیب فیه الا المشاهدون للوحی والتنزیل بقرائن الاحوال فلولا فهم ذلک لما رتبوا الامر کذلک اذا کان لاتاخذهم فی الله لومة لائم ولا یصرفهم عن الحق صارف (شرح مقاصد جلد۲ صفحہ ۳۰۲)۔

زیر بحث افضلیت سے مراد ان حضرات کا عنداللہ مرتبہ و مقام اور قربت و مکانت ہے۔ اور اس پر صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ ہی مطلع ہو سکتے ہیں۔ اور ان کی مدح ثناء اور تعریف و توصیف میں بہت سی احادیث اور روایات وارد ہیں اور فضل و شرف کے دقائق اور اس میں ترتیب کا ادراک اور قطعی علم قرائن احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف انہیں حضرات کو ہو سکتا تھا۔ جو وحی اور تنزیل کا مشاہدہ کرنے والے تھے۔ اگر ان حضرات کو قرائن احوال اور شواہد حقیقت سے اس شرف اور فضل کا علم و ادراک اور فہم نہ ہوتا تو وہ اس ترتیب سے یہ شرف اور فضل قطعاً بیان نہ کرتے کیونکہ ان حضرات کو اللہ کی رضا و خوشنودی والے امور سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اپنی گرفت میں نہیں لے سکتی اور حق و صواب اور صدق و راستی والی راہ سے دنیا کی کوئی طاقت انہیں برگشتہ نہیں کرسکتی تھی (بحوالہ شرح مقاصد جلد۲ صفحہ ۳۰۲)۔

لہٰذا ان مقدس ہستیوں میں شرف و فضل باہمی کی یہ ترتیب قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ کا مغز اور خلاصہ ہے اور اس کو اختیار کرنے میں ہماری فلاح اور کامیابی اور اخروی نجات کا سامان ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ترتیب اور افضلیت میں تو بعض حضرات کا موقف یا اختلاف منقول ہے لیکن شیخین کی افضلیت میں کسی کا اختلاف منقول

نہیں۔ سوائے شیعہ اور معتزلہ کے۔ تو کیا کوئی سنی کہلانے والا شخص یہ باور کرسکتا ہے کہ عند اللہ ان حضرات کے شرف و فضل کا علم و عرفان شیعہ اور معتزلہ کو تو ہو گیا مگر ہمارے اسلاف اور اکابرین اس علم و عرفان سے عاری اور خالی تھے العیاذ باللہ اور بلا دلیل اور بغیر حجت و برہان کے اس ترتیب پر مجتمع اور متفق ہو گئے۔ حاشا اللہ

مولائے مرتضیٰ ﷜ کا اپنے لختِ جگر حضرت محمد بن حنفیہ ﷫ کے استفسار کا جواب بخاری شریف میں مروی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص کون ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں ابوبکر صدیق ﷜۔ وہ پوچھتے ہیں ان کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں حضرت عمر ﷜۔ جب انہیں یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اب اگر میں سوال کروں کہ ''ان کے بعد افضل کون ہے؟'' تو آپ یہ نہ کہہ دیں کہ حضرت عثمان ﷜۔ تو آپ نے سوال کا انداز بدل کر عرض کیا ثم انت پھر آپ ان کے بعد سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے افضل ہیں تو آپ نے فرمایا ''ما انا الا رجل من المسلمین'' میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام سا مرد ہوں۔

حضرت امیر معاویہ ﷜ کے خط کا جواب دیتے ہوئے مولائے مرتضیٰ نے فرمایا ''ان افضلھم فی الاسلام کما زعمت وانصحھم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق ثم خلیفۃ الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بھما لجرح فی الاسلام شدید (نہج البلاغہ)۔ یعنی تمام اہل اسلام سے بالعموم اور صحابہ وغیرہم سے بالخصوص افضل ترین جیسے کہ تم نے کہا اور سب سے بڑے مخلص اللہ تعالیٰ کے (دین کے) اور رسولِ خدا ﷺ کے خلیفہ صدیق ﷜ ہیں۔ اور ان کے بعد ان کے خلیفہ حضرت عمر فاروق سب سے افضل اور بڑے مخلص ہیں۔ مجھے میری زندگی کے خالق کی قسم ان دونوں کا مرتبہ و مقام اسلام میں بہت بڑا ہے اور ان کا وصال اسلام کے لیے ایسا کاری زخم ہے جو مندمل ہونے والا نہیں ہے۔ وغیر ذلک۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ ان پر اپنے فضیلت دینے والے کو مفتری اور بہتان تراش سمجھتے تھے اور اس پر حدِ افتریٰ لگانے کا اعلان فرماتے تھے۔ تو کیا مولائے مرتضیٰ ﷛ کی محبت اس امر کی متقاضی نہیں ہے کہ ان کے نظریہ کو بھی اپنایا جائے اور ان کی اقتداء اور اتباع بھی کی جائے اور جس نظریہ اور عقیدہ کو بھی وہ غلط اور بے بنیاد سمجھیں اور لائق حد و تعزیر سمجھیں اس سے کوسوں دور بھاگا جائے بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے حضرت علی ﷛ کو یہی تعلیم دی اور ان کے خداداد مرتبہ و مقام سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: **یا علی ان ابابکر و عمر خیر الاولین والآخرین واھل السموت والارضین الا النبیین والمرسلین** ۔ اے علی بے شک ابوبکر اور عمر تمام اولین و آخرین سے افضل ہیں۔ اور تمام آسمانوں اور زمین والوں سے افضل ہیں۔ ماسوائے انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، تو مولا مرتضیٰ ﷛ خود یہ عقیدہ کیوں نہ اپناتے اور اپنی اولاد امجاد کو اس پر کاربند کیوں نہ فرماتے اور ہم پر یہ عقیدہ اور نظریہ اپنانا کیونکر ضروری اور لازم نہ ہوگا؟۔

تنبیہ :۔ اس افضلیت والے ارشادات میں یہ پہلو متعین نہیں کیا گیا کہ وہ خلافت کے لحاظ سے ہے اور روحانی مراتب و درجات کی رو سے نہیں۔ لہٰذا ایسی تاویل و توجیہ کی یہاں کوئی گنجائش نہیں۔ جن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کا انتخاب کیا اور ان کی بیعت کی انہیں پہلے سے کیسے یقین ہو گیا تھا اور یہ علم غیب کیسے حاصل ہو گیا تھا کہ وہ خلافت و حکومت و سلطنت و امارت میں منفرد اور ممتاز مقام کے مالک ثابت ہوں گے۔ لہٰذا یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے کہ انہوں نے صرف اور صرف ارشاداتِ مصطفویہ کے تحت اور ان کی قربانیوں اور خدمات اسلام کی وجہ سے ہی اور محبوب خدا کی ان پر رحمت و شفقت اور خصوصی نظرِ عنایت اور نگاہِ التفات کے تحت ہی یہ عقیدہ اپنایا ہوا تھا کہ یہ حضرات سب سے افضل ہیں۔

اور اسی عقیدے کے تحت ان کا نیابتِ مصطفویہ اور خلافت کے لیے انتخاب اسی ترتیب کے مطابق وقوع پذیر ہوا۔ اور یہ حقیقت تو خلافت کا بارِ گراں سنبھالنے کے بعد کھل کر سامنے آئی کہ یہ حضرات اس منصب کے لحاظ سے بھی امتیازی اور انفرادی مقام کے مالک ہیں۔ لہٰذا اس کو وجہِ انتخاب قرار دینا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

حضرت رہبرِ شریعت، شیخِ طریقت علامہ پیر غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی و دامت برکاتہم العالیہ نے بڑے مدلل اور مبرہن انداز سے اس نظریہ اور عقیدہ کو بیان فرمایا ہے اور منکرین و مخالفین کے تمام شکوک و شبہات کو ھباءً منثوراً فرما دیا ہے۔ اور اہل سنت کے مذہب و مسلک کو مہرِ نیمروز کی طرح روشن اور واضح فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات اور علمی جواہر پاروں سے بیش از بیش استفادہ کی توفیق اور سعادت بخشے۔ آمین ثم آمین۔

اور تمام اہل السنت کو اس برحق عقیدہ و نظریہ اور سراسر راستی و صداقت پر مبنی مذہب و مسلک کو اپنانے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف السیالوی

کان اللہ لہ

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام کالج روڈ سرگودھا

☆......☆......☆

تقریظ

مناظر اسلام حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی مدظلہ العالی

اپنے عقائد وافکار اور نظریات کی دعوت وتبلیغ آزاد دینا ہر انسان کا بنیادی حق ہے مگر انسانی معاشرہ کا یہ بھی مسلمہ قاعدہ ہے کہ مبلغ اور داعی کو سچ اور اخلاص کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے۔ دورِ حاضر کی زوال پذیر اقدار میں یہ قدر بھی نہایت شرمناک ہے کہ دین ومذہب جو جھوٹ اور نفاق کی ملاوٹ کا کسی طرح بھی متحمل نہیں ہوسکتا اسکی دعوت وتبلیغ میں بھی جھوٹ اور بدیانتی کا سہارا لیا جاتا ہے، دیانت اور سچائی کا خون سرعام کیا جارہا ہے اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کذب اور دجل کے متعفن کچرے پر کھڑا ہوا شخص بھی اولوالعزم مجاہدین جیسے اعزازات اپنے ہی ہاتھوں اپنے کندھوں پر سجائے نفس پر از ہوس کو تھپکی دے رہا ہے۔ جاہ اور تعمیر ذات کے مرضِ استسقاء نے بہت سوں کو زندہ در گور کیا اور کتنوں کو تباہ وبرباد کیا۔ حرص وہوس خود پسندی، خودغرضی کی بیماری ایک بندے کو کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔ یہ مرض اپنے بیمار میں بے یقینی اور بداعتمادی کی کیفیات پیدا کرتا ہے۔ ایسا مریض اگر کسی ہنر اور فن میں دستگاہ رکھتا ہو تو اپنے فن کو تعمیر ذات اور پرورش نفس کے لیے بروئے کار لاتا ہے۔ ایمان، عقیدہ، نظریہ، وفا، حمیت، غیرت جیسے الفاظ ایسے مریضوں کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ادبِ عربی میں مقاماتِ حریری سے ہر طالب علم واقف ہے۔ اس کے کردار ابوزید سروجی کی ادبیت، دانش فصاحت وبلاغت جس کام آتی ہے ایسے کرداروں کے بھی ایسے ہی مقاصد ہوتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب "ضربِ حیدری" میں ایسے ہی عیار اور سیاہ دل لوگوں کے بے سروپا نظریات کا ردوابطال کیا گیا ہے جو اپنا ایمان اور نظریہ بھی اپنے دنیوی مفاد کے لیے فروخت کردیتے ہیں۔

ذرا بھی نرخ ہو بالا تو تاجران حرم
گلیم وجبہ ودستار بیچ دیتے ہیں
یہ لوگ کیا ہیں کہ دو چار خواہشوں کے لیے
تمام عمر کا پندار بیچ دیتے ہیں

ضربِ حیدری کے مخاطبین میں ایک بھولا طبقہ ایسا بھی ہے جو اپنی روحانی تکمیل کا

ذریعہ حضرت مولا علی ﷺ کی افضلیت کے نظریہ کو سمجھتے ہیں ان کی راہنمائی کے لیے ضربِ حیدری میں بہت کچھ ہے۔

تفضیلیوں کا ایک گروہ جو نسبی تفاخر کے عفریت کے چنگل میں بری طرح جکڑا ہوا ہے اور اپنے مذموم مقاصد کے لیے مسلم سماج کی رگوں سے لہو نچوڑتے کے لیے اہل اسلام میں "برہمن" کا روپ دھارے ہوئے ہے ان پر بھی یہ کتاب حجت ہے۔

تفضیلیہ میں ایک بد بخت ایسا بھی ہے جو ایک ہی وقت میں ولایتِ علی کی سبائی تعریفات و توضیحات اور خلافت کی سیاسی اور روحانی تقسیم کا پرچم اٹھائے ہوئے ہے اور دوسری طرف وہابیہ خوارج کی نہ صرف اقتداء کے جواز کا قائل اور اس پر مصر ہے بلکہ عملاً اسکے اظہار پر بھی شرم محسوس نہیں کرتا اور تیسری طرف اہل سنت کی وہ تمام رسوم جنہیں وہابیہ خوارج شرک و کفر کہتے نہیں تھکتے، ان کی بھی بڑے چاؤ کے ساتھ انجام دہی سے نہیں چوکتا۔ ایسے متضاد افکار و نظریات و اعمال کو ایک شخص جب اعلانیہ تحریر و تقریر میں پیش کر رہا ہے تو احقر کو یہ لکھنے میں کوئی مشکل نہیں کہ عصر حاضر میں یہی شخص ابن اُبی ایوارڈ کا اولین مستحق ہے۔ اس پر فتن دور میں جو بصارت ہی نہیں بلکہ بصیرت کے لیے بھی آشوب کا دور ہے ایسی پر نفاق روش کو محسوس کرنا اور اس پر مستزاد رد و ابطال کے لیے کمر بستہ ہونا اور احقاقِ حق کے لیے اپنی علمی استعداد اور قدرت کی طرف سے بخشی ہوئی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے قلم کو حرکت دینا اتنا مبارک و مسعود عمل ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول قاسمی مدظلہ تو مخلص عالم، شیخ طریقت اور شیخ الحدیث ہیں، راقم الحروف تو سچے اور کھرے "رند" کو بھی دوغلے اور کھوٹے عالموں اور زاہدوں پر ترجیح دیتا ہے۔

معزز قارئین دلائل کے گلہائے رنگا رنگ باغ قاسمی سے خود چن لیں اور ان کی بھینی بھینی خوشبو سے مشامِ ایمان و جان کو معطر کریں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کتاب کو نفعِ تام اور قبول عام عطا فرمائے۔ آمین

الراجی الی رحمت ربہ المنان

محمد عرفان غفرلہ الرحمٰن

من احفاد موسیٰ بن جعفر

☆......☆......☆

تقریظ

حضرت علامہ ابوالفضل عبدالرحیم صاحب سکندری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ. اما بعد:

فقیر نے حضرت مولانا پیر غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہ کی تصنیف ضرب حیدری کا از اول تا آخر مطالعہ کیا، جس کو بلا مبالغہ، افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موضوع پر، منفرد پایا۔ از سلف تا خلف اکابرین اہل سنت وجماعت کی مولانا صاحب نے حقیقت پسندی سے خوب تر ترجمانی فرمائی ہے۔ راقم الحروف ایک حوالہ پر اکتفا کرتے ہوئے ''ضرب حیدری'' کی مکمل تائید کرتا ہے۔ علامہ فہامہ، قطب کامل، عارف واصل، حضرت مجدد منور امام ربانی، احمد سرہندی قدس سرہ مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

افضلیت ایشاں بترتیب خلافت است۔ افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر ائمہ کہ یکے از ایشاں امام شافعی است شیخ ابو الحسن اشعری کہ رئیس اہلِ سنت است۔ فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی ست۔ انکار نکند افضلیت شیخین را، بر باقی مگر جاہل یا متعصب۔ حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میفرماید کہ کسے کہ مرا بر ابی بکر و عمر فضل بدہد، مفتری است او را تازیانہ زنم چنانکہ مفتری را زنند (مکتوبات شریف حصہ ہشتم دفتر دوم صفحہ ۴۸)۔

تمام صحابہ کرام وتابعین واکابرین اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ اس کے برخلاف جو بھی نیا عقیدہ نکالے گا وہ ضلالت وگمراہی ہے۔

اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه۔

العبد الراجی عفو ربہ القویم

فقیر عبدالرحیم سکندری

شاہ پور چاکر (سندھ)

۱۸ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ، ۲۴ مئی ۲۰۰۸ء

تقریظ

مناظر اسلام حضرت علامہ محمد سعید احمد اسعد صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

الحمد للہ نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

فقیر نے حضرت قبلہ مفتی غلام رسول قاسمی صاحب کی کتاب مستطاب ضربِ حیدری کا مطالعہ کیا اور اس کو دلائل و براہین سے مرصع پایا اور اپنے موضوع پر لاجواب پایا حضرت قبلہ علامہ غلام رسول قاسمی صاحب نے پوری امت کی طرف سے حق ادا کر دیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی نے جو کچھ تحریر فرمایا بندہ اس سے مکمل اتفاق رکھتا ہے۔ اللہ کریم مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد

مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

☆......☆......☆

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد طیب ارشد صاحب مدظلہ العالی

مدرس مدرسہ اسلامیہ تھوں سرائے عالمگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی شرح صدورنا للاسلام بنور الایمان ونور قلوبنا بالعلم والعرفان وجعلنا من امة حبيبه سيد الانس والجان هو ربنا يختار عبداً لاحقاق الحق و امحاق البطلان عند ظهور الفتن والطغيان والصلوة والسلام على من نزل عليه الكتاب فيه لكل شيء التبيان هو سيدنا خلق الله نوره من نوره قبل الاشياء وكان نبيا وآدم بين الطين والماء اخبر بلسانه ناطقا بما اليه يوحى ان افضل الناس ابوبكر بعد الانبياء فحقق هذا الفضل فى الضرب الحيدرى باعتصام الاصول العاصمى الشيخ غلام رسول القاسمى عند شغب التفضيلية والجهال السنية على المنابر فى المساجد المنيفة والمحافل المذهبية فجزاه الله تعالىٰ عنى وعن سائر اهل السنة والجماعة وابقىٰ فيضان تصانيفه الى يوم القيامة. اما بعد.

علم، اعمال دعاء، عبادات حسن اخلاق صحت اطوار تصنیف، تالیف وعظ، تبلیغ صورت درویشاں، سلوک راہ نیکاں جیسی صفات کے حامل لوگ اس پر آشوب دور میں ہر شہر، ہر قریہ حتیٰ کہ سر راہ بھی بکثرت مل جاتے ہیں لیکن ان میں سے ماسوائے معدودے (من یشاء اللہ) اخلاص سے معرّیٰ نام آوری، ریاء سے محلّی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت سے دور ہوتے ہوئے بھی نام آوری، نفس پرستی جیسے مقاصد پالیتے ہیں۔ عزت، برتری کے خواہاں، مال، زر کے جویاں یہ لوگ اسلام کے نام اور اسلاف سے نسبت کے حوالہ سے مذہبی راہنما بھی کہلاتے ہیں جبکہ دراصل یہ لوگ ننگ اسلاف ہوتے ہیں۔ عوام میں مقبولیت، شہرت اور حصول زر کی طمع، لالچ کیلئے مذہبی مجالس، محافل میں فن موسیقی کے اتار چڑھاؤ اور خوش آواز، شیریں لہجہ کے ساتھ عامۃ المسلمین کے ضعف اعتقاد کی نازک تاروں کو چھیڑتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ عقائد، شرعی معمولات اور ضروریات دین کے برعکس وہ جو چاہیں بیان کر دیتے ہیں۔ بعض تو وہ ہیں جو آیات کریمہ کو بھی موسیقی کی سروں میں پڑھتے ہیں۔ انہیں نہ خوف خدا، نہ شرم مصطفیٰ اور نہ احساس زیاں ہوتا ہے۔ وہ اپنی فاسد مخترعات، خودساختہ

تاویلات، موضوع روایات بیان کر کے جہالت، گمراہی کا خود تو نمونہ ہوتے ہی ہیں مگر اسکے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گمراہی کی تاریک وادیوں کے کنارے پہنچا دیتے ہیں۔ کم علم، جاہل، پیشہ ور مقررین اور نعت خوانوں کا یہ طبقہ واقعاتِ کربلا، شانِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اپنی من گھڑت روایات اور فاسق، فاجر رافضی ذاکروں کے قصائد، دوہڑے عوام اہل سنت کو سنا کر تفضیلیت، رافضیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ اس طبقہ میں پڑھے لکھے بھی ہیں اور کم علم، ان پڑھ بھی ہیں لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائدِ حقہ سے صرف نظر کر کے عوام کی توجہ کے ہی طالب رہتے ہیں۔ قوم نے بھی جب وعظ، نعت سننے کا معیار علم کی بجائے خوش الحانی کو ٹھہرایا تو خوش الحان کم علم ہو یا جاہل و فاسق ہو، مذہبی اسٹیج پر اسے ہی پسند کیا جانے لگا ہے۔ مقامِ فکر ہے کہ علماءِ ربانیین مدارس، حجروں میں بیٹھ گئے، مشائخ طریقت خانقاہوں اور حلقہ مریدین تک محدود ہو گئے اور مذہبی اسٹیج پر ایسے کم علم، پیشہ ور مقررین اور داڑھی کترے، داڑھی منڈے، فاسق، فاجر نعت خوان آ گئے جو نصوصِ شرعیہ سے ثابت عقائد، معمولاتِ اہل سنت کو تفضیلیت، رافضیت اور خارجیت کی ناپاک گرد سے آلودہ کر رہے ہیں۔

عوام، خواص کی مجالس، محافل میں صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل سنا کر باور کرایا جانے لگا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہی مقام، مرتبہ ہے، یہی تو تفضیلیت ہے جسے علماءِ اہل سنت نے فسق فی العقیدہ، خلاف واقع قرار دیا ہے اس پر علماءِ حقہ کی خاموشی اور جاہل، پیشہ ور مقررین، نعت خوانوں کی جسارت کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام اہل سنت سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل اور بعد الانبیاء (علیہم السلام) آپکی افضلیت سے بے خبر ہوتے جا رہے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے عظیم متاع کے اس نقصان کا ادراک کا کسی کو ہوا اور کوئی اس سے بے خبر رہا لیکن اس نقصان پر خاموشی ہر طرف سے رہی۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

خداوند قدوس نے اس متاع عظیم کے احساسِ زیاں، اس کے تدارک کے لیے ایک ایسے شخص کا انتخاب فرمایا ہے جو علم نافع، عمل صالح، احیاءِ سنت، اماتتِ بدعت، تحفظ ناموسِ اصحاب، اکرام شعائر اسلام، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، زہد و تقویٰ حب خیر البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خیر و اصلاح، اطاعتِ خدا، اطاعتِ مصطفیٰ، ابلاغ ہدایت، ارشاد طریقت اور عمل بالشریعۃ جیسی صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ میں اس شخص کو مجدد نہیں کہہ سکتا حتی کہ اشارۃً یا کنایۃً بھی اسے مجدد کہنے کا روادار نہیں اس لیے کہ تفضیلیت، رافضیت اور خارجیت کے منڈلانے والے خطرات سے مسلکِ حق کو تحفظ دینے اور احقاق

حق، ابطالِ باطل کے لیے اس شخص کی تالیف ضربِ حیدری عظیم کارنامہ ہے۔

اہل سنت کے مسلمہ عقائد پر آنے والی گرد ہٹانے، عقائدِ حقہ کو روشن کرنے کے لیے ضربِ حیدری منارۂ نور ہے لیکن ہم ضربِ حیدری کو حضور علیہ السلام کی نظرِ رحمت، مؤلفِ مذکور کے مشائخِ طریقت کی توجہ عنایت سے اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے عطیہ خداوندی اور مؤلف کے لیے عظیم اعزاز سمجھتے ہیں اور ایسے اعزازت عطا کرنے کے لیے خداوند کریم خود کسی خوش نصیب کا انتخاب فرماتا ہے۔

یہ عظیم، خوش نصیب شخص مفسرِ قرآن، شارحِ احادیث رحمتِ عالمیاں الفہیم الذکی جامع المستند فی الفقہ الحنفی شیخ طریقت علامہ حکیم غلام رسول قاسمی مدظلہ ہیں۔ حضرت مؤلف زید مجدہٗ نے ضربِ حیدری تالیف کر کے شرعی ضرورت پوری کی ہے۔ ضربِ حیدری میں اجماعی مسئلہ افضل الناس بعد الانبیاء ابوبکر کو دانستگی یا نادانستگی میں مخفی کرنے کی کوششوں کا سدِباب کیا گیا ہے۔ ضربِ حیدری علماء، عوامِ اہل سنت کو دعوتِ احساس زیاں دیتی ہے کہ اس زیاں کے تدارک کے لیے مسلکِ اہل سنت کی ترجمانی و تحفظ اور منبرِ وعظ کے تقدس کے لیے مشائخ وعلماء اہل سنت اپنا فریضہ ادا کریں اور عوام اہل سنت جاہل، پیشہ ور مقررین، نعت خوانوں کی حوصلہ شکنی کریں اور انہیں مذہبی اسٹیج کی زینت بنانے سے اجتناب کریں۔ ضربِ حیدری میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کی امتیازی شان اور آپ کی خلافت بلا فصل اور حضرت علی ﷜ کی شانِ مرتضوی احادیث مبارکہ سے علم الکلام، علم اصول حدیث اور علم الفقہ کے اصول وقواعد کے تحت بیان کرتے ہوئے معتبر حوالہ جات، دلنشیں انداز میں صحابہ کرام کے ان مشترکہ فضائل اور سیدنا صدیق اکبر ﷜ کی ان خصوصیات سے آگاہ کیا گیا ہے جنہیں کسی بھی وجہ یا ذاتی اغراض سے کم علم مصنفین، مقررین نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

حضرت مؤلف مدظلہ نے ضربِ حیدری میں سیدنا علی المرتضیٰ ﷜ کے فضائل بڑی عقیدت، محبت اور وہبی علمی نکات کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ضربِ حیدری اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے حجت اور مسلکِ حق کی ترجمان ہے۔

ربِ کریم بطفیلِ حبیب رؤف رحیم ﷺ رسالہ مبارکہ ضربِ حیدری کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے مشرف اور اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے سند و حجت بنائے اور راہِ تحقیقات سے باغی، علم وعمل سے خالی، راہِ حق سے بھٹکے ہوئے، حرص ولالچ میں الجھے ہوئے اور مذہب ومسلک کو داغدار کرنے والے مقررین، نعت خوان، نعرہ باز لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت فرمائے۔

محمد طیب ارشد

تقریظ

حضرت علامہ محمد عبداللطیف صاحب جلالی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده وعلیٰ آله واصحابه البررة لا سیما علی افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المومنین و امام المشاهدین لرب العلمین سیدنا الصدیق الاکبر رضی الله تعالیٰ عنه وبعد

کتاب مستطاب ضرب حیدری اسم با مسمیٰ، دلائل سے اس کا مزین ہونا سونے پر سہاگہ، مطاعن کے جوابات مفتری اور متعصب کے لیے تازیانہ عبرت، غیر متعصب کے لیے راہِ ہدایت۔

اللہ قدوس آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ آپ نے ان گمراہوں کو صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی فرمائی، خلیفہ راشد بلا فصل کے فضائل وکمالات کو واضح فرمایا۔ حق یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ظاہراً و باطناً خلیفہ اول بلا فصل ہیں۔

جو کمالات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم کے بعد کسی کو حاصل نہیں۔ اور بار بار سرورِ دنیا و دیں حضور رحمۃ للعٰلمیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا مروا ابابکر فلیصل بالناس اس پر شاہد عادل۔

اللہ قدوس اہل سنت کو علماء سوء کے شر سے محفوظ فرمائے۔

احقر محمد عبداللطیف غفر لہ خادم علوم دینیہ

بدار العلوم جامعہ نعیمیہ لاہور

۱۴ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول صاحب سیالوی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ لاری اڈہ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ الهادین المهدیین و علی علماء امتہ الذین فازوا بغایتہ سعادۃ الدارین اللھم اھدنا الصراط الذین انعمت علیھم بجاہ سید المرسلین علی نبینا و علیھم الصلوۃ والسلام احسن الصلوۃ والسلام الی یوم الدین. آمین

وبعد۔ اخی المکرم حضرت العلام مولینا پیر غلام رسول صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالی نے تحریری مسائل میں ید طولیٰ عطا فرمایا ہے۔ اللھم زد فزد. ماشاء اللہ بیان مسائل میں بلا مبالغہ ایسا اسلوب ہے کہ جسے کہا جائے خیر الکلام ما قلَّ و دلَّ کی پوری تصویر ہوتی ہے۔ تو پھر بھی اس کی ستائش کا حق ادا نہیں ہوتا۔

آپ کی تازہ تصنیف ضربِ حیدری بلا مبالغہ تحقیق کا شاہکار ہے۔ اس کے بارے میں مجھے فرمایا ہے کہ اس پر کچھ لکھ کر دو۔ چونکہ ہر آدمی کو اپنے بارے میں علم ہوتا ہے کہ میں کتنے پانی میں ہوں۔ بندہ بھی اپنے تئیں یہ لیاقت نہیں دیکھتا کہ اس کتاب کے بارے میں کچھ لکھنے کی جسارت کرے لیکن یہ بھی ناقدری ہوگی کہ اپنی بساط کے مطابق کچھ عرض نہ کیا جائے۔

یہ عجالہ حضرت ابوبکر صدیق رضی ﷲ کی مطلقاً بعد از انبیاء افضلیت کے بیان پر مشتمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مصنف علام نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ دلائل کی ترتیب اور ان کے اندازِ بیان میں بھی اپنی مثال آپ ہے۔ بندہ نے اول سے آخر تک اسے بنظر غائر دیکھا ہے اس کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کتاب نے متقدمین علماء و صلحاء کی یاد تازہ کر دی ہے۔

دو چیزوں کی حدود کا تعین عقل سے ممکن نہیں۔ ایک ہے مذہب کہ اس کی حدود وحی کے ذریعے متعین ہوتی ہیں۔ عقل سلیم انکے سمجھنے کا آلہ اور ذریعہ ہے لیکن خود عقل اس پر قادر نہیں کہ مذہب کی حدود کا تعین کر سکے۔

دوسرا۔ ان پاک ہستیوں کے مراتب کا بیان جن خوش بختوں نے اللہ تعالی جل شانہ کے محبوب کریم کی معیت و خدمت و زیارت مع الایمان کا شرف پایا ہے۔ ان کے مراتب بھی عقل کے پیمانے سے وراء ہیں۔ ان کے مراتب کا تعین بھی وحی الہی سے ہوگا اور اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرمان سے ہوگا اور پھر اس کی تاکید و تصدیق مجتہدین و آئمہ کے ان بیانات سے ہوگی جو ان بزرگوں نے قرآن و حدیث سے سمجھے اور امت کی راہنمائی فرمائی وہی حق ہے اب جو آدمی اس کے علاوہ ان بزرگوں کے مراتب کا تعین کرے گا تو وہ ایسا ہے جو بت خانہ کے مکینوں سے ہدایت کا طالب ہو۔

تو کیا اسے ہدایت کا راستہ مل جائے گا؟ ہرگز ایسا ممکن نہیں ہے۔ ایسے ہی جو آدمی قرآن و حدیث اور آئمہ کرام کی راہنمائی کے علاوہ انکے مراتب کا بیان کرے گا وہ گمراہ اور گمراہ گر ہوگا۔ اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلفاءِ ثلاثہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے مراتب کا تعین وحی الہی کی رہنمائی کے بغیر ناممکن ہے۔

اس پر بندہ صرف ایک فیصلہ کن دلیل ذکر کرنے کے بعد اپنے معروضات ختم کرتا ہے۔ حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث منقول ہے جسے امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا ہے صاحبِ مشکوۃ نے اسے باب اعتصام بالکتاب والسنۃ میں نقل فرمایا ہے۔ اس میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا و عضوا علیھما بالنواجذ** (الخ)۔ بے شک تم میں سے میرے بعد جو شخص

زندہ رہے گا وہ کثیر اختلاف دیکھے گا پس تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم و فرض ہے۔ اس پر سختی سے عمل کرنا۔ جہاں تک سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کا تعلق ہے مصنف علام نے ان کے بیان کا حق ادا کر دیا ہے۔ جس سے مطلقاً حضرت صدیق اکبر ﷺ کی افضلیت دوپہر کے سورج کی طرح چمک اٹھی ہے لیکن

بروز گر نہ بیند شپرہ چشم چشمہ آفتاب راچہ گناہ

جہاں تک خلفاء راشدین کی سنت و عمل کا تعلق ہے وہ بھی تمام امت پر واضح ہے کہ خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کو سب سے افضل جان کران کے ہاتھ پر بیعت کی جس کے بعد یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر صرف امورِ مملکت اور ظاہری خلافت میں مقدم ہیں اور باطنی خلافت میں حضرت مولیٰ مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سب سے افضل ہیں بندہ کے ناقص خیال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جھٹلانے کی اس سے بڑی بے شرمی اور کوئی نہیں ہوگی۔

حضرت صدیق اکبر ﷺ کا مطلقاً (خواہ خلافت ظاہری ہو خواہ باطنی) افضل ہونا یہ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے عمل اور عقیدہ سے واضح ہے۔ اب جو نیا عقیدہ نکالے گا وہ بدعتِ ضلالت اور گمراہی کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان عقائد پر استقامت نصیب فرمائے جن پر نجات کا دارومدار ہے اور بدعات اور گمراہ کن عقائد سے محفوظ رکھے۔ آمین

اللهم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذهديتنا و هب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب اللهم تقبل منا بجاه حبیبک علیه الف الف صلوة وسلام.

عبدہ المذنب محمد فضل رسول سیالوی۔

☆......☆......☆

تقریظ

حضرت علامہ محمد مختیار احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبسملاً و حامداً و مصلیا و مسلما

حضرت علامہ مولانا مفتی پیر سائیں قبلہ غلام رسول قاسمی دامت برکاتھم العالیہ کا تصنیف شدہ رسالہ ''ضربِ حیدری'' کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے اس تصنیف کو بیش بہا علمی موتیوں سے مالا مال پایا۔ میں نے اس تصنیف میں نفسِ مسئلہ کے متعلق قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ، اجماع امت اور قیاس سے دلائل کا ذخیرہ موجود پایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے عقیدہ سے انحرافی یا روگردانی اہل سنت سے خروج کو مستلزم ہے کیونکہ یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین، جمہور علماءِ سلف وخلف ہے۔ اور ''ضربِ حیدری'' اس موضوع پر ایک مکمل کتاب ہے جو کہ محققانہ، مدللانہ عالمانہ خصوصیت کے ساتھ نہایت جامع اور آسان تصنیف ہے۔ اس کتاب میں تفضیلیوں کے تمام سوالات کے جوابات احسن طریقے سے دلائل کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے والے کو اس موضوع پر کوئی تشنگی باقی نہ رہے گی انشاء اللہ۔ تفضیلی بھی اگر تعصب کی پٹی اتار کر حق اور سچ کا متلاشی بن کر پڑھے گا تو اس کے تمام شکوک وشبہات خدشات اور توہمات ختم ہو جائیں گے۔ بعونہ وفضلہ تعالیٰ

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ پیر صاحب کو دونوں جہانوں میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کتاب کو مقبول ومنظور فرما کر ذریعہ نجات وہدایت بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ الفقیر العبد المذنب

محمد مختیار احمد القاسمی

دارالعلوم انوارالاسلام قاسمیہ

نیو چوک دادو (سندھ)

۲۵ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ

تقریظ

حضرت علامہ حافظ خادم حسین صاحب رضوی مدظلہ العالی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا للایمان والاسلام والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد نبیہ الذی استنقذنا بہ من عبادۃ الاصنام وعلی الہ واصحابہ النجباء البررۃ الکرام۔

افضلیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکتوبات شریف میں رقم فرمایا: کہ حضرات شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا ایک اور شخص۔ تو آپ کے بیٹے نے (محمد بن حنفیہ) عرض کی پھر آپ! جواباً اپنے بیٹے کو فرمایا میں ایک مسلمان ہوں (مکتوبات امام ربانی جلد دوم، سوم صفحہ ۶۴ مکتوب ۱۵)۔

جب یہ بات اجماع سے ثابت ہو چکی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد سب سے افضل ہیں تو اس اجماع پر خاموش ہو جانا چاہیے تھا، لیکن ابن الوقتوں کے ایک ٹولہ نے سستی شہرت کمانے اور غیروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور ہردلعزیز بننے کے لیے اجماع کی اس پختہ دیوار میں شگاف ڈالنے کی مذموم کوشش اور سعی نامشکور اور تجارۃ

لن تبور کی اور افضلیت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پرچار کرنے لگے اور لوگوں کو مطمئن کرنے اور سیلاب مخالفت کا منہ موڑنے کے لیے خلافت کی دو قسمیں کر دیں۔ سیاسی، روحانی۔

یعنی روحانی خلیفہ بلافصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبکہ سیاسی خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس تلبیس ابلیس سے وہ سادہ لوح عوام کو اپنے دام تزویر میں لا کر شکوک شبہات کے دلدل میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ہر دور میں ایسے ابوالفضل اور فیضی پیدا ہوتے رہے لیکن علمائے حق نے ایسے افراد کے دجل وفریب کو ختم کر کے دفاع اسلام کا حق ادا کیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیرا آمین۔

حضرت قبلہ علامہ پیر غلام رسول قاسمی زید شرفہ نے سیف ذوالفقار لے کر ان کا تعاقب کر کے ان کی جسیم وضخیم تحقیق پر ضرب حیدری لگائی اور ان کی کمر توڑ کے رکھ دی۔ شکوک و شبہات کی سیاہ رات کو دلائل و براہین کے آفتاب سے روشن کر دیا۔ امید ہے کہ یہ کتاب تفضیلی یاجوج وماجوج کی فوج کے لیے ''سدِ سکندری'' ثابت ہوگی۔

میری دعا ہے۔

یا الٰہی پیر سائیں کو بنا کلکِ رضا

دشمن دین یہ نہ سمجھیں کہ رضا جاتا رہا

حافظ خادم حسین رضوی

15-04-08

☆......☆......☆

تقریظ

حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب مدظلہ العالی

(دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف)

فکرِ انسانی میں تنوع ہر دور میں پایا جاتا رہا ہے لیکن فقط اسی فکر اور سوچ کو دوام اور قبولیت عام نصیب ہوا جو اس پہلو پر غور و فکر کی صلاحیت رکھنے والے افراد کی اکثریت اور جمہور کی رائے قرار پائی۔ زیرِ نظر کتاب ”ضربِ حیدری“ جس موضوع کو اجاگر کرنے کے لیے تحریر کی گئی ہے وہ ہے مسئلہ تفضیل۔ اس موضوع پر بھی فیصلہ انہی لوگوں کا معتبر اور قابل قبول ہوگا جو سب سے پہلے اس موضوع کو بخوبی سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور وہ مقدس جماعت، صحابہ رسول ﷺ کی جماعت ہے۔ جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے افضلیت کے بارے جو ترتیب قائم کی اور اسے لوگوں کے سامنے بیان فرمایا اور اس پر اجماع قائم کیا حتیٰ کہ خود شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے بھی اسی فیصلہ کے مطابق اپنی رائے کا برملا اظہار فرمایا اور اس فیصلہ پر ہمیشہ کاربند بھی رہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سزائیں بھی تجویز فرمائیں تو اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ قرآن وحدیث رسول ﷺ کا نچوڑ تھا۔ اور قرآن وحدیث سے جماعتِ صحابہ نے یہی سمجھا۔ لہٰذا بقیہ امت کو بھی دربارِ نبوت سے فیض پانے والی جماعتِ صحابہ کرام اور خصوصاً مولائے کائنات شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کا احترام کرنا لازم اور ضروری ٹھہرا۔ اسی لیے امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ اس فیصلہ کا احترام فرمایا اور اسکا برملا اظہار بھی فرماتے رہے۔ کہ انبیاءِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد امت میں افضل حضرت صدیق اکبر ہیں۔ اور انکے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ شیخین کریمین کے بعد باوجود اختلافِ اقوال کے اکثریت کی رائے یہ ہے کہ تیسرے نمبر پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور چوتھے نمبر پر مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ پوری امت میں افضل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی خصوصی شان اور عظمت سرکار دو جہاں ﷺ نے بیان فرمائی اور ہر ایک کو امتیازی شرف سے نوازا۔ البتہ مجموعہ کلام سے غلامانِ مصطفیٰ علیہ اطیب

التحیۃ والثناء نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے اسے یوں بیان فرمایا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ فنخیر ابابکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان (بخاری شریف جلد اباب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ)۔ اور ایسا نتیجہ اخذ کرنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت کو مجھ رکھا تھا۔ "لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یعنی تم لوگوں میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جنگ لڑی ان کا درجہ بہت بڑا ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جنگ لڑی (الحدید)۔

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا واضح ثبوت ہے (قرطبی، بیضاوی)۔

نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی قدر بھی سن رکھے تھے۔

ا۔ مروا ابابکر فلیصل بالناس (بخاری جلد اباب اہل العلم احق بالامامۃ) ۲۔ لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ (ترمذی) ۳۔ ان من امن الناس علی ابوبکر (ترمذی) ۴۔ لیس احد امن علی فی نفسہ ومالہ من ابی بکر (بخاری) ۵۔ ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر (ترمذی) ۶۔ لو کنت متخذاً خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا (بخاری، مسلم) ۷۔ ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبیا (طبرانی) ۸۔ ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر ۹۔ خیر ھذہ الامۃ ابوبکر وعمر (دار قطنی) ۱۰۔ ما فضلکم ابوبکر بکثرۃ صوم ولا صلوٰۃ ولکن بشیء وقر فی صدرہ (الیواقیت والجواہر)۔

اور انتہائی پسندیدہ اور فیصلہ کن تبصرہ امام غزالی اور محدثِ وقت علامہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں حقیقی فضیلت سے مراد ان حضرات کا عنداللہ مقام و مرتبہ ہے اور اس پر صرف اللہ کے رسول ﷺ ہی مطلع ہو سکتے ہیں اور اس بارے میں بہت

ساری اخبار وارد ہوئی ہیں اور فضیلت اور اس ترتیب کا ادراک فقط وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے وحی کا مشاہدہ کیا اور اگر ان حضرات (صحابہ کرام) کو اس شرف اور فضیلت کا علم نہ ہوتا تو اس ترتیب سے یہ فضل و شرف بیان نہ کرتے۔ اسی طرح محدثِ وقت علامہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ذہن کو کھولنے اور قلبی تسکین کے لیے کافی ہے۔ فرماتے ہیں: افضل الشیخین بتفضیل علی ایاھما علی نفسہ والا لما فضلتھما و کفابی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا ﷺ نے جب خود شیخین (ابوبکر و عمر) کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے تو میں کیوں نہ فضیلت دوں اور میرے لیے بہت بڑا بوجھ ہے کہ میں حضرت علی سے محبت بھی کروں اور ان کی بات بھی نہ مانوں (صواعقِ محرقہ)۔

لہٰذا موجودہ دور کے تفضیلیوں کے لیے بھی نہج البلاغہ میں موجود شیرِ خدا کا فرمان شافی و کافی ہونا چاہیے کہ اسلام میں افضل حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور مستدرکِ حاکم میں شیرِ خدا کے اس فرمان کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ رضینا لدنیانا ما رضی النبی ﷺ لدیننا کہ اللہ کے حبیب نے جسے ہمارے دین کا امام بنایا ہماری دنیا کا بھی وہی امام ہے۔

حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی نے جس انداز میں اس مسئلہ تفضیل کو واضح فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہر اہم بات کو دلیل اور برہان سے واضح کیا اور تفضیلیوں کے سوالات کے جوابات دینے میں کمال کر دیا جبکہ نوکِ قلم بھی انتہائی محتاط رہا اور میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اللہ رب العزت ان کی اس کاوش کے ذریعے امتِ مسلمہ کو ذہنی اور قلبی سکون عطا فرمائے گا۔ اللہ کریم ان کی اس محنت و کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور امتِ مسلمہ کے لیے زیادہ سے زیادہ نفع رساں بنائے اور ان کی عمر اور ان کے کام میں برکت پیدا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الرؤف الرحیم۔

شیر محمد خان
خادم دار الافتاء الحمدیہ الغوثیہ
بھیرہ الشریفہ ضلع سرگودھا

☆......☆......☆

مقدمہ از مصنف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡد

دنیائے اسلام کے عظیم ترین علماء کی تقاریظ پہنچ چکی ہیں۔ فقیر بھی کچھ باتیں مقدمے کے طور پر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ عالمی میلاد کانفرنس میں ایک خطیب صاحب نے فرمایا کہ استقبال مدینہ کے موقع پر سب مرد اور عورتیں ناچ رہے تھے۔ خطیب صاحب کی یہ بات تحریف الغالین ہے۔ لعبت الحبشۃ بحرابھم کو یہ مفہوم پہنانا اور اسلام کی مقدس ترین خواتین کے لیے ناچنے کا لفظ استعمال کرنا مرجانے کا مقام ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کانفرنس میں کہنے لگے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی روایت کردہ احادیث کو ثنائیات اور احادیات کا نام ہم نے پہلی مرتبہ دیا ہے۔ خطیب صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ ثنائیات اور وحدانیات کی اصطلاحیں پہلے سے وضع کی جا چکی ہیں اور مسندِ امام اعظم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کے مقدمہ صفحہ نمبر ۱۰ پر موجود ہیں اور خطیب صاحب کا یہ دعویٰ انتحال المبطلین ہے اور قلت مطالعہ کی انتہا ہے۔

اس قسم کی باتیں بول کر فرماتے ہیں کہ جو بات میں نے کی ہے وہ آپ کو کتابوں میں نہیں ملے گی، کبھی پوری امت کے علماء کو حاسد قرار دیتے ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ میں فتویٰ پروف ہو گیا ہوں مجھے علماء کے فتووں کی کچھ پرواہ نہیں۔ ان کی اس قسم کی بہت سی باتیں اور دعاوی ہماری نظر میں تھے مگر ہم نے جہاں تک ہو سکا درگزر سے کام لیا۔ لیکن اب جبکہ یہ لوگ اسلام کے بنیادی عقائد ہی کی جڑ کاٹنے لگے اور ان کی باقاعدہ تبلیغ ہونے لگی تو مجبوراً ہمیں قرطاس وقلم تھامنا پڑا۔

گمراہ لوگ اپنے وسائل کے بل بوتے پر اور اپنے حواریوں کو ساتھ ملا کر بڑے بڑے علمی کام سرانجام دے رہے ہیں اور دنیا میں اپنا نام پیدا کر لیا ہے۔ خوارج اور معتزلہ کی تاریخ آپکے سامنے ہے جن کی قرآنی خدمات، تحریکی و جہادی سرگرمیوں اور بہترین منصوبہ بندی کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ قادیانیوں کا نیٹ ورک اتنا مضبوط ہے کہ اسے دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے اور قادیانی اپنی تنظیمی سرگرمیاں اور وسیع نیٹ ورک دکھا دکھا کر لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اصل چیز تحریکی وسعت، مضبوط نیٹ ورک، کثرت تصانیف اور چرب زبانی نہیں ہوتی بلکہ قرآن وسنت اور اجماع کی پابندی، سواد اعظم سے لزوم اور حضور ﷺ کے غلاموں کی غلامی اصل چیز ہے۔

اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو غالیوں کی تحریف، مبطلین کی علمی چوری اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کرتے رہیں گے یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون

عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین وتاویل الجاهلین (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶)۔

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ ہر دور میں جاہلانہ تاویلیں ہوں گی، غالیانہ تحریفات ہوں گی اور علمی سرقے ہوتے رہیں گے۔ یہ حرکتیں کرنے والے خود کو مسلمان کہیں گے اور ان پر گرفت کرنے والے اس امت کے ذمہ دار افراد ہوں گے۔ اسی حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے احقاق حق اور ابطال باطل کی غرض سے علماء نے عصرِ حاضر کے ایک عظیم فتنے کا نوٹس لیتے ہوئے ضرب حیدری پر تقاریظ لکھ کر اپنی ذمہ داری نبھائی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی روحانی افضلیت کا انکار رفضیت کی بنیاد اور گمراہی کا بیج ہے۔ جس کا پاؤں یہاں سے پھسلا وہ جادۂ مستقیم سے ہٹتا ہٹتا رفضیت کی گھناؤنی وادیوں میں جا پہنچا۔ ذرا غور فرمایئے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ تفضیل شیخین کا منکر ہی سیدنا امیر معاویہ ﷺ پر بھی زبان درازی کرتا ہے؟ اور کیا یہ محض اتفاق ہے کہ یہی لوگ مرج البحرین سے مراد مولا علی اور سیدۃ النساء رضی اللہ عنہم لیتے ہیں حالانکہ اس سے اگلے الفاظ بینهما برزخ لا یبغیان اسے قبول نہیں کر رہے اور دوسری جگہ پر مچھلی کے گوشت اور کشتیوں وغیرہ کی بات بھی اس رافضیانہ تفسیر پر تازیانے برسا رہی ہے۔ یہی لوگ یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان سے مراد حسنین کریمین علیٰ جدهما وعلیہما الصلوٰۃ والسلام لیتے ہیں۔ حالانکہ علماء نے صاف لکھا ہے کہ هو من تاویل الجهلاء والحمقاء کالروافض یعنی یہ جاہلوں اور احمقوں کی تاویل ہے جیسے روافض (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۹۲، الاتقان جلد ۲ صفحہ ۱۸، مقدمۃ فی اصول التفسیر صفحہ ۳۸۔۳۹)۔ اور ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ اسناده ظلمات بعضها فوق بعض یعنی اس کی سند میں ظلمات ہیں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ کہتے پھر رہے ہیں کہ اٹھاون سال کی عمر تک سیدنا امام حسین ﷺ کے جسم اقدس پر ایک بال بھی سفید نہیں تھا مگر جیسے ہی حضرت علی اکبر کے جسم سے نیزہ کھینچا، تمام بال سفید ہوگئے۔ حالانکہ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ سیدنا امام حسین ﷺ کے کٹے ہوئے سر مبارک پر سیاہ خضاب لگا ہوا تھا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)۔ ظاہر ہے کہ بال مبارک پہلے سے سفید تھے اسی لیے آپ ﷺ خضاب لگاتے تھے۔

کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ اجماعِ امت کو جوتی کی نوک پر بھی نہیں سمجھتے اور بہت باتوں میں اجماعِ امت کے خلاف چلتے ہیں جبکہ اجماع کا انکار روافض کا شعار ہے۔

کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ ایسے ہی لوگ روافض کی محافل ومجالس میں جا کر انہیں خوش کرتے ہیں اور ان سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

یہ ساری رافضیانہ باتیں فردِ واحد میں جمع، آخر کیوں؟

دوسری جہت سے دیکھیے تو جن لوگوں نے ولایت میں مولا علی کو افضل کہا ہے ان کے پیروکار کھل کر مطلق افضلیت شیخین کا انکار کر رہے ہیں۔ اور ان کے اداروں کے بعض فارغ التحصیل حضرات باقاعدہ رافضیت کے مبلغ بن چکے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر سے سیدۃ النساء ناراض تھیں اور آپ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ راتوں رات پڑھا کر مجھے دفن کر دیا جائے تاکہ ابوبکر کو خبر نہ ہو۔

استاد اگر ایک فٹ پھسلے تو شاگرد لازماً ایک میل پھسل جاتا ہے۔ اسی لیے سیدنا فاروق اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ یھدم الاسلام زلۃ العالم یعنی عالم کے پھسلنے سے اسلام تباہ ہو جاتا ہے۔

ادھر روافض ہیں کہ ایسے لوگوں کی تقریروں اور تحریروں کو حوالہ بنا کر سنی عوام کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ ہمارے ان دوستوں کو اپنی تحقیقات کے خطرناک نتائج کی خبر نہیں۔ آج ہی کیا کچھ ہونے لگا ہے اور چند سال بعد کیا کچھ ہوگا، اس بات کا انہیں اندازہ نہیں۔

اللہ کریم جل جلالہ کی توفیق سے فقیر نے جن آنے والے خطرات کو بھانپ کر، ان کا بروقت نوٹس لیا ہے، شاید ہر شخص ان خطرات کو فی الحال محسوس نہ کر سکے۔

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح درد اشتیاق

لیکن اتنا تو ضرور غور فرمانا چاہیے کہ اگر کتاب ہذا کا مصنف ناسمجھ ہے تو کیا یہ بڑے بڑے جید اور مقتدر علماء بھی ناسمجھ ہیں جنہوں نے دل کھول کر اس کتاب پر تقاریظ لکھی ہیں اور مصنف کا کماحقہ ساتھ دیا ہے۔ یہ وہ علماء ہیں جن کی مثال عصرِ حاضر میں پوری دنیا کے اندر نہیں ملتی۔ ان علماء میں بعض تفضیلیوں کے استاد بھی شامل ہیں۔

فقیر نے تقاریظ حاصل کرنے کا یہ اہتمام اسی لیے کیا ہے کہ فقیر کے خلاف آواز اٹھانے والے کسی بھی شخص کے پاس محض جذبات کے سوا کوئی حجت باقی نہ رہے، نہ اپنے ضمیر کے سامنے اور نہ اللہ کی بارگاہ میں۔ یہ لوگ جن لوگوں کو تنگ نظر کہہ رہے ہیں حضور کریم ﷺ انہیں حاملین علم اور عدول قرار دے رہے ہیں۔

یہ کتاب ہم نے اس لیے لکھی ہے تاکہ اسلام کا طیب و طاہر ریکارڈ درست رہے اور پندرہویں صدی کے کسی مبتدع اور ضال کی تحریر آئندہ نسلوں کے لیے حوالہ نہ بن جائے۔ اللہ کریم جل شانہ ہمیں ذاتی عناد کی وجہ سے کسی کی مخالفت سے محفوظ فرمائے اور حق بات کہنے اور برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور فقیر کی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہِ ناز میں شرفِ قبول عطا فرمائے آمین۔

فقیر غلام رسول قاسمی

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ بمطابق 1 جولائی 2008ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضربِ حیدری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡاَنۡبِيَآءِ

وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ اَمَّا بَعۡد

تفضیلیوں کا تعارف

اللہ کریم جل وعلا شانہ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے صحابہ کو تمام جہانوں پر فضیلت دیتے ہوئے منتخب فرمایا۔ ان میں سے تین سو تیرہ اصحاب بدر سب سے افضل ہیں۔ ان میں سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں۔ پھر ان میں سے خلفاءِ راشدین افضل ہیں۔ پھر خلفاءِ راشدین میں سے سیدنا ابو بکر صدیق سب سے افضل ہیں۔ دوسرا نمبر سیدنا فاروق اعظم کا، تیسرا نمبر سیدنا عثمان غنی کا اور چوتھا نمبر سیدنا علی المرتضی کا ہے رضی اللہ عنہم۔

جہاں خلفاءِ ثلاثہ کو افضلیت حاصل ہے وہاں حضرت علی المرتضی ﷺ کو بھی اللہ کریم نے بے پناہ کمالات اور خصائص سے نوازا ہے۔

بعض بد عقیدہ لوگ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضی (ختنین) سے بغض رکھتے ہیں اور بالخصوص امیر المومنین وامام الواصلین سیدنا ومولینا علی المرتضی مشکل کشا شیر خدا کے خصائص کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ خارجی اور ناصبی ہیں۔ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: الخوارج کلاب النار یعنی خارجی جہنم کے کتے ہیں (ابن ماجہ صفحہ ۱۶)۔ کوئی صاحبِ ایمان مولا علی کرم اللہ وجہہ کے خصائص وکمالات کا انکار کیسے کر سکتا ہے جب کہ چشم بینا کو احادیث میں تصریحات نظر آ رہی ہیں کہ علی المرتضی ہی ذریتِ رسول ﷺ کے جدِ امجد ہیں۔ سیدۃ النساء علی ابیہا وعلیہا الصلوۃ والسلام کے شوہر ہیں۔ ابن عمِ رسول ہیں جنہیں محبوب کریم ﷺ نے غزوہ تبوک پر جاتے وقت پیچھے چھوڑا تو فرمایا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)۔ وہ ہر مومن کے محبوب وناصر ہیں جنکی شان میں تاکیداً ارشاد ہوا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ (مشکوۃ صفحہ ۵۶۵)۔ وہی فاتح خیبر ہیں جنکے حق میں حبیبِ کبریا ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اسے دوں گا جو خدا ورسول کا پیارا ہوگا اور خدا

اور سول اسے پیارے ہوں گے (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۵، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۹)۔ وہی ساکن درِ دولت مصطفیٰ تھے جنہیں سرکار نے مسجد نبوی میں سے جنابت کی حالت میں گزرنے کی اجازت دی (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)۔ وہ برادر مصطفیٰ تھے جو مواخاتِ مدینہ کے موقع پر روتے ہوئے آئے کہ مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ بے شمار صحابہ کے بارے میں یہ الفاظ تو موجود ہیں کہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں لیکن یہ اضافی الفاظ صرف مولا علی کے بارے میں فرمائے گئے ہیں کہ لا یؤدی عنی الا علی یعنی میری نمائندگی علی کے سواء کوئی نہیں کر سکتا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ یہ وہ باب العلم ہیں جنہیں تمام صحابہ سے بڑا قاضی ہونے کا اعزاز حاصل ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۶)۔ اسی لیے سیدنا فاروق اعظم ﷺ ایسی مجلس قضیٰ وعلم سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس میں علی موجود نہ ہوں (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶)۔ وہ عظیم المرتبت ہستی علی المرتضیٰ کی تھی جنہیں حبیبِ کبریا ﷺ نے حکم دیا کہ میرے کندھوں پر چڑھ کر کعبہ کی چھت پر سے بت گرا دیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں (السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۵ صفحہ ۱۴۲)۔ آپکی نماز کی خاطر سورج کو واپس لوٹایا گیا (الشفاء جلد ا صفحہ ۱۸۵)۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علی ﷺ بھی تھے رسول اللہ ﷺ ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا فرما رہے تھے کہ اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا اے اللہ مجھے اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)۔ ہجرت کی رات رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سوئے (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)۔ انہیں کے بارے میں سیدنا عبداللہ ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ علی میں اٹھارہ خوبیاں ایسی ہیں کہ ان میں سے صرف ایک بھی انکی آخرت سنوارنے کے لیے کافی تھی۔ جب کہ ان میں سے تیرہ خوبیاں ایسی ہیں جو صرف انہی کے خصائص ہیں اور اس امت میں کسی دوسرے کو یہ اعزاز حاصل نہیں لقد کانت له ثلاثة عشر منقبة لم یکن لاحد من هذه الامة (طبرانی اوسط جلد ۶ صفحہ ۱۸۱)۔

دوسری طرف بعض لوگ وہ ہیں جو مولا علی کو سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (شیخین) سے بھی افضل مانتے ہیں حالانکہ مولا علی کے خصائص تیرہ ہیں تو صدیق اکبر کے خصائص کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہے۔ جن کی تفصیل اس کتاب میں بیان کی جا رہی ہے۔ پڑھ کر دیکھ لیجیے۔ خصائص وافضلیتِ صدیق کے منکر رافضی اور تفضیلی ہیں۔ یہ لوگ بھی خوارج ہی کی

طرح ہیں مگر دوسری انتہا پر کھڑے ہیں۔ ان دونوں کے برعکس اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تفضل الشیخین و تحب الختنین یعنی شیخین کو افضل مانو اور ختنین سے محبت رکھو۔ علماء اہل سنت نے سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ شیخین کی افضلیت کا یہ معنی نہیں کہ خدانخواستہ ختنین کی محبت میں کمی آجائے اور ختنین کی محبت کا یہ معنی نہیں کہ انہیں شیخین سے افضل سمجھ لیا جائے۔

شیعہ مذہب میں بے شمار فرقے پائے جاتے ہیں۔ ان کے فرقوں کی تفصیل بے شمار علماء کرام علیہم الرضوان نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی ہے۔ مثلاً شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے تحفہ اثنا عشریہ میں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمت اللہ علیہ نے السیف المسلول میں، حضور غوث اعظم و قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے غنیۃ الطالبین میں۔ وغیرہ

اس مذہب کی ایک خاص تعلیم تقیہ ہے، یعنی دین کو چھپانا۔ اس تقیہ کی وجہ سے ان کے تمام فرقوں کی شناخت اور تعاقب نہایت مشکل ہو چکا ہے۔

آج ہم جس موضوع پر قلم اٹھا رہے ہیں وہ ان کے ایسے فرقے ہیں جو خود کو اہل سنت کہتے ہیں۔ انکی بھی متعدد اقسام ہیں۔ ان میں ایک فرقہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو پہلے تین خلفاء سے افضل کہتا ہے۔ اس فرقے کو تفضیلی فرقہ کہا جاتا ہے۔ ان کا ایک فرقہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہے کہ جو لوگ تفضیلی ہیں وہی سیدنا امیر معاویہ کے بھی دشمن ہیں۔ یہ سب گمراہ اور بدعتی فرقے ہیں۔ علماءِ اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ لوگ اہل سنت سے خارج ہیں۔

اہل علم جانتے ہیں کہ خوارج، روافض اور معتزلہ تینوں گمراہ فرقے ہیں جو اجماع امت اور سوادِ اعظم کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ خارجی کا معنی ہے نکل جانے والا، رافضی کا معنی ہے چھوڑ دینے والا اور تتر بتر ہو جانے والا، معتزلہ کا معنی ہے علیحدہ ہو جانے والا۔ جو شخص سوادِ اعظم کے خلاف اپنی خرافات کو درست ثابت کرنے کے لیے قرآن و سنت سے دلائل پیش کرتا ہوا سے ملحد کہا جاتا ہے۔ ملحد کا لفظ لحد سے بنا ہے اور لحد ایک گوشے اور پہلو کو کہتے ہیں۔ ٹیڑھا ہو جانا اور تیر کا نشانے سے خطا ہو جانا بھی الحاد کہلاتا ہے۔ اسی لیے بغلی قبر کو بھی لحد کہا جاتا ہے اور لحد کو قبر کے وسط کی بجائے قبر کی بغل میں بنایا جاتا ہے۔ گویا روافض، خوارج اور معتزلہ والا مفہوم ملحدین میں بھی پایا جاتا ہے۔ لغت اٹھا کر دیکھ لیجیے ان کے ناموں کے یہی معانی ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔ ان سب میں ایک ہی روح کار فرما ہے۔ یعنی سوادِ اعظم سے نکلنے والے، چھوڑنے والے اور علیحدہ ہونے والے۔ اسی

قدرِ مشترک (Common Factor) کی وجہ سے یہ اپنی ہی سوچ کے مالک اور آزاد خیال ہوتے ہیں۔ یہی آزاد خیالی ان کے اندر کثرت سے فرقوں کو جنم دینے کا سبب بنی۔ ان کا ہر بندہ اپنی ذاتی تحقیق اٹھائے پھرتا ہے۔ جو دوسروں سے بالکل مختلف اور نرالی ہوتی ہے۔ یہ لوگ تحقیق کی آڑ میں جب بال کی کھال اتارتے ہیں تو بے چاری بھولی عوام عش عش کرنے لگتی ہے، مگر انہیں خبر نہیں ہوتی کہ یہ شخص گمراہ ہے اور انہیں بھی گمراہ کر رہا ہے۔

جو لوگ اپنی گردن سے سبیل المومنین کا پٹہ اتار کر آزاد خیال ہو جاتے ہیں اور انکی مثال کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہوتی ہے جو خدا معلوم کس کی گود میں جا کر گرے یا کونسے کھمبے پر الجھ جائے۔ لیکن لُٹ جانا اور تار تار ہو جانا بہر حال اس کا مقدر ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذلک۔

ماضی قریب میں بہت سے لوگ ایسے گزرے ہیں جو غیر مقلد تھے، خود کو اہل حدیث کہتے تھے۔ مگر آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ غیر مقلد ہی نہیں بلکہ غیر مقلدین کے سردار ہونے کے باوجود وہ لوگ میلاد مناتے تھے۔ پکے وہابی ہونے کے باوجود انہیں اہل بیت اطہار علیہم الرضوان سے بہت محبت تھی۔ صحیح معنی میں آزاد خیال ہونے کے باوجود وہ تفضیلی تھے۔ ہم نے یہ سب باتیں نہایت ذمہ داری کے ساتھ لکھی ہیں۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد تھے مگر اس کے باوجود وہ میلاد مناتے تھے اور انہوں نے میلاد کے جواز کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: الشمامة العنبرية في مولد خير البرية۔ علامہ وحید الزمان غیر مقلدین کا ٹھیکدار عالم ہے مگر اس کے باوجود وہ تفضیلی تھا اس کی کتاب لغات الحدیث پڑھ کر دیکھیے جو چھ جلدوں میں ہے اور اس میں وہ جگہ جگہ محبت اہل بیت کا نوحہ کرتا ہے۔ مرج البحرین سے مراد مولا علی اور سیدۃ النساء رضی اللہ عنہما لیتا ہے اور اللؤلؤ والمرجان سے مراد حسنین کریمین علیٰ جدہما علیہما الصلوٰۃ والسلام لیتا ہے۔ دوسری طرف اس شخص نے احناف کی درسی کتاب شرح عقائد نسفی پر تخریج بھی لکھی ہے جس کا نام ہے: احسن الفوائد في تخريج احاديث شرح العقائد۔ یہ بے چارہ غیر مقلد ہے جو کہیں تفضیلی ہے اور کہیں حنفیت پر کام کر رہا ہے۔

سید سلیمان منصور پوری بھی ایک معروف غیر مقلد عالم ہیں جنہوں نے سیرت کے

موضوع پر تین جلدوں میں کتاب رحمۃ للعالمین لکھی ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے دل میں اہل بیت کی محبت ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ غیر مقلد ہیں۔

پروفیسر ابوبکر غزنوی اسی ذہن اور اسی خیال کے آدمی تھے۔ بلکہ یہ تو اہل حدیث ہونے کے باوجود پیری مریدی بھی کرتے تھے اور آبائی طور پر نقشبندی سلسلے سے وابستہ تھے۔

محبتِ رسول کا دعوٰی تو ہر غیر مقلد اور رافضی و تفضیلی بھی لیے پھرتا ہے مگر خرابی ان سب میں یہی ہے کہ اپنے دیگر عقائد میں افراط و تفریط کا شکار ہیں اور سوادِ اعظم سے ٹکرانے کی وجہ سے کوئی خارجی ہے، کوئی رافضی اور کوئی معتزلہ ہے۔

شاذ، متروک اور مردود اقوال تقریباً ہر موضوع پر کتب میں دستیاب ہیں۔ مثلاً بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام نبیوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے بھی افضل ہیں۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ فرعون بخشا گیا۔ بعض میں لکھا ہے کہ یزید بخشا گیا۔ بعض میں لکھا ہے کہ چونکہ یزید مسلمان تھا اگرچہ گناہگار سہی، لہٰذا اسے رحمت اللہ علیہ کہنا جائز ہے۔ ایسی باتوں میں سے بعض الحاقی ہیں، بعض موضوع ہیں اور بعض مرجوح۔

اس کے علاوہ معتزلہ، خوارج، روافض اور نیچریوں کی کتابوں میں رنگارنگ خرافات موجود ہیں۔ ان خرافات میں معراج کا روحانی ہونا، مولا علی کا غلطی پر ہونا، امام حسین کا باغی ہونا وغیرہ شامل ہیں معاذ اللہ۔

لیکن یاد رکھیے، حق کا معیار سوادِ اعظم کا اختیار کردہ موقف ہے۔ جس شخص نے وسائل کے بل بوتے پر بہت بڑی لائبریری جمع کر لی ہو اس کی لائبریری میں ہر طرح کی لغویات موجود ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے شخص کا ہاضمہ خراب ہے تو وہ متداول کتب پر بھروسہ کرنے اور مختار اقوال کی پیروی کرنے کی بجائے علماء کے تفردات، متروک و مردود اقوال اور نایاب کتب کے حوالہ جات پر نہ صرف اعتماد کرتا ہے بلکہ فخر بھی کرتا ہے اور بال کی کھال اتار اتار کر اپنے غلط موقف کو نہایت رکیک تاویلات کے ذریعے ثابت کرتا ہے اور اپنی تحقیق کی تائید میں کسی معتزلہ یا خارجی وغیرہ کا قول یا کسی کا مردود قول پیش کر کے اپنی تحقیق کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اس کے مقابلے پر سوادِ اعظم

خواہ کچھ بھی چیختا رہے اسے پرواہ نہیں ہوتی۔ عوام الناس اس کی ایسی خرافات کو علمی دقائق سمجھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں۔ ایسا شخص اگر باتونی اور زبان دراز بھی ہو اور اس کے پاس وسائل بھی ہوں تو وہ دین کے لیے اور علماء کے لیے اچھی خاصی پریشانی کھڑی کرسکتا ہے۔ حبیب کریم ﷺ نے فرمایا ان اخوف ما اخاف علی امتی کل منافق علیم اللسان یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف ایسے منافق شخص کا ہے جو زبان چلانے میں ماہر ہوگا (مسند احمد جلد ا صفحہ ۲۸)۔ اس طرح کے ملحد لوگ صریح احادیث کی موجودگی میں اپنے قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔

دراصل بعض لوگوں نے اپنے ساتھیوں کو کنویں کا مینڈک بنادیا ہے اور یہ بیچارے کسی دوسرے عالم کی تقریر کو بھی پسند نہیں کرتے اور تحریر کو بھی۔ ظاہر ہے کہ جب یہ کسی دوسرے عالم کے پاس جائیں گے نہیں تو اس کی صلاحیتوں سے آگاہ کیسے ہوں گے۔ حضرت ایوب تابعی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ اذا اردت ان تعرف خطأ معلمک فجالس غیرہ یعنی اگر تم اپنے استاد کی غلطی سے آگاہ ہونا چاہتے ہو تو اس کے علاوہ بھی کسی کے پاس جا کر بیٹھا کرو (سنن دارمی صفحہ ۱۷۳)۔

آمدم برسر مطلب، ہم نے یہ رسالہ تفضیلیوں کے رد میں تحریر کیا ہے۔ اس موضوع پر ہماری یہ تصنیف کوئی پہلی تصنیف نہیں بلکہ تفضیلیوں کے رد میں لکھی جانے والی اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق — مصنفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ
۲۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین — مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ
۳۔ ازالۃ الخفاء — مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ
۴۔ سر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل — مصنفہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ
۵۔ الصواعق المحرقہ — مصنفہ حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمت اللہ علیہ
۶۔ سبع سنابل (پہلا سنبلہ) — مصنفہ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمت اللہ علیہ
۷۔ مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین — مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ
۸۔ الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی — مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ
۹۔ غایۃ التحقیق فی امامۃ علی والصدیق — مصنفہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ

تفضیلیوں کا طریقۂ واردات

کچھ تفضیلی تو ایسے ہیں جو صاف لفظوں میں سیدنا علی المرتضی کو شیخین کریمین علیہم الرضوان سے افضل کہتے ہیں۔ لیکن کچھ تفضیلی ایسے ہیں جو زبان اور قلم سے شیخین کو افضل کہتے ہیں مگر اس افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت لیتے ہیں اور ولایت باطنی میں افضلیت کو سیدنا علی ﷺ کا خاصہ قرار دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ پھر وہی سابقہ تفضیل ہے۔ ان دونوں طبقوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ دوسرا طبقہ اپنی مکاری کی وجہ سے پہلے سے زیادہ خطرناک ہے۔ ان کے اس طریقۂ واردات کو بے نقاب کرتے ہوئے امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

اُدھر والوں میں جن کے قلوب نے غلبۂ ہوا و غلطت و جفا سے تفضیلِ شیخین کو گوارا نہ کیا اور صریح انکار میں نامِ سنیت مسلوب ہوتے دیکھا، ناچار تحصیلِ مطلوب و دفع مکروہ کی یہ راہ نکالی کہ زبان سے تفضیلِ شیخین کا اقرار اور ترتیب مذکورۂ اہل سنت پر بکشادہ پیشانی اصرار رکھا مگر افضلیت کے معنی وہ تراشے جس سے ان کا مرتبہ مولا علی پر بڑھنے نہ پائے اور اپنا مطلبِ فاسد ہاتھ سے نہ جائے۔ اس فرقہ کے سامنے جس قدر دلائل قرآن و حدیث و آثار اہلِ بیت و اقوال علماء سے پیش کیجیے محض بے سود پڑتے ہیں۔ وہ سب کے جواب میں ایک ذرا سی بات کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تفضیلِ شیخین سے کب انکار ہے ہم خود انہیں بعد انبیاء افضل البشر جانتے ہیں۔ مگر افضلیت کے معنی یہ ہیں، نہ وہ جو تم سمجھے۔ لیجیے آدھے فقرہ میں سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا۔ کی کرائی محنت برباد گئی (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۳۲)۔

مطالعہ رکھنے والے احباب جانتے ہیں کہ قادیانی بھی خود کو ختم نبوت کا منکر نہیں مانتے اور پرویزی بھی اپنا منکرِ حدیث ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ یہی طریقۂ واردات تفضیلیوں کا بھی ہے۔

اب ہم اولاً قرآن، سنت اور اجماع سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت ثابت کرتے ہیں اور اس کے بعد تفضیلیوں کے دلائل و اعتراضات کی تردید کریں گے۔ و باللہ التوفیق

قرآن میں افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ

قرآن شریف کی بہت سی آیات سے استدلال کرتے ہوئے علماء کرام علیہم الرضوان نے سیدنا صدیق اکبر ﷛ کی افضلیت کو ثابت فرمایا ہے۔اور ظاہر ہے کہ قرآن تو خلافت ظاہری کے ملنے سے پہلے نازل ہو چکا تھا۔آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں۔

(ا)۔ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یعنی تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑی ان کا درجہ بہت بلند ہے۔اس کے بعد خرچ کرنے والے اور جنگ لڑنے والے ان کے برابر نہیں ہو سکتے (الحدید ۵۷:۱۰)۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف علماء کرام نے ایسی زبردست بحث لکھی ہے کہ ایک سے بڑھ کر ایک۔مثلاً تفسیر بغوی میں ہے کہ یہ آیت سیدنا صدیق اکبر ﷛ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔آپ سب سے پہلے اسلام لائے،سب سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا۔سیدنا ابنِ مسعود ﷛ فرماتے ہیں کہ اسلام کی خاطر سب سے پہلے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر ﷛ نے تلوار اٹھائی (بغوی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵)۔یہی بات تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ اور مدارک جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ پر بھی موجود ہے۔

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ ایمان والوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت میں صدیق اکبر سب سے ٹاپ پر ہیں له الحظ الاوفر۔اور تمام انبیاء کی امتوں میں سے اس پر عمل کرنے میں سید و سردار ہیں۔انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی رضا کے لیے خرچ کر دیا (ابنِ کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۰۴)۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ یہ آیت ابوبکر ﷛ کی افضلیت کا واضح ثبوت ہے۔آپ سب سے آگے ہیں اس لیے کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔سب سے پہلے جہاد کیا اور سب سے پہلے اللہ کے نبی پر اپنا مال خرچ کیا (قرطبی جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۶)۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ واحدی کا قول ہے کہ ابوبکر پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر قتال فرمایا۔جبکہ علی اسلام کے ابتدائی دنوں میں ننھے سے بچے تھے (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۲)۔

بیضاوی میں ہے کہ یہ آیت ابوبکر ﷛ کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے کہ آپ سب

سے پہلے ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ فرمایا اور کفار سے دست و گریباں ہوئے حتیٰ کہ اتنی زبردست ماریں کھائیں کہ انسان ان سے ہلاک ہوسکتا ہے (تفسیر بیضاوی جلد۲ صفحہ ۴۶۸)۔

مشرکین مکہ نے جب نبی کریم ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر سانس مبارک دبانے کی کوشش کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے ہاتھا پائی کر کے انہیں دفع کیا اور فرمایا تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزات بھی لایا ہے (بخاری جلد۱ صفحہ ۵۱۹۔۵۲۰)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ لوگوں نے پوچھا کہ محمد کا یہ ہمدرد کون ہے؟ دوسروں نے جواب دیا یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے پاگل (مستدرکِ حاکم جلد۳ صفحہ ۲۸۳)۔

آخر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا ارشاد پیش خدمت ہے جو اپنی صدی کے مجدد اور دنیائے اسلام کی عظیم ترین علمی اور روحانی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

یہ آیت اس موضوع پر نص ہے کہ فتح سے پہلے قربانیاں دینے والے بعد والوں سے بہتر ہیں۔ (الی ان قال) صدیق اکبر نے ہجرت سے پہلے قتال بھی فرمایا اور اللہ کی راہ میں خرچ بھی کیا اور فاروق اعظم نے ہجرت سے پہلے قتال فرمایا۔ بخلاف دوسرے تمام صحابہ کے، حضرتِ مرتضیٰ ہوں یا ان کے علاوہ (چہ حضرتِ مرتضیٰ وچہ غیر او) ان سے قبل از ہجرت قتال وانفاق واقع نہیں ہوا۔ پس اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ شیخین، حضرتِ مرتضیٰ سے افضل ہیں (ازالۃ الخفا جلد۱ صفحہ ۲۹۶۔۲۹۷)۔

امام بغوی علیہ الرحمہ نے اسی آیت کی تفسیر میں شانِ صدیق اکبر میں ایک زبردست حدیث اپنی مکمل سند کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت ابوبکر بھی موجود تھے۔ آپ نے عباء پہنی ہوئی تھی جسے سامنے سینے کے پاس کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا، ابوبکر نے یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ ابوبکر کو میرا اسلام پہنچائیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا تم اس فقر کی حالت میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ سوال پوچھا۔ ابوبکر نے عرض کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوسکتا

ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں (بغوی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵، ابنِ کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۰۴، کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۸)۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ نے یہ حدیث اس سے آگے بھی نقل فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس طرح تم مجھ سے راضی ہو اسی طرح میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ یہ سن کر ابوبکر رونے لگے۔ حضرت جبریل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ جس دن سے آپ کے یار نے یہ عباء پہنی ہے اس روز سے تمام حاملین عرش فرشتوں نے بھی ایسی ہی عباء پہن رکھی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ نے ابوبکر کو اپنے سے آگے سمجھا ہے اور ابوبکر کے افضل ہونے اور آگے نکل جانے کا اقرار کیا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اوّل ہیں، ابوبکر ثانی ہیں اور عمر ثالث ہیں اور جس شخص نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے مفتری کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا۔ اور اسے شرعی گواہی کے لیے نااہل قرار دوں گا۔ پہلے والوں نے بعد والوں کی نسبت زیادہ تکالیف اٹھائی ہیں اور ان کی رائے اور مشورے نافذ ہوئے ہیں جن سے اسلام نے ترقی کی ہے (قرطبی جلد ۷ صفحہ ۲۰۶)۔

مولا علی کی یہ حدیث تواتر کے ساتھ منقول ہے اور اسی افراد اس کے راوی ہیں جو ایک ریکارڈ ہے۔ جمیع اہل سنت کو اس بات پر اس قدر یقین اور وثوق حاصل ہے کہ ہم نے اسی حدیث کو بنیاد بنا کر اپنی کتاب کا نام بھی ضربِ حیدری رکھا ہے۔ آج اگر مولا علی علیٰ حبیبہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہوتے تو ان تفضیلیوں کو اسی اسی کوڑے لگاتے۔ لہٰذا ہم سے ناراض ہونے سے پہلے سوچ لیجیے کہ ہمارے سر پر دست تائید مولا علی کا موجود ہے۔ جس کا جی چاہے مولا علی پر ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے ان سے جنگ کر کے دیکھ لے۔

اس کے علاوہ علماءِ کرام علیہم الرضوان نے بہت سی آیات سے افضلیتِ صدیق اکبر پر استدلال کیا ہے۔ جن میں سے چند آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۲)۔ وثانی اثنین اذ ھما فی الغار یعنی دو میں سے دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے (توبہ: ۴۰)۔ اس کی تفسیر میں سیدنا حسان بن ثابت ﷺ فرماتے ہیں کہ لم یعدل بہ رجلاً یعنی ابوبکر جیسا کوئی نہیں (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۸۰)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ حسان کی جبریل کے ذریعے مدد فرما (بخاری جلدا صفحہ ۶۴)۔اور جبریل اللہ کے حکم کے بغیر نہیں چلتے۔گویا حضرت حسان نے جو کچھ فرمایا وہ دراصل خدا کا فرمان ہے۔

(۳)۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا جو انبیاء اور صدیقین اور شہید اور صالحین ہیں (النساء:۶۹)۔

(۴)۔ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر یعنی وہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں سلطنت عطا فرمائیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں (حج:۴۱)۔

(۵)۔ قرآنِ مجید کی کئی آیات نقل کرنے کے بعد وسیجنبھا الاتقی (الیل:۱۷) کی تفسیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بس صدیقِ اکبر اتقی امت است واتقی امت اکرم امت است وھو المطلوب باین اسلوب کہ تقریر نمودیم کتاب اللہ بوجوہ بسیار بر افضلیتِ صدیق و فاروق دلالت می نماید یعنی بس صدیق اکبر پوری امت میں سب سے زیادہ متقی ہیں۔اور جو امت میں سب سے زیادہ متقی ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ اکرم ہوتا ہے اور ہم یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔کتاب اللہ بہت سی وجوہات کی بناء پر صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم کی افضلیت پر دلالت کر رہی ہے (ازالۃ الخفا جلدا صفحہ۳۰۱)۔

حضرت علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اجمعوا انھا نزلت فی ابی بکر یعنی اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی (صواعق محرقہ صفحہ ۲۶)۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ اجمع المفسرون منا علی ان المراد منہ ابوبکر ؓ یعنی ہمارے تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں سب سے زیادہ تقوے والا ابوبکر ؓ کو قرار دیا گیا ہے (تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۷)۔علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

و فیھا التصریح بانه اتقی من سائر الامت والاتقی ھو الاکرم عنداللہ لقوله تعالی ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم والاکرم عنداللہ ھو افضل فنتج انه افضل من بقی الامة یعنی اس آیت میں تصریح ہے کہ ابوبکر ساری امت سے بڑھ کے متقی ہیں اور قرآن کی روشنی میں جو متقی ہوتا ہے وہی اکرم ہوتا ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں اکرم ہے وہی افضل ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ابوبکر پوری امت میں افضل ہیں اور اس آیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر چسپاں کرنا ممکن نہیں جیسا کہ بعض جاہلوں نے انتہا درجے کا جھوٹ گھڑا ہے (صواعق محرقہ صفحہ ۶۶)۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الاتقی کا لفظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خاص ہے اور نحوی قاعدے کے لحاظ سے کوئی دوسرا اس میں شامل نہیں ہوسکتا (الاتقان جلد اصفحہ ۳۰)۔ نیز فرماتے ہیں کہ قد تواردت خلائق من المفسرین لا یحصون علی انھا نزلت فی ابی بکر یعنی خلائق مفسرین جن کی تعداد حد و حساب سے باہر ہے، اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی (الحاوی للفتاویٰ جلد اصفحہ ۳۱۴)۔

علامہ سیوطی رحمت اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں پورا رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ جس کا نام ہے "الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق"۔ یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ میں موجود ہے۔ مصنف قدس سرہ نے اس آیت سے افضلیتِ صدیق ثابت کرنے کی انتہا کر دی ہے اور منکرین کو تفضیلی ہی نہیں بلکہ رافضیوں کا ساتھی اور خبیث عقیدے والا کہہ دیا ہے۔

اصدق الصادقیں، سید المتقیں　　چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

قرآن مجید میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

ا۔ اتقی (اللیل: ۱۷)　ب۔ اعظم درجہ (الحدید: ۱۰)　ج۔ سابق (واقعہ: ۱۰)

د۔ مقرب (واقعہ: ۱۱)　ہ۔ صاحب الرسول (توبہ: ۴۰)　و۔ ثانی اثنین (توبہ: ۴۰)

ز۔ تصدیق کرنے والا (زمر: ۳۳)　ح۔ صدیق کو رب راضی کرے گا (اللیل: ۲۱)

آیت ولسوف یرضیٰ کے ساتھ ذرا وہ حدیث جوڑ کر دیکھیے کہ ابوبکر کے احسانوں کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود دے گا۔ اب فرمائیے! ان الفاظ کا تعلق خلافتِ ظاہری سے ہے یا ولایت باطنی سے؟ نیز صدیق اکبر کے خصائص بھی شمار کرتے جائیے۔ یہ تو صرف قرآن تھا، اب ذرا احادیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

احادیث میں افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ

امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک پورا باب باندھا ہے جس کا نام ہے فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ یعنی نبی ﷺ کے بعد ابوبکر کی فضیلت (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۶)۔ امامتِ صدیق والی احادیث پر باب باندھا ہے جس کا نام ہے اهل العلم و الفضل احق بالامامة یعنی علم اور فضیلت والا آدمی امامت کا زیادہ حقدار ہے (بخاری جلد ا صفحہ ۹۴)۔ امام ابوداؤ علیہ الرحمہ نے بـاب التفضیل باندھا ہے جس میں شیخین کی افضلیت دوپہر کے سورج کی طرح واضح فرمائی ہے (ابوداؤ جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)۔ اس موضوع پر تفصیلاً چالیس احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو اپنی حیاتِ طیبہ ظاہریہ میں حکم فرمایا کہ نماز پڑھاؤ (بخاری جلد ا صفحہ ۹۴)۔ اور نماز پڑھانے کے لیے افضلیت لازم ہے۔ بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس باب کے تحت یہ حدیث نقل فرمائی ہے اس باب کا نام ہے: اهل العلم و الفضل احق بالامامة یعنی اہل علم اور اہل فضیلت امامت کا زیادہ حقدار ہے (بخاری جلد ا صفحہ ۹۳) اور یہ بات بھی خلافتِ ظاہری سے پہلے کی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی امامت سے افضلیت پر استدلال فرمایا ہے (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۵۷۲)۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح ترین دلالت موجود ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں قال العلماء الخ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۲)۔

(۲)۔ لا ینبغی لقوم فیهم ابو بکر ان یؤمهم غیره یعنی کسی قوم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرے (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)۔ اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فیہ دلیل علی انه افضل جمیع الصحابة فاذا ثبت هذا فقد ثبت استحقاق الخلافة یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ ابوبکر صدیق جمیع صحابہ سے افضل ہیں۔ پھر جب افضلیت ثابت ہوگئی تو اس کے بعد خلافت کا حقدار ہونا خود بخود ثابت ہوگیا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔

مرقاۃ کی عبارت پر غور کیجیے۔ افضلیت پہلے ثابت ہو رہی ہے اور استحقاقِ خلافت اس کے نتیجے میں ثابت ہو رہا ہے۔ کہاں گیا تفضیلیوں کا وہ عقیدہ کہ افضلیت خلافت ظاہری کی ترتیب پر قائم ہے۔

(۳)۔ لو کنت متخذاً خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا یعنی اگر میں کسی کو خلوت کا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن میں اللہ کا خلیل ہوں (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)۔

اس حدیث پر غور فرمایئے صدیق اکبر ﷜ کو خدا کی دوستی کے ترازو میں تول کر رکھ دیا گیا ہے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے پسندیدہ اور محبوب شخصیت قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی خلافتِ ظاہری سے بہت پہلے کی بات ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ **هذا الحديث دليل ظاهر على ان ابا بكر افضل الصحابة** یعنی یہ حدیث ابوبکر کے افضل الصحابہ ہونے پر زبردست دلیل ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۳)۔

(۴)۔ ایک مرتبہ حضرت ابودرداء ﷜ صدیق اکبر کے آگے آگے چل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوتا (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۴۴)۔

(۵)۔ **ابوبكر خير الناس بعدى الا ان يكون نبيا** یعنی ابوبکر میرے بعد تمام لوگوں سے افضل ہے سواء نبی عیسیٰ علیہ السلام کے (طبرانی، خطیب، ابنِ عدی، دیلمی کما فی مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔ اس حدیث پر غور فرمایئے۔ اگر افضلیت خلافتِ ظاہری پر محمول ہو تو اس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے موازنہ کرنے کا کیا مطلب؟

(۶)۔ مسند عبد ابن حمید اور ابو نعیم وغیرہما حضرت ابودرداء ﷜ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ما طلعت الشمس ولا غربت على احد افضل من ابى بكر الا ان يكون نبيا و فى لفظ ما طلعت الشمس على احد بعد النبيين والمرسلين افضل من ابى بكر** یعنی آج تک سورج کسی ایسے شخص پر طلوع اور غروب نہیں ہوا جو نبیوں اور رسولوں کے بعد ابوبکر سے افضل ہو۔ یہ حدیث مختلف وجوہ سے روایت کی گئی ہے اور مرویات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ یہ حدیث صحت کے درجہ کو یا کم از کم حسن کے درجہ کو پہنچ چکی ہے (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۸)۔

(۷)۔ **ابوبكر خير الاولين و الآخرين و خير اهل السموت والارضين الا النبيين و المرسلين** یعنی ابوبکر اگلوں پچھلوں سے، آسمان والوں اور زمین والوں سے افضل ہے سوائے نبیوں اور رسولوں کے (حاکم، ابنِ عدی، خطیب، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

احادیث میں صدیق اکبر ﷜ کا رتبہ تمام انبیاء اور مرسلین کے بعد سب سے بلند قرار دیا گیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ افضلیت خلافت ظاہری کی بناء پر نہیں بلکہ روحانی مرتبے اور کثرتِ ثواب کی بناء پر ہے۔ ورنہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ موازنے کا کیا مطلب؟

(۸)۔ حبیب کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ آپ کی امت میں سب سے افضل ابوبکر ہے (صواعق محرقہ صفحہ ٦٩)۔

(۹)۔ عن عمر بن الخطاب قال ابو بکر سیدنا وخیرنا و احبنا الی رسول الله ﷺ یعنی حضرت عمر بن الخطاب ﷺ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہمارے آقا و سردار تھے اور ہم سب سے بہتر تھے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے تھے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۶، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)۔

(۱۰)۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان ﷺ سے فرمایا کیا تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ لکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے یہ رباعی سنائی۔

و ثانی اثنین فی الغار المنیف و قد طاف العدو به اذ صعد الجبلا
و کان حب رسول الله قد علموا من البریة لم یعدل به رجلا

(مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۸۰)

طبرانی میں ہے کہ یہی حدیث سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے بھی روایت فرمائی ہے اور یہ رباعی سن کر نبی کریم ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے پچھلے دانت مبارک نظر آ گئے۔ اور فرمایا اے حسان تو نے سچ کہا ابوبکر اسی مرتبے کا مالک ہے (صواعق محرقہ صفحہ ۸۵)۔

(۱۱)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان من امن الناس علیّ ابو بکر یعنی مجھ پر تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)۔ غور فرمایئے یہ جملہ اگر مولا علی ﷺ کے بارے میں ہوتا بلکہ لو کنت متخذا خلیلا کے الفاظ بھی مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں ہوتے تو تفضیلی دھمال مارنے لگ جاتے۔

(۱۲)۔ بخاری میں یہ الفاظ ہیں لیس احد امن علی فی نفسه و ماله من ابی بکر یعنی کوئی شخص بھی مجھ پر مالی اور جانی لحاظ سے ابوبکر کی طرح احسان نہیں کر سکا (بخاری جلد ۱ صفحہ ٦٧)۔

(۱۳)۔ یہ الفاظ بھی روایت کیے گئے ہیں کہ ان امن الناس علی من ماله و صحبته ابو بکر یعنی مجھ پر تمام لوگوں میں مال اور صحبت کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱٦، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)۔

(۱۴)۔ ایک حدیث میں ہے کہ ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر یعنی کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا ہے (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)۔

(۱۵)۔ امام احمد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر فبکی ابو بکر و قال هل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری جان اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے (صواعق محرقہ صفحہ ۴۷)۔

حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ سے کسی نے زکوۃ کا نصاب پوچھا۔ آپ نے فرمایا فقہ کا مسئلہ پوچھ رہے ہو یا عشق کی بات کر رہے ہو؟ اس بندے نے عرض کیا دونوں طرح سے ارشاد فرما دیں۔ آپ نے فرمایا شریعت کی زکوۃ اڑھائی فیصد ہے جب کہ عشق کی زکوۃ سارے کا سارا مال اور اس کے ساتھ ساتھ جان کا نذرانہ پیش کرنے سے ادا ہوتی ہے۔ اس بندے نے عرض کیا کہ عشق کی زکوۃ کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے اپنا سارا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنی بیٹی عائشہ نذرانے کے طور پر پیش کر دی (مکتوبات یحییٰ منیری صفحہ ۳۴)۔

(۱۶)۔ ایک اور حدیث میں اس طرح ہے کہ کان رسول اللہ ﷺ یقضی فی مال ابی بکر کما یقضی فی مال نفسه یعنی نبی کریم ﷺ ابوبکر کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے (فضائل الصحابہ جلد ا صفحہ ۷۲، الریاض النضرہ جلد ا صفحہ ۱۳۰، عبدالرزاق، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۶)۔

مالی قربانیوں والی ان تمام احادیث کے ساتھ قرآنی آیت لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح جوڑ کر دیکھیے افضلیت صدیق میں مزید نکھار آجائے گا۔

(۱۷)۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نبی کریم ﷺ کے وزیر تھے۔ آپ ہر معاملے میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ وہ اسلام میں حضور کے ثانی تھے، غار میں حضور کے ثانی تھے، عریش بدر میں حضور کے ثانی تھے، آج قبر میں حضور کے ثانی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے آگے کسی کو بھی نہیں سمجھتے تھے (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۷۹)۔

(۱۸)۔ اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنة من امتی یعنی اے ابوبکر آپ میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹۲، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۸۸)۔

(۱۹)۔ یتجلی اللہ تعالیٰ فی الآخرة للناس عامة ولابی بکر خاصة یعنی اللہ تعالیٰ

آخرت میں ابوبکر کے لیے خصوصی تجلی فرمائے گا(رواہ الحاکم، مستدرک حاکم جلد۳ صفحہ۲۹۲)۔

(۲۰)۔ ان اللہ عز وجل فی السماء لیکرہ ان یخطأ ابو بکر فی الارض یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں میں یہ ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر زمین میں کوئی خطاء کرے (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۷۸، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰)۔

(۲۱)۔ ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر کے ساتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی غلط فہمی ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا۔ تم لوگوں نے میرے منہ پر مجھے جھٹلایا مگر ابوبکر میری غیر موجودگی میں بھی لوگوں سے کہتا رہا کہ وہ سچا ہے اور اس نے اپنی جان اور مال کے ذریعے میری مدد کی۔ کیا تم لوگ میری خاطر میرے یار کا لحاظ نہیں کروگے؟ دو مرتبہ یہی فرمایا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۷)۔

(۲۲)۔ حب ابی بکر و شکرہ واجب علی امتی یعنی ابوبکر کی محبت اور اس کا شکریہ میری امت پر واجب ہے (صواعق محرقہ صفحہ ۴۷)۔

(۲۳)۔ آپ ﷺ کو صدیق کا لقب اللہ کریم کی طرف سے بذریعہ جبریل عطا ہوا (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۷۹)۔ ولایت کا سب سے بڑا مرتبہ صدیقیت کا ہوتا ہے۔ صدیقین کے اوپر انبیاء ہوتے ہیں کما فی القرآن من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ اور اکبر اسم تفضیل ہے جس کا معنی ہے سب سے بڑا۔ اللہ اکبر ماننے کے بعد کسی کو خدا سے بڑا کہنا اگر درست ہے تو پھر بے شک سیدنا ابوبکر کو بھی صدیق اکبر ماننے کے بعد خلافت ظاہری اور باطنی کا چکر چلا کر انہیں پیچھے کر دیجیے۔ اس حدیث کے ساتھ یہ حدیث بھی جوڑ کر دیکھیے کہ ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابو بکر یعنی مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے افضل ابوبکر ہے (طبرانی، صواعق محرقہ صفحہ ۶۹)۔

(۲۴)۔ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی سوال پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر کبھی آنا۔ اس نے عرض کیا اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کا وصال ہو چکا ہو تو پھر؟ فرمایا ابوبکر کے پاس آجانا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)۔

شیخین کا اکٹھا ذکر

(۲۵)۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر یعنی میرے بعد ابوبکر اور عمر کی

پیروی کرنا (ترمذی جلد۲ صفحہ۲۰۷)۔ یہ سب خلافتِ ظاہری سے بہت پہلے کی باتیں ہیں۔
طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمرا فانهما حبل الله الممدود من تمسک بهما فقد تمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لها وله طرق اخری یعنی میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ بے شک یہ دونوں اللہ کی طویل رسی ہیں۔ جس نے اسے پکڑ لیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتی۔ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے (صواعق محرقہ صفحہ ۷۷)۔

(۲۶)۔ ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ ابو بکر و عمرو خیر الاولین و الآخرین و خیر اهل السماء و خیر اهل الارض الا النبین والمرسلین یعنی ابوبکر اور عمر تمام اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں، آسمان والوں سے بھی افضل ہیں اور زمین والوں سے بھی افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے (اخرجہ الحاکم فی الکنی وابن عدی والخطیب فی تاریخہ، صواعق محرقہ صفحہ ۷۶)۔

اگر افضلیت سے مراد خلافت میں افضلیت ہو تو اس طرح کی احادیث میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل کہنے کا کیا مطلب؟ انبیاء و مرسلین کی افضلیت تو روحانی ہے نہ کہ بلحاظ خلافت ظاہری۔

(۲۷)۔ خیر هذه الامة ابوبکر و عمر یعنی ابوبکر اور عمر اس امت میں سب سے افضل ہیں (دارقطنی، اصفہانی، ابن عساکر، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

(۲۸)۔ آپ ﷺ کو ازواج مطہرات میں سب سے پیاری سیدہ عائشہ تھیں۔ مردوں میں سب سے پیارے ابوبکر تھے پھر عمر (بخاری جلد۱ صفحہ ۵۱۷)۔

(۲۹)۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا هکذا نبعث یوم القیامة یعنی ہم اسی طرح قیامت کے دن بھی اٹھیں گے (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۸، ابن ماجہ صفحہ ۱۱، مستدرک حاکم جلد۳ صفحہ ۲۸۴)۔

(۳۰)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر سیدا کهول اهل الجنة یعنی ابوبکر اور عمر اہل جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۷، ابن ماجہ صفحہ ۱۰)۔

یہ بات بھی خلافت ظاہری سے پہلے فرمائی جا چکی تھی۔

(۳۱)۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا میرے دو وزیر آسمان میں ہیں اور دو زمین میں۔ آسمان میں جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین میں ابوبکر اور عمر ہیں (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۹)۔

(۳۲)۔ ابوبکر اور عمر میرے کان اور آنکھ ہیں (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۸، مستدرک حاکم جلد۳ صفحہ ۲۸۵)۔

(۳۳)۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے صحابہ میں سے کچھ خواص ہوتے ہیں۔ ابوبکر اور عمر میرے خاص ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۷۸)۔

(۳۴)۔ بے شمار احادیث میں ابوبکر، عمر اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ: میں اکثر رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر اکٹھے تھے۔ میں نے، ابوبکر نے اور عمر نے اس طرح کیا۔ میں اور ابوبکر اور عمر گئے۔ یہ باتیں مجھے یاد آتی تھیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۴، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)۔

خلفاءِ ثلاثہ کا اکٹھا ذکر

(۳۵)۔ طبرانی نے حضرت معاذ ؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور دوسرے میں پوری امت کو رکھا گیا۔ میرا وزن بھاری تھا۔ پھر ابوبکر کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ ابوبکر کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر عمر کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور باقی امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ عمر کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر عثمان کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور باقی امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ عثمان کا وزن سب کے برابر تھا۔ پھر اسکے بعد ترازو اٹھا لیا گیا (صواعق محرقہ صفحہ ۱۷)۔

(۳۶)۔ سیدنا ابنِ عمر ؓ فرماتے ہیں کنا نقول و رسول اللہ ﷺ حی افضل امة النبی بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنہم یعنی رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہم کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان رضی اللہ عنہم (ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۲۸۸)۔ لطف کی بات یہ ہے کہ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اس مقام پر جو باب قائم کیا ہے اس کا نام ہے: باب فی التفضیل اور اس باب کے تحت صدیق اکبر کی افضلیت، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم کی افضلیت کو ثابت کیا ہے۔

(۳۷)۔ اسی طرح کی حدیث بخاری میں موجود ہے کہ کنا نخیر بین الناس فی زمن

النبی ﷺ فنخیر ابا بکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم یعنی ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ابوبکر کو سب سے افضل سمجھتے تھے پھر عمر ابنِ خطاب کو اور پھر عثمان ابنِ عفان کو رضی اللہ عنہم (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۶)۔

(۳۸)۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی ﷺ لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی ﷺ لا نفاضل بینھم یعنی ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ابوبکر کا ہم پلہ کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر عمر پھر عثمان پھر اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے دوسرے صحابہ کو ہم ایک جیسا سمجھتے تھے، انہیں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۳)۔

ان تینوں حدیثوں میں افضل ھذہ الامۃ ، کنا نخیر اور لا نعدل کے الفاظ پر غور کیجیے۔ بدل بدل کر آنے والے الفاظ نے دھاندلی کا ہر دروازہ بند کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ طبرانی میں فیبلغ ذلک رسول اللہ ﷺ فلا ینکر ذلک علینا کے الفاظ بھی موجود ہیں (طبرانی کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۱)۔ اس حدیث کے الفاظ فی زمن النبی نے اسے مرفوع بنا ڈالا ہے اور پھر طبرانی کے الفاظ فیبلغ ذلک رسول اللہ ﷺ نے معترضین کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔

ان احادیث میں فی الوقت مولا علی کے چوتھے نمبر کی افضلیت پر اجماع کی نفی کی گئی ہے۔ نیز اس میں ان لوگوں کی تردید موجود ہے جو مولا علی کو تیسرا نمبر اور حضرت عثمان غنی کو چوتھا نمبر دیتے تھے۔ پہلے تین خلفاء کو بالترتیب بیان کرنے کے بعد چوتھا نمبر خود بخود مولا علی کو مل رہا ہے۔

مزید احادیث بھی اس کی تائید میں موجود ہیں مثلاً نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت ابوبکر آپ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ حضرت عمر اور ان کے ساتھ حضرت عثمان لٹکے کھڑے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ یہ ساتھ لٹکنے والے اسی ترتیب کے ساتھ خلفاء ہوں گے اس مقصد کے لیے جو مقصد دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا ہے (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۹)۔ اسی حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ تین خلفاء کے نام لینے کے بعد خاموشی جرم نہیں اور یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ خلفاء کی یہ ترتیب محض خلافت ظاہری پر نہیں بلکہ مقصدِ رسالت کی تکمیل میں نیابت پر محمول ہے ھم ولاۃ ھذا الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ ﷺ۔ حدیث ابن عمر میں تین خلفاء کے ذکر پر اکتفا کرنے پر یحییٰ بن معین جوش میں آ گئے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یحییٰ بن

معین سیدنا عثمانِ غنی کو تیسرا نمبر دینے میں توقف کے قائل متشیع تھے (الریاض النضرۃ جلد۲ صفحہ ۱۸۱)۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ انہوں نے امام محمد بن حسن شیبانی رحمت اللہ علیہ جیسی عظیم ہستی کو کذاب کہہ دیا ہے فافہم۔

چاروں خلفاءِ راشدین کا اکٹھا ذکر

(۳۹)۔ حدیث پاک ان ارحم امتی بامتی ابو بکر الحدیث میں سب سے پہلے صدیق اکبر کا نام ہے۔ یعنی میری امت پر میری امت میں سے سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہے، اللہ کے حکم کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۹)۔ اس وقت تک تو خلافت ظاہرہ نہیں ہوئی تھی اور پھر اس جملے میں محبوب کریم ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا مکمل عکسِ جمال موجود ہے۔ اور امت مصطفیٰ علیٰ صاحبہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے سب سے زیادہ رحم دل ہونا ایسا کمال ہے کہ اسے نہ علم پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دوسرا عمل۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ سب سے بڑا قاضی علی ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۶)۔

(۴۰)۔ حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوَی النَّبِیّٖنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاخْتَارَ لِیْ مِنْھُمْ اَرْبَعَۃً اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیًّا فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَفِیْ اَصْحَابِیْ کُلِّھِمْ خَیْرٌ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو نبیوں اور رسولوں کے سواء سارے جہانوں پر ترجیح دیتے ہوئے پسند فرما لیا ہے اور ان میں سے خصوصاً میرے لیے چار صحابہ کو پسند فرمایا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی۔ اور انہیں میرے صحابہ میں سے افضل بنایا ہے، ویسے میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہی بھلائی ہے (الشفا جلد۲ صفحہ ۴۲، الریاض النضرۃ جلد۱ صفحہ ۴۷)۔ اس حدیث میں چار کا عدد تصریح کے ساتھ موجود ہے، اسی سے چار یار کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ عشرہ مبشرہ والی حدیث میں بھی چاروں خلفاءِ راسدین کے اسمائے گرامی ترتیب وار موجود ہیں۔ حدیث رحم اللہ ابا بکر (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۲) میں صرف چار خلفاءِ راشدین کا ذکر ترتیب وار موجود ہے۔

واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین علیہم الرضوان کی افضلیت کی ترتیب خلافتِ ظاہری کی

ترتیب پر قائم نہیں بلکہ وہ پہلے ہی افضل تھے اور افضل ہونے ہی کی وجہ سے انہیں خلافت پہلے ملی۔

احادیث میں مختلف قسم کے الفاظ پھیر پھیر کر افضلیتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو واضح فرمادیا گیا ہے۔ اب چالیس کا عدد پورا ہوجانے کے بعد ہم ایک ایسی حدیث نقل کررہے ہیں جس کے الفاظ سابقہ تمام احادیث سے مختلف ہیں اور انشاء اللہ ایوانِ منکرین میں زلزلہ برپا کردیں گے۔

ما ولد فی الاسلام مولود ازکی ولا اطهر ولا افضل من ابی بکر و عمر

یعنی اسلام میں کوئی شخص ابوبکر اور عمر سے پاکیزہ، طاہر اور افضل پیدا نہیں ہوا (دیلمی، ابن عساکر، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۹)۔ اب بتائیے خلافت تو بہت بعد کی چیز ہے، یہ تو مادرزاد افضل ہیں۔ بلکہ ان کی افضلیت کے چرچے ادیانِ سابقہ میں موجود ہیں۔ حضرت جبیر بن مطعم ﷺ فرماتے ہیں:

لما بعث اللہ تعالیٰ نبیہ ﷺ فظہر امرہ بمکۃ خرجت الی الشام. فلما کنت ببصری اتانی جماعۃ من النصاری فقالوا لی :امن اهل الحرم انت؟ قلت :نعم. قالوا:تعرف هذا الذی تنبا فیکم؟ قلت : نعم. فاخذوا بیدی وادخلونی دیرا لهم فیه تماثیل وصور ، فقالوا : انظر هل تری صورۃ هذا النبی الذی بعث فیکم ، فنظرت فلم ار صورته قلت : لا اری صورته ، فادخلونی دیرا اکبر من ذاک ، فاذا فیه تماثیل وصور اکثر مما فی ذلک الدیر ، فقالوا لی : انظر هل تری صورته؟ فنظرت فاذا انا بصفۃ رسول اللہ ﷺ وصورته ، واذا انا بصفۃ ابی بکر وصورته آخذ بعقب رسول اللہ ﷺ فقالوا لی : هل تری صفته؟ قلت : نعم . قلت : لا اخبرهم حتی اعرف ما یقولون. قالوا : هل هو هذا؟ قلت : نعم. فاشاروا الی صفۃ رسول اللہ ﷺ قلت : اللهم نعم ، اشهد انه هو. قالوا :تعرف هذا الذی آخذ بعقبه؟ قلت نعم. قالوا: نشهد ان هذا صاحبکم ، وان هذا الخلیفۃ من بعده یعنی جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کی نبوت مکہ میں ظاہر ہوئی تو میں شام کے ملک میں گیا۔ راستے میں جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس عیسائیوں کی ایک جماعت آئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم اہلِ حرم سے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جس نے تم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے عبادت خانے میں لے گئے جس میں تراشی ہوئی صورتیں اور تصاویر تھیں۔ انہوں نے کہا کیا تم ان تصویروں میں اس نبی کی تصویر کو پہچان سکتے ہو جو

تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے آپ ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی۔ میں نے کہا ان میں وہ تصویر موجود نہیں ہے۔ وہ مجھے اس سے بڑے عبادت خانے میں لے گئے۔ اس میں پہلے سے بھی زیادہ صورتیں اور تصویریں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا یہاں دیکھو کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھنا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ کی تصویر مجھے نظر آ گئی۔ ساتھ ہی حضرت ابوبکر کی تصویر بھی اس طرح بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو پکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں ان کی تصویر ملی؟ میں نے کہا ہاں۔ میں نے سوچا میں انہیں نہیں بتاؤں گا جب تک میں ان کا خیال معلوم نہ کرلوں۔ انہوں نے انگلی رکھ کے کہا کیا یہی وہ نبی ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی ہے۔ انہوں نے کہا جس نے ان کے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں اسے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی تمہارا نبی ہے اور یہ دوسرا اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے (الوفا صفحہ ۵۶۔۵۷، الریاض النضرہ صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)۔

نوٹ :۔ محدثین نے حدیث مافضلکم ابوبکر کو حدیث مرفوع تسلیم نہیں کیا مگر بعض صوفیاء نے اسے حدیث مرفوع اور صحیح مانا ہے اور فرمایا ہے ھو نص صریح فی انه افضلھم یعنی یہ حدیث اس موضوع پر نص صریح ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے افضل ہیں (الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۴۷)۔ اس کے علاوہ الریاض النضرہ میں ایک حدیث کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ ما اوحی الی شی الا صبیته فی صدر ابی بکر یعنی جو کچھ اللہ نے میرے سینے میں ڈالا ہے میں نے وہ سب ابوبکر کے سینے میں انڈیل دیا ہے۔ اس حدیث کو محدثین نے موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن صوفیاء کا اس حدیث کو پذیرائی بخشنا کم از کم اُن لوگوں کے لیے ضرور لمحۂ فکریہ ہے جو خلافت ظاہری اور ولایت باطنی کے تذکرے چھیڑتے ہیں۔ چنانچہ ولایت باطنی کو ان لوگوں سے بہتر سمجھنے والے ایک عظیم صوفی بزرگ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر چہ حق ، از بارگاہ کبریا　　ریخت در صدر شریف مصطفٰی

آن ہمہ در سینہ صدیق ریخت　　لاجرم لابد از و تحقیق ریخت

ترجمہ :۔ ہر وہ چیز جو کبریا کی بارگاہ سے مصطفٰی ﷺ کے سینۂ اقدس میں انڈیلی گئی تھی وہ آپ ﷺ نے صدیق کے سینے میں انڈیل دی۔ اس میں کوئی قباحت نہیں، کوئی شک نہیں بلکہ یہ نہایت تحقیق بات ہے کہ واقعی ہر چیز انڈیل دی۔

صدیق کی نبی سے مشابہت اور کامل فنائیت

۱۔ بچپن کے ساتھی تھے۔قرآن نے صدیق اکبر ﵁ کو ثانی اثنین (نبی کا ثانی) قرار دیا۔ ہجرت کی رات صدیق اکبر ﵁ کو اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کی جان کا محافظ منتخب فرمایا۔ جنگ بدر میں سب لوگ میدان میں تھے جب کہ صدیق اکبر عریش بدر میں نبی کریم ﷺ کی جان کا پہرہ دے رہے تھے۔

۲۔ جب نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کے لیے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے، مہمان کا احترام فرماتے ہیں، ہمیشہ اہل حق کا ساتھ دیتے ہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۳)۔

ہجرت کے وقت یہی الفاظ ابن دغنہ نے سیدنا صدیق اکبر ﵁ کے لیے استعمال کیے تھے انک تکسب المعدوم و تصل الرحم و تحمل الکل و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق (بخاری جلد ا صفحہ ۵۵۲)۔

۳۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروق اعظم ﵁ سے فرمایا کہ انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری ...... فانک اتیہ مطوف بہ۔ یعنی میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہی میرا مددگار ہے، تم کسی دن طواف کرنے ضرور آؤ گے۔ اس کے بعد جب وہ صدیق اکبر کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی الفاظ فرمائے کہ انہ رسول اللہ ولیس یعصی ربہ وھو ناصرہ ...... فانک اتیہ مطوف بہ (بخاری جلد ا صفحہ ۳۸۰)۔

۴۔ نبی کریم ﷺ ابوبکر کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے (فضائل الصحابہ جلد ا صفحہ ۲۷)۔ ہجرت کے وقت کفار نے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر ﵁ کو پکڑنے پر انعام مقرر کر دیا (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۲۸۳)۔

۵۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں کسی آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں۔ آپ ﷺ جلال میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ایلعب بکتاب اللہ و انا بین اظھر کم یعنی کیا اللہ کی کتاب سے کھیلا جائے گا جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ (مشکوۃ صفحہ ۲۸۴)۔ جب سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ نے مسندِ خلافت سنبھالی تو مرتدین نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اینقص و انا حی یعنی کیا دین میں نقص واقع ہو جائے گا جب کہ میں زندہ موجود ہوں؟ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶)۔ نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں کے الفاظ میں مشابہت کو محسوس فرمایئے۔ ایمان کی نگاہ اس نتیجے پر پہنچے گی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔

۶۔ جب محبوب کریم ﷺ کا وصال ہوا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمے جس کسی کا قرض ہو یا آپ ﷺ نے کسی سے وعدہ فرمایا ہو تو وہ میرے پاس آ جائے، میں وہ قرض ادا کر دوں گا اور وعدہ وفا کر دوں گا (بخاری جلد۱ صفحہ ۴۴۳)۔

۷۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں کہ لست تارکا شیئاً کان رسول اللہ ﷺ یعمل بہ یعنی مجھ سے وہ کام نہیں چھوٹ سکتا جسے نبی کریم ﷺ کرتے رہے (بخاری جلد۱ صفحہ ۴۳۵)۔

یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے جس صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی جیشِ اسامہ کی روانگی، منکرین زکوٰۃ سے قتال اور باغ فدک جیسے معاملات کے بارے میں بات کی، آپ نے یہی جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کے طریقے پر گامزن رہنا میری مجبوری ہے۔

۸۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے اس قدر فیض ملا تھا کہ صحابہ کرام نے آپ کا نام الاَوّاہ رکھ دیا تھا۔ یعنی پناہ گاہ (الاصابہ جلد۲ صفحہ ۱۰۹۱، صواعق محرقہ صفحہ ۸۵)۔

۹۔ اللہ کریم جل مجدہ نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی شان میں فرمایا ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ یعنی اے محبوب عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے (الضحیٰ: ۵)۔ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ولسوف یرضیٰ یعنی عنقریب وہ راضی ہو جائے گا (اللیل: ۲۱)۔

۱۰۔ آخری وقت میں آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے حضور کی طرح کفن دیا جائے ففیھا کفنونی (مستدرک جلد۳ صفحہ ۲۸۱)۔ حضور ﷺ جتنی ہی عمر پائی اور آپ ﷺ کے پاس ہی دفن ہوئے۔

۱۱۔ فتح مکہ کے موقع پر بتوں کو گرانے کے لیے نبی کریم ﷺ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار ہوئے۔ حضرت علی آپ کو لے کر اٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں کمزور پایا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آپ نیچے اتر آئے اور حضرت علی کو فرمایا کہ میرے کندھوں پر بیٹھ جاؤ۔ آپ ﷺ

حضرت علی کو لے کر اٹھ گئے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں (السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۵ صفحہ ۱۴۲)۔

سبحان اللہ۔ اس حدیث میں مولا علی کی کیسی پیاری فضیلت اور عظیم اعزاز مذکور ہے۔ تف ہے خوارج پر جو بغض علی میں جلے جا رہے ہیں۔ اب ذرا صدیق اکبر کے کندھوں کی ہمت کا بھی اندازہ کیجیے۔ ہجرت کی رات صدیق اکبر ﷛ نے محبوب کریم ﷺ کے قدموں کے نشان چھپانے کے لیے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور غار کے منہ پر لا اتارا (الوفا صفحہ ۲۳۷)۔ تف ہے روافض پر جو بار نبوت کے متحمل کی ہمت کا انکار کر رہے ہیں۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادات

(۱)۔ عن محمد بن الحنفية قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی ﷺ قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین یعنی حضرت محمد بن حنفیہ ﷛ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل کون ہیں؟ فرمایا ابوبکر۔ میں نے عرض کیا ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا عمر۔ میں نے سوچا کہ اس کے بعد آپ عثمان کا نام لیں گے۔ میں نے سوال کا پیرایہ بدل کر عرض کیا عمر کے بعد آپ ہوں گے؟ فرمایا میں تو محض مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۸، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر میں (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۵۷)۔

(۲)۔ عن ابن عباس قال انی لواقف فی یوم فدعوا اللہ لعمر بن الخطاب وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقه علی منکبی یقول یرحمک اللہ ان کنت لارجو ان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ ﷺ یقول کنت و ابوبکر و عمر، و فعلت و ابوبکر و عمر، و انطلقت و ابوبکر و عمر، و ان کنت لارجو ان یجعلک اللہ معهما فالتفت فاذا علی بن ابی طالب یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر

فاروق ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کا جسم اطہر چارپائی پر رکھا تھا اور لوگ آپ کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ ایک آدمی میرے پیچھے سے آیا اور میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھ کے کہنے لگا اے عمر اللہ تجھ پر رحم کرے۔ مجھے امید تھی کہ اللہ تجھے تیرے دونوں یاروں سے ملا دے گا۔ میں اکثر رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر اکٹھے تھے۔ میں نے، ابوبکر نے اور عمر نے اس طرح کیا۔ میں اور ابوبکر اور عمر گئے۔ یہ باتیں مجھے یاد آتی تھیں اور میں سوچتا تھا کہ اللہ تعالیٰ عمر کو ان دونوں سے ضرور ملا دے گا۔ حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو وہ علی ابن ابی طالب تھے ﷺ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۴، مسندِ احمد جلد ا صفحہ ۱۴۰)۔

(۳)۔ عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمر سیدا کھول اھل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرھما یا علی ماداما حیین یعنی سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اور عمر جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں خواہ اولین ہو یا آخرین، سوا نبیوں اور رسولوں کے۔ اے علی جب تک یہ دونوں زندہ ہیں انہیں یہ بات نہ بتانا (مسندِ احمد جلد ا صفحہ ۱۰۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۷، ابنِ ماجہ صفحہ ۱۰)۔

(۴)۔ عن علی ﷺ قال خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر و خیر الناس بعد ابی بکر عمر یعنی حضرت علی شیرِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں (ابن ماجہ صفحہ ۱۱، مسندِ احمد جلد ا صفحہ ۱۵۹ تین احادیث، جلد ا صفحہ ۱۴۴ تین احادیث، جلد ا صفحہ ۱۳۲ پانچ احادیث، جلد ا صفحہ ۱۳۸ تین احادیث، جلد ا صفحہ ۱۴۱، جلد ا صفحہ ۱۴۳، جلد ا صفحہ ۱۳۷، جلد ا صفحہ ۱۵۶، جلد ا صفحہ ۱۵۷، ابنِ ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۵۷۴)۔ یہ حدیث مولا علی ﷺ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ ذہبی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ یہ بات آپ ﷺ سے جم غفیر کے ذریعے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اس کے بعد ذہبی نے اس کی تمام اسانید کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ اور اس کے روایت کرنے والوں کی تعداد اسی (۸۰) سے زیادہ بتائی ہے (صواعقِ محرقہ صفحہ ۶۰)۔

(۵)۔ عن علی و الزبیر رضی اللہ عنھما ان نری ابابکر احق بھا بعد رسول اللہ ﷺ انہ لصاحب الغار و ثانی اثنین وانا لنعلم بشرفہ کبرہ ولقد امرہ رسول

اللہ ﷺ بالصلوٰۃ بالناس وھو حی ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ و وافقہ الذھبی یعنی حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکر کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صاحبِ غار اور ثانی اثنین تھے۔ اور ہم آپ کے شرف اور عظمت کو جانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۲۸۳)۔

(۶)۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑ کر پودا نکالا اور ایک ذرے (مالیکیول) سے انسان کو پیدا کیا، اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے خلیفہ مقرر کیا ہوتا تو میں آپ کے فرمان کی خاطر جہاد کرتا۔ اگر میرے پاس تلوار نہ ہوتی تو اپنی چادر سے ہی مخالفین پر حملہ کر دیتا اور ابو بکر کو منبر رسول ﷺ کی ایک سیڑھی بھی نہ چڑھنے دیتا۔ لیکن آپ ﷺ نے میرے مرتبے اور ابو بکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا ابو بکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، الہذا رسول اللہ ﷺ جس شخص کو ہمارا دینی پیشوا بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی پیشوا بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں (صواعق محرقہ صفحہ ۶۲)۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس ارشادِ گرامی سے واضح ہو گیا کہ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو خلافت ظاہری ملنے سے پہلے ہی دین کا پیشوا بنا دیا گیا تھا۔ ولایت باطنی یعنی دین کی سیادت اور خلافت ظاہری یعنی دنیا کی سیادت دونوں چیزیں مولا علی نے صدیق اکبر کے حق میں جدا جدا تسلیم فرمائی ہیں۔ رضی اللہ عنہما

ایک نہایت ہی قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اگر بالفرض نبی کریم ﷺ نے مولا علی ؓ کو امامت کے مصلہ پر کھڑا کیا ہوتا تو روافض اور تفضیلی قیامت برپا کر دیتے۔ ذرا چشم تصور سے اس نکتے پر غور فرمالیجیے۔ شانِ ابو بکر نکھرتی چلی جائے گی اور اہل سنت کی شرافت اور اعتدال اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

(۷)۔ جب سیدنا علی المرتضیٰ ؓ زخمی ہو گئے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ کسی کو ہم پر

خلیفہ مقرر فرمادیں۔ فرمایا میں تمہیں اسی طرح چھوڑ کر جا رہا ہوں جس طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پر خلیفہ مقرر فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تم میں بھلائی دیکھی تو خود بخود تم میں سے سب سے اچھے آدمی کو مقرر فرمادے گا۔ حضرت علی نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا: اللہ نے ابوبکر کو ہم سب سے بہتر جانا اور اسے ہم پر ولایت دے دی (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۵۵)۔

(۸)۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی تیری مثال ایسے ہے جیسے عیسیٰ۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا اور ان کی والدہ پر الزام لگادیا اور عیسائیوں نے محبت رکھی اور ان کو وہ مرتبہ دے دیا جس کے وہ حق دار نہ تھے۔ پھر مولا علی فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری ایسی شان بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں۔ دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گی (مسند احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)۔

(۹)۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: "میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے یہ محبت حق سے دور لے جائے گی۔ اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے یہ بغض حق سے دور لے جائے گا۔ میرے بارے میں درمیانی راہ پر چلنے والے ہی صحیح ہوں گے۔ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ تفرقہ بازی سے ہمیشہ بچو۔ جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جس طرح اکیلی بکری ریوڑ سے بچھڑ کر بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۷ مطبوعہ ایران/قم)۔

(۱۰)۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: لَا اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُهٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ یعنی میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے۔ اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا (دار قطنی، صواعق محرقہ صفحہ ۶۰)۔

واضح ہو گیا کہ جو لوگ مولا علی کو شیخین علیہم الرضوان پر فضیلت دیتے ہیں مولا علی خود ان

سے بے زار ہیں۔ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابن سباء اینڈ کمپنی کو مولا علی ؓ نے زندہ جلا دیا تھا۔ جب کہ تفضیلیوں کو اسی کوڑے مارنے کا فیصلہ سنا رہے ہیں۔ اتنے بڑے بڑے اقدامات محض کسرِ نفسی قرار نہیں دیے جاسکتے بلکہ یہ آپ ؓ کے تحقیقی فیصلے ہیں۔

محدث عبدالرزاق رحمت اللہ علیہ کو سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سے بہت محبت تھی۔ لیکن چونکہ خود مولا علی نے ابوبکر اور عمر کو اپنے سے افضل قرار دیا ہے لہٰذا فرماتے تھے کہ میری اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوگی کہ علی کی محبت کا دعویٰ بھی کروں اور علی کا کہنا بھی نہ مانوں۔ اصل الفاظ یہ ہیں **اُفضّل الشیخین بتفضیل علی ایاھما علی نفسه والا لما فضلتھما کفابی وزرا ان احبه ثم اخالفه** (صواعق محرقہ صفحہ ۶۲)۔

سیدنا امام زین العابدین ؓ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب کون تھا۔ آپ نے فرمایا وہی لوگ قریب تھے جو کہ آج بھی قریب ہیں **وھما ضجیعاہ** اور وہ دونوں حضور کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۹۶)۔

قرآنی آیات کے بعد ان بے شمار احادیث میں بھی صدیق اکبر ؓ کے خصائص گن لیجیے۔ صرف خصائص تو کجا قرآن و سنت و آثار میں صدیق اکبر ؓ کے لیے مندرجہ ذیل صیغے تفضیل کے استعمال ہوئے ہیں:

اعظم درجة (الحدید: ۱۰)، **الاتقیٰ** (الیل: ۱۷)، **خیر الناس** (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۶)، **اعلم** (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶)، **اعلم بالسنة** (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۵)، **اعلم بالانساب** (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)، **اشجع** (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۲)، **الاواہ** (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۹، صواعق محرقہ صفحہ ۸۵)، **ارحم** (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)، **اراف** (مستدرک جلد ۴ صفحہ ۲۵۵)، **امن الناس علی رسول اللہ** ﷺ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)، **افضل الامة** (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)، **خیر الاولین والآخرین** (صواعق محرقہ صفحہ ۷۶)، **احب الی رسول اللہ** ﷺ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۸)، **احق بالامامة بعد رسول اللہ** ﷺ (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۸۳)، صدیق اکبر، اکرم رضی اللہ عنہ۔

علماء وصوفیاء علیہم الرحمۃ کے اقوال

(۱)۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں افضل الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابو بکر الصدیق ﷺ ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علی بن ابی طالب یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (فقہ اکبر مع شرح صفحہ ۶۱، ۶۲)۔

(۲)۔ اس کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ افضلیت کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں و اولی ما یستدل بہ علی افضلیۃ الصدیق فی مقام التحقیق نصبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لامامۃ الانام مدۃ مرضہ فی اللیالی والایام ولذا قال اکابر الصحابۃ رضیہ ﷺ لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا یعنی سب سے پہلی تحقیقی بات جس سے اہل سنت کی طرف سے صدیق کی افضلیت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی تکلیف کے دنوں اور راتوں میں لوگوں کا امام مقرر فرمایا تھا۔ اسی لیے اکابر صحابہ علیہم الرضوان نے فرمایا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو ہمارا دینی راہنما پسند کیا ہے اسے ہم اپنا دنیاوی راہنما کیوں نہ پسند کریں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

آگے فرماتے ہیں: ثم اعلم ان جمیع الروافض و اکثر المعتزلۃ یفضلون علیا علیٰ ابی بکر ﷺ یعنی حضرت علی کو حضرت ابو بکر سے افضل سمجھنا تمام رافضیوں کا عقیدہ ہے اور اکثر معتزلہ کا عقیدہ ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

(۳)۔ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام و از بعد انبیاء خیر الانام یعنی اسلام کے پیر اور نبیوں کے بعد تمام انسانوں سے افضل (کشف المحجوب صفحہ ۶۷)۔ صدیق اکبر ﷺ مقدم جمیع خلائق است از پس انبیاء صلوت اللہ علیہم اجمعین و روا نہ باشد کہ کسی قدم اندر پیش وی نہد یعنی صدیق اکبر ﷺ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ ان سے

آگے قدم رکھے (کشف المحجوب صفحہ ۶۹)۔ نیز حضرت داتا صاحب رحمت اللہ علیہ نے ان چار ہستیوں کا ذکر اسی ترتیب سے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے صدیق اکبر، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

(۴)۔ حضرت سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

خلفائے راشدین نے خلافت بزورِ شمشیر یا جبر کے ذریعہ حاصل نہیں کی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۲)۔

حضور غوث اعظم قدس سرہ کے ارشاد سے واضح ہو گیا کہ فضیلت پہلے سے حاصل تھی اور خلافت بعد میں عطا ہوئی۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ اور دیگر علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ خلفاءِ راشدین کے بعد عشرہ مبشرہ اور اصحابِ بدر افضل ہیں (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۲)۔ اگر افضلیت باعتبار ترتیبِ خلافت ہوتی تو خلفاء کی افضلیت کے ساتھ ان ہستیوں کی افضلیت کو مقرون کرنا نہیں بجتا تھا۔

(۵)۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اعلم انه ليس في امة محمد ﷺ من هو افضل من ابی بكر غير عيسىٰ عليه الصلوة والسلام یعنی جان لو کہ امتِ محمد ﷺ میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ابو بکر سے افضل ہو سوائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (فتوحاتِ مکیہ باب ۹۳ کما فی الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۸)۔

اس عبارت پر بھی غور فرمایئے اگر افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت ہو تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثناء بالکل لایعنی ہو کر رہ جائے گا۔

(۶)۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے سرخی قائم فرمائی ہے۔

فی بيان ان افضل الاولياء المحمديين بعد الانبياء و المرسلين ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله عنهم اجمعين یعنی اس بات کا بیان کہ انبیاء اور مرسلین کے بعد اولیائے محمدی میں سے سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی

اللہ عنہم (الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۴۷)۔

اس سرخی کے الفاظ پر غور فرمایئے۔ **افضل الاولیاء المحمدیین** کے الفاظ نے تفضیلیوں کے ہر فراڈ کی جڑھ کاٹ دی ہے۔ اولیاء کے لفظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ افضلیت کا دارومدار خلافتِ ظاہریہ کے ملنے پر نہیں بلکہ ولایتِ محمدی پر ہے۔ اس عنوان کے تحت جو کچھ امام علیہ الرحمہ نے لکھا ہے، قابل مطالعہ ہے۔

(۷)۔ معروف درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے کہ: **افضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق** یعنی تمام انبیاء کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔

(۸)۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

افضلیتِ شیخین بر باقی امت قطعی است۔ انکار نہ کند مگر جاہل یا متعصب یعنی شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے، اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل ہو یا متعصب ہو (مکتوبات جلد ۲ مکتوب نمبر ۳۶)۔

(۹)۔ ہمارے مرشد کریم قطب الاقطاب فقیہ اعظم حضرت پیر سائیں مفتی محمد قاسم مشوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان سے افضل سمجھنا گمراہی اور مذہب اہل سنت سے خروج ہے۔ اسی طرح کسی بھی صحابی بالخصوص حضرت امیر معاویہ ﷺ پر طعن کرنا اسلام پر جرح کو مستلزم ہے اور نصوصِ قطعیہ کے انکار کے مترادف ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم کتبہ الفقیر محمد قاسم عفی عنہ**

(۱۰)۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

نیابتِ نبوی کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا جوہرِ نفس، انبیاء کے جوہرِ نفس کے قریب ہو۔ بس اسے صورتِ خلافت (یعنی ریاستِ عامہ) اور معنی خلافت (یعنی قربِ انبیاء) دونوں کا جامع ہونا چاہیے جیسا کہ خلفاء اربعہ علیہم الرضوان تھے۔

آگے تفضیلیوں کی مزید جڑھ کاٹتے ہوئے لکھتے ہیں۔

البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں صورتِ خلافت یعنی ریاستِ عامہ اور اجماع المسلمین بدرجہ اتم موجود تھا۔ اور عہدِ مرتضوی میں اگرچہ معنی خلافت یعنی قربِ نبوی بدرجہ کمال تھا لیکن ریاستِ عامہ اور اجماع مسلمین خلفاءِ ثلاثہ کے دور کی طرح نہ تھا (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵)۔

فتاویٰ مہریہ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ تین خلفاء کے دور میں خلافت ظاہری اور باطنی دونوں عروج پر تھیں۔ مگر خلیفہ رابع کے دور میں باطن تو موجود رہا مگر ظاہر پہلے جیسا نہ رہا۔

(۱۱)۔ حضرت مولینا الشاہ احمد رضا خان رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ عقیدہ حمیدہ خود امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اسی (۸۰) صحابہ و تابعین نے روایت کیا۔ اس میں ہماری حافل کافل کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآنِ عظیم و احادیثِ سید المرسلین ﷺ و آثار اہلبیت کرام و صحابہ عظام و ارشادات امیر المومنین حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم و نصوص ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء قدست اسرارہم سے دریا لہرا رہے ہیں۔ ہر بچہ جانتا ہے کہ اہل سنت کی تمام کتب میں افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر الصدیق ہے۔ اگر نہایت صاف دن میں کفِ دست میدان میں منہ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو انکار آفتاب روا ہے تو اس کا انکار بھی اسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱)۔

(۱۲)۔ صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں، انکے بعد حضرت عمر، انکے بعد حضرت عثمان اور انکے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

آگے فرماتے ہیں، ابن عساکر نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی فرمایا ہم ابو بکر، عمر و عثمان و علی کو فضیلت دیتے تھے۔ سرورِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں تشریف فرما

تھے(سوانح کربلا صفحہ ۱۸)۔

(۱۳)۔ تفضیلیوں کے مذکورہ بالا بدعتی اور گمراہ عقیدے کا رد کرتے ہوئے حضرت مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

ان کی خلافت بہ ترتیب افضلیت ہے، جو عند اللہ افضل و اعلیٰ تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا۔ نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت یعنی افضل وہ کہ جسے ملک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ تھا جیسا آج کل سنی بننے والے تفضیلیے کہتے ہیں۔ یوں ہوتا تو فاروق اعظم ﷺ سب سے افضل ہوتے (بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۳۸)۔

تفضیلیوں کا اعتراض بھی بار بار پڑھیے اور بہار شریعت کی یہ عبارت بھی بار بار پڑھیے۔ یہ عبارت تفضیلیوں کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ ہے جس میں حرف بہ حرف ان کے عقیدے کی تردید موجود ہے۔ اوران پر سے سنیت کا لبادہ اتار کرانہیں بے نقاب کر دیا گیا ہے۔

(۱۴)۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیائے امت میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر فاروق، پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (دین مصطفےٰ صفحہ ۲۱۲)۔

اجماعِ امت

(۱)۔ سیدنا ابنِ عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ مہاجرین و انصار علیہم الرضوان کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۳، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)۔ قولہ ﷺ کنا نخیر تصریح علی الاجماع (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

حضرت ابوہریرہ ﷺ بھی فرماتے ہیں کہ کنا معاشر اصحاب رسول اللہ ﷺ و نحن متوافرون نقول افضل ھذہ الامۃ بعد نبینا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رواہ ابنِ عساکر (مرام الکلام صفحہ ۴۶ از علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ)۔

(۲)۔ حضرت ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ سیدنا ابنِ عمر ﷺ سے نقل کرتے ہیں: اجتمع

المهاجرون والانصار علی ان خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر وعمر و عثمان یعنی تمام مہاجرین اور انصار کا اس پر اجماع ہے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں اور عمر اور عثمان (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۴)۔

(۳)۔ بیہقی نے امام شافعی علیہ الرحمہ سے تفضیل شیخین پر صحابہ وتابعین کا اجماع نقل کیا ہے (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔ اور اس میں شک بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ وہ لوگ بعد والوں کی نسبت احادیث اور فضائل صحابہ کو بہتر جانتے تھے۔ محبت میں سب سے سچے تھے اور سب سے زیادہ حق کا اتباع کرتے تھے۔ ان کے باطل پر متفق ہو جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

(۴)۔ امام شرف الدین نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: اتفق اهل السنت ان افضلهم ابوبکر ثم عمر یعنی اس پر اہلِ سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر (شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)۔

(۵)۔ حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق، ان کے بعد عثمان ذی النورین اور ان کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں (سبع سنابل صفحہ ۵۶)۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

محبت با ایں ہر چہار ت نکو ۔۔۔ ز تفضیل شیخین کارت نکو
محبت بہر چار گر استوار ۔۔۔ ولی فضل شیخین مفرط شمار
ورت فضل شیخین دردل کم ست ۔۔۔ بنائی تو دررفض مستحکم ست

یعنی ان چاروں ہی سے محبت کرنا بھلائی ہے اور شیخین کو فضیلت دینے میں تیرے انجام کی بہتری ہے۔ ان چاروں سے سچی محبت رکھ، لیکن شیخین کی فضیلت زیادہ مان اور اگر تیرے دل میں شیخین سے محبت کم ہے تو سمجھ لے کہ تیری بنیاد رفض میں مضبوط ہوتی چلی جارہی ہے۔

جملہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماءِ امت کا اسی پر اجماع ہے اور یہی اجماع اگلوں اور پچھلوں کی کتابوں میں لکھا ہوا اور شائع ہوا ہے (سبع سنابل صفحہ ۶۱)۔

(۶)۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعد رسول الله ﷺ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم سائر العشرة ثم باقی اهل البدر ثم باقی اهل احد ثم باقی اهل البیعة ثم باقی الصحابة ، هکذا حکی الاجماع علیه ابو منصور البغدادی یعنی اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر باقی عشرہ مبشرہ، پھر باقی اہل البدر، پھر باقی اہل احد، پھر باقی اہل بیعتِ رضوان، پھر باقی صحابہ۔ ابومنصور بغدادی نے بھی اسی ترتیب پر اجماع نقل کیا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف افضلیتِ شیخین پر اجماع نقل کیا ہے بلکہ تمام صحابہ میں تفاضل کی ترتیب پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ اب فرمایئے اگر افضلیت خلافت کی ترتیب پر محمول ہے تو پھر عشرہ مبشرہ، بدری، احدی اور دیگر تمام صحابہ علیہم الرضوان کو خلافت کہاں سے فراہم کروگے؟ انصاف باید

(۷)۔ علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ پوری امت کے پاس اس اجماع کی کیا بنیاد ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ (بنیاد تو قرآن اور بے شمار احادیث میں موجود ہے لیکن) اجماع بذاتِ خود ہر شخص پر حجت ہے۔ خواہ اس کی بنیاد معلوم ہو یا نہ ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو گمراہی پر متفق ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔ اس موضوع پر قرآن کی آیت بڑی واضح ہے کہ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساء ت مصیرا

پھر افضلیت کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں خلافت کا حق دار بھی ٹھہرایا گیا ہے (صواعق محرقہ صفحہ ۵۹)۔

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ خلفاءِ ثلاثہ کی افضلیت پہلے

سے ثابت تھی اور اسی افضلیت کی ترتیب پر انہیں خلافت ملتی گئی۔

یہی ونصلہ جھنم والی آیت کی وعید دکھا کر ہم تفضیلیوں پر سوال کرتے ہیں کہ تفضیلِ شیخین کے عقیدے پر کسی نے جہنم کی وعید نہیں سنائی جبکہ مولا علی ﷺ کو افضل ماننے والوں کو یہ آیت سنا کر جہنم سے ڈرایا جا رہا ہے۔ فرمائیے احتیاط کا تقاضا کیا ہے؟

(۸)۔ حضرت ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: فھو افضل الاولیاء من الاولین والآخرین وقد حکی الاجماع علی ذلک ولا عبرۃ بمخالفۃ الروافض ھنالک، وقد استخلفہ علیہ الصلوۃ والسلام فی الصلوۃ فکان ھو الخلیفۃ حقا وصدقا یعنی صدیق اکبر اولین و آخرین تمام اولیاء سے افضل ہیں، اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے، یہاں روافض کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں، آپ ﷺ کو نبی کریم ﷺ نے خود نماز میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا جس سے مکمل حق اور صدق کے ساتھ آپ کی خلافت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی عبارت کئی وجوہ سے تفضیلیوں کے لیے مہلک ہے۔ افضلیتِ صدیق پر پوری امت کا اجماع، افضلیت کا تعلق ولایت سے نہ کہ سیاست سے، افضل الاولیاء من الاولین والآخرین کے الفاظ جو ایوانِ رافضیت میں زلزلہ برپا کر رہے ہیں، ولایت میں افضلیت کا انکار کرنے والوں کو رافضی کہنا، نماز میں استخلاف کو استحقاق خلافت کی دلیل بنانا، خلیفہ کے ساتھ حقاً وصدقاً کے الفاظ استعمال کرنا جو سیاست اور ولایت کی تفریق کے پرخچے اڑا رہے ہیں، یہ سب خوبیاں اس عبارت میں بیک وقت موجود ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۹)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے خلیفہ کے انتخاب کے وقت صدیق اکبر ﷺ کے حق میں خیر الامۃ، فضل الناس، احق بالخلافۃ اور احق بھذا الامر کے الفاظ استعمال فرمائے اور آپ ﷺ کو فقہاءِ صحابہ نے افضل امت قرار دیا اور اسی افضلیت کی بنا پر ان کو خلافت کا حق دار قرار دیا۔ باقی تمام صحابہ نے اس پر سکوت فرمایا اور تسلیم کر لیا اور یوں افضلیتِ صدیق اکبر پر صحابہ کا اجماع منعقد ہو گیا۔ یہ ساری بحث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۲۱۱ پر لکھی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ میں افضلیتِ شیخین کا مسئلہ قطعی ہے۔اور فرماتے ہیں کہ تمام احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ شیخین کی افضلیت کا دارو مدار چار خصلتوں پر ہے۔اوّل امت میں صدیق اور شہید جیسے بلند ترین رتبے پر فائز ہونا۔دوم نبی کریم ﷺ کی مدد کرنا، اسلام کو ترویج دینا اور غربت کے دنوں میں امن الناس علی ابو بکر کا مصداق ٹھہرنا اور اسلام کی عزت جو عمر کا خاصہ ہے۔سوم ان دو ہستیوں کے ہاتھ سے ان کاموں کا مکمل ہونا جو نبوت کا مطلوب اور مقصود ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کا ان دو ہستیوں کے بارے میں مختلف خواب دیکھنا۔چہارم آخرت میں ان ہستیوں کے درجات کی بلندی اور ان کا جنتی بوڑھوں کا سردار ہونا، بلند ترین محلات میں میں ٹھہرنا، سب سے پہلے اٹھنا، صدیق کے لیے تجلی خاص، عمر کے لیے معانقۂ حق (ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۳۰۲)۔

(۱۰)۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المومنین امام المتقین عبداللہ ابنِ عثمان ابی بکر صدیق اکبر و جناب امیر المومنین امام العادلین ابو حفص عمر ابن الخطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضاہما کا جناب مولی المومنین امام الواصلین ابو الحسن علی ابنِ ابی طالب مرتضیٰ اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل و بہترین امت ہونا عقیدۂ اجماعیہ ہے (مطلع القمرین صفحہ ٦٧)۔

اجماع امت کے حوالے سے ہم نے صرف دس عبارات پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے ورنہ ابھی مزید عبارات موجود ہیں۔

نکتہ: شرح مقاصد کی عبارت قال امام الحرمین مسئلة امتناع امامة المفضول لیست بقطعیة ۔دراصل یہ عبارت ختنین میں باہمی تفضیل پر لکھی گئی ہے اور اس نے افضلیت کو خلافت کی ترتیب پر محمول کرنے والوں کی جڑھ نکال کے رکھ دی ہے۔ثانیاً اس عبارت میں صرف قطعیت کی نفی کی گئی ہے امتناع کی نفی نہیں کی گئی۔ثالثاً یہ قول امام الحرمین کا ہے جبکہ امام العقائد ابو الحسن اشعری علیہ الرحمہ قطعیت کے قائل ہیں۔رابعاً ہم پوچھتے ہیں کہ اس سے فاضل کی امامت کا

امتناع کیسے ثابت ہوا؟

خلافت ملنے سے پہلے ہی شیخین کا پوری امت سے افضل ہونا صریح احادیث کی روشنی میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی افضلیت کی بناء پر ان ہستیوں کو خلافت بھی عطاء ہوئی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا فاروق اعظم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو سیدنا و خیر نا و احبنا الی رسول اللہ ﷺ کہہ کر خلافت کا حقدار ثابت کیا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۸)۔ خود مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ اللہ نے ابوبکر کو ہم سے بہتر جانا اور انہیں ہم پر ولایت دے دی (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۳۵۵)۔ غنیۃ الطالبین کے الفاظ کہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی (صفحہ ۱۸۲)، امام شافعی کا فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ سخت پریشانی میں تھے اور آسمان کے چھت کے نیچے ابوبکر سے بہتر شخص انہیں میسر نہ آیا تو اپنی گردنیں ان کے حوالے کردیں فلم یجدوا تحت ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوہ رقابہم (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)۔ صواعق محرقہ کے الفاظ کہ افضلیت کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں خلافت کا حقدار بھی ٹھہرایا گیا (صفحہ ۵۹)، مرقاۃ کے الفاظ کہ فاذا ثبت ھذا فقد ثبت استحقاق الخلافۃ (جلد ۱ صفحہ ۳۳۳)، ازالۃ الخفاء کے الفاظ کہ بآں استدلال کروند بر استخلاف او (جلد ۱ صفحہ ۳۱)، مطلع القمرین میں فاضل بریلوی کے الفاظ کہ خلافتِ صدیق بر بنائے تفضیل تھی (صفحہ ۷۶)، فتاویٰ مہریہ کے الفاظ کہ نیابتِ نبوی کا مستحق وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا جوہر نفس، انبیاء کے جوہر نفس کے قریب ہو (صفحہ ۱۴۵)، بہار شریعت کے الفاظ کہ ان کی خلافت بترتیبِ افضلیت ہے (جلد ۱ صفحہ ۳۸)۔

یہ تمام عبارات غور سے پڑھ لیجیے۔ محققین نے انتہا درجہ تک وضاحت کر دی ہے کہ شیخین نہ صرف افضل ہیں بلکہ ان کے خلافت میں مقدم ہونے کی علت بھی افضلیت ہے۔

نیز یہ کہنا کہ کوئی فرق نہیں ان چاروں میں یا یہ کہنا کہ ہم کون ہوتے ہیں ان کا رتبہ متعین کرنے والے، ایسی باتیں محض شاعری تو کہلاسکتی ہیں مگر ان کا تحقیق اور اسلامی عقیدے سے کوئی تعلق نہیں۔ ان ہستیوں کے رتبے ہم نے خود متعین نہیں کیے بلکہ قرآن، سنت اور اجماع سے متعین ہوئے ہیں۔

تفضیلیوں کے سوالات کے جوابات

تفضیلیوں کا پہلا سوال

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت، فرائض خلافت، اقامتِ دین اور امت کی ذمہ داریوں سے متعلق ہے۔ ائمہ نے جو ترتیب بیان کی ہے وہ خلافتِ ظاہری کی ترتیب پر قائم ہے (القول الوثیق صفحہ ۴۱)۔

جواب:۔ اولاً سائل کو اتنی سمجھ بھی نہیں کہ خلافت کی ترتیب میں افضلیت نہیں بلکہ اولیت کہنا درست ہے۔ افضلیت کا تعلق روحانی درجات اور ولایت باطنی سے ہی ہوا کرتا ہے نہ کہ خلافت کی ترتیب سے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء وصوفیاء نے مولا علی کو ولایت میں افضل کہنے والوں کو شیعہ قرار دیا ہے کما سیاتی بیانہ۔

ثانیاً نبی کریم ﷺ نے خلفاءِ راشدین علیہم الرضوان کی خلافت ظاہری سے پہلے سیدنا صدیق اکبر کو مصلائے امامت پر کھڑا کر دیا تھا (بخاری جلد۱ صفحہ ۹۳)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۷)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۷، ابنِ ماجہ صفحہ ۱۰)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا (بخاری جلد۱ صفحہ ۵۱۶، مسلم جلد۲ صفحہ ۲۷۳)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۷)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میری امت میں سے میری امت پر سب سے بڑا رحم دل ابوبکر ہے (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۹)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی خلفاءِ اربعہ کو تمام نبیوں اور رسولوں کے بعد سب سے افضل قرار دیا تھا (الشفاء جلد۲ صفحہ ۴۲)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع تھا کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم (بخاری جلد۱ صفحہ ۵۲۳، ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۲۸۸)۔ خلافت ظاہری سے پہلے ہی آپ ﷺ نے فرما

دیا تھا کہ ابوبکر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۴۴)۔

ثالثاً متن عقائد نسفی میں ہے کہ افضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی رضی اللہ عنھم و خلافتھم علی ھذا الترتیب ایضا یعنی انبیاء کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضی ہیں۔ اور ان کی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے رضی اللہ عنھم (متن عقائد نسفی صفحہ ۳)۔ اب فرمایئے خلفائے ثلاثہ کی افضلیت خلافت سے پہلے موجود ہے کہ نہیں؟

رابعاً ائمہ نے بھی جو ترتیب بیان فرمائی ہے وہ خلافت ظاہری کی ترتیب پر نہیں بلکہ کثرت ثواب، اخشی، اتقی، اکرم اور اعظم نفعا للمسلمین والاسلام ہونے کے لحاظ سے ہے۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لکنھما اکثر ثوابا واعظم نفعا للمسلمین والاسلام واخشی للہ واتقی ممن عداھما یعنی شیخین اپنے سواہر کسی سے ثواب میں آگے ہیں، اسلام اور اہلِ اسلام کو نفع پہنچانے میں آگے ہیں، اللہ کی خشیت میں سب سے آگے ہیں اور تقویٰ میں سب سے آگے ہیں.......... اس پر امت کا اجماع ہے کہ اسی ترتیب کے ساتھ افضلیت نے انہیں خلافت کا حق دار بنا دیا (صواعق محرقہ صفحہ ۵۹)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں المراد بالافضلیة اکثریت الثواب یعنی افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۴۹)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ارید بالافضلیة کثرة الثواب یعنی افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳)۔

علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: محققین نے وضاحت کی ہے کہ جس فضیلت پر یہاں بحث ہو رہی ہے اس سے مراد کثرتِ ثواب ہے یعنی اچھے اعمال کی جزا۔ یہاں نسبی شرف کی بات نہیں ہو رہی ورنہ نبی کریم ﷺ کے شہزادے بھی دوسرے انبیاء سے بڑھ جائیں گے۔ یہاں ظاہری عبادت کی کثرت کی بات بھی نہیں ہو رہی اس لیے کہ ثواب عبادتوں کی مقدار کے مطابق نہیں ملا کرتا۔ آج ہم اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کردیں تو صحابہ کے

ایک سیر جو کے برابر بھی نہیں ہوسکتا جیسا کہ حدیث شریف میں اس کی تصریح موجود ہے۔اس میں راز یہ ہے کہ بھلائی کا دارومدار اخلاص، اللہ کی محبت اور دائمی حضوری پر ہے۔ان چیزوں کا تعلق اعمال کی ظاہری مقدار سے نہیں بلکہ باطنی اور روحانی مقام سے ہے۔اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں یہ فرمان موجود ہے کہ ابوبکر تم لوگوں سے نماز روزے کی کثرت کی وجہ سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس چیز کی وجہ سے آگے نکلا ہے جو اس کے دل میں سجا دی گئی ہے۔بڑی واضح سی بات ہے کہ کثرتِ ثواب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے سواء کوئی نہیں بتا سکتا۔اور اس میں عقل اور ظاہری مناقب کا کوئی دخل نہیں۔یہ باتیں اچھی طرح سمجھ لو،ان سے شیعہ کے بے شمار شبہات حل ہوجائیں گے(نبراس صفحہ ۲۹۹)۔

ہم تفضیلیوں سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ علماءِ کرام اس سے بڑھ کر کون سے لفظ کے ساتھ تصریح فرماتے جس سے تمہاری تسلی ہوتی؟ ایک سوال یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر افضلیت خلافتِ ظاہری کی ترتیب پر محمول ہے تو بتایئے کہ بعض لوگوں نے مولا علی کو حضرت عثمان پر فضیلت کیوں دی؟ اس تکلف کی ضرورت ہی کیا تھی؟ تدبر باید۔

خامساً خلافت کی ترتیب تو ایک ظاہری تاریخی حقیقت ہے جس کا روافض بھی انکار نہیں کرتے۔اس اقرار کے باوجود روافض نے مولا علی کو افضل قرار دیا ہے۔ظاہر ہے روافض کی مراد ولایت میں افضلیت ہے اور اہل سنت نے اسی افضلیت کی تردید کی ہے۔ **ابو بکر افضل الاولیاء المحمدیین وقالت الشیعة و کثیر من المعتزلة الافضل بعد النبی ﷺ علی ابن ابی طالب ﷺ** (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۳۸)۔

سادساً نکتہ فہم احباب غور فرمائیں، اگر افضلیت سے مراد محض خلافت ظاہری میں افضلیت ہوتی اور ولایت باطنی سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوتا تو محض اتنی سی بات کے لیے پوری امت کو ایڑیاں اٹھا اٹھا کر گواہیاں دینے کی کیا پڑی تھی؟ جمعہ کے خطبات میں صدیق اکبر کو **خیر الخلائق بعد الانبیاء** کہنے اور **افضل الصحابة بالتحقیق** کی صدائیں بلند کرنے کی کیا مجبوری تھی اور منکرین کو جہنم کی وعیدیں سنانے کی کیا ضرورت تھی اور دفتروں کے دفتر کالے

کرنے کا کیا فائدہ تھا؟

ثامناً حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کے باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ کے تحت لکھا ہے کہ ای فی رتبة الفضل و لیس المراد البعدیة الزمانیة فان فضل ابی بکر کان ثابتا فی حیاته ﷺ کما دل علیه حدیث الباب یعنی صدیق اکبر کی افضلیت نبی کریم ﷺ کے بعد زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ رتبے اور فضیلت کے لحاظ سے ہے۔ حضرت ابوبکر کی افضلیت نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی ثابت تھی (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۲، ۱۳)۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ ترتیب الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنهم اجمعین فی الفضل کترتیبهم فی الخلافة (شرح عقیدہ طحاوی صفحہ ۴۸۵)۔ ممکن ہے تفضیلیوں نے ایسی عبارتوں سے ٹھوکر کھائی ہو اور افضلیت کو خلافت کی ترتیب پر محمول کر ڈالا ہو۔

ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ افضلیت کی علت خلافت ہے۔ بلکہ علماء نے اختصار کے پیش نظر افضلیت اور خلافت میں سے ایک کو بیان کر کے دوسری کو کذلک کہہ دیا ہے۔ اسی لیے بعض علماء کی عبارات اس کے برعکس تقدیم و تاخیر کے ساتھ بھی ہیں۔ مثلاً عقائد نسفی کے متن میں موجود ہے کہ افضل البشر بعد نبینا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنهم و خلافتهم علی هذا الترتیب ایضاً (صفحہ ۳)۔ اس عبارت میں افضلیت پہلے اور خلافت بعد میں بیان ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مخالف تفضیلیے، علماء کی عبارات کو سمجھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے یا پھر خبث لئیم کی کامل تصویر ہیں۔

آخر اتنا بھی غور نہیں کرتے کہ یہی علماء دیگر مقامات پر کیا لکھ رہے ہیں۔ شرح عقیدہ طحاویہ کی اسی عبارت کے اگلے الفاظ کیا ہیں اور آپ انہیں کیوں ہڑپ کر گئے ہیں۔ وہاں لکھا ہے کہ ولابی بکر و عمر من المزیة الی ان قال فی الصحیحین عن ابن عمر قال کنا نقول و رسول اللہ ﷺ حی افضل امة النبی بعده، ابوبکر ثم عمر ثم عثمان۔ اب بتایئے آپ نے اگلی عبارت پڑھنے کی زحمت کیوں نہ فرمائی؟

تفضیلیوں کا دوسرا سوال

ولایتِ باطنی جو من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ذریعے حضرت علی ؓ کو عطا ہوئی اس میں وہی یکتا ہیں۔اسی وجہ سے ولایتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمیٰ کے حامل افراد بھی آپ ؓ کی اولاد میں سے ہیں۔

جواب:۔اولاً حدیث من کنت مولاہ میں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبردست فضیلت بیان ہوئی ہے اللھم اجعلنا فی زمرتہ وفی من والاہ۔مگراس کے ذریعے ولایت باطنی کا عطا ہونا سائل کا اپنا مفروضہ ہے۔اس حدیث کا شانِ ورود یہ ہے کہ یمن کے غزوہ میں مولا علی ؓ کے کچھ ساتھیوں کو آپ ؓ سے شکایت ہوئی۔حضرت بریدہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس شکایت کا اظہار کیا۔اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔یہ صورتِ حال بتا رہی ہے کہ یہاں مولا سے مراد دوست اور محبوب ہے اور اس حدیث کا ولایت باطنی سے کوئی تعلق نہیں۔

اُدھر المؤمنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض کی نص قرآن میں موجود ہے یعنی تمام مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مولا ہیں۔

الذین یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون کی تفسیر میں امام باقر ؓ کا فرمان مولا علی کے بارے میں موجود ہے کہ ھو من المومنین۔یعنی مولا علی بھی مومنین میں شامل ہیں۔

آیت ان اللہ ھو مولاہ و جبریل وصالح المومنین میں لفظ مولا کی وضاحت موجود ہے یعنی بے شک اللہ تعالیٰ، جبریل اور تمام صالح مومنین میرے محبوب کے مولا ہیں۔

حدیث پاک میں تمام صحابہ کرام کے بارے میں محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم یعنی جس نے ان سے محبت رکھی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے ان کو محبوب جانا اور جس نے ان سے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔

خود اسی حدیث میں اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ سے ولایت کا مفہوم متعین ہو رہا ہے، یعنی اے اللہ جو علی کو مولا بنائے تو اسے اپنا مولا بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو

اسے اپنا دشمن بنا۔ یہاں مولا کا لفظ دشمن کے مقابلے پر استعمال ہوا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں مولا بمعنی محبوب اور دوست ہے نہ کہ مولا بمعنی آقا۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر متعدد روایات میں ہے کہ: اللھم احب من احبه و ابغض من ابغضه یعنی اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ۔ اور بعض روایات میں ہے کہ: واخذل من خذله یعنی اے اللہ جو اسے رسواء کرنے کی کوشش کرے تو اسے رسواء کر۔ اور بعض روایات میں ہے کہ: وانصر من نصره یعنی جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر۔ اس طرح کے الفاظ میں تفسیر کی انتہا کر دی گئی ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللھم حبب عبیدک ھذا یعنی ابا ھریرة و امه الی عبادک المومنین وحبب الیھم المومنین یعنی اے اللہ اپنے اس بندے ابو ہریرہ اور اسکی ماں کو تمام مومنوں کا محبوب بنا دے اور مومنوں کو ان کا محبوب بنا دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فما خلق مومن یسمع بی ولا یرانی الا احبنی یعنی کوئی ایسا مومن پیدا نہیں ہوگا جو میرے بارے میں سنے اور مجھ سے محبت نہ کرے خواہ اس نے مجھے دیکھا نہ ہو (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۱)۔

ثانیاً مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولایتِ باطنی اور اسکی رفعتوں میں کوئی شک نہیں۔ مگر خلفاءِ ثلاثہ میں ولایتِ باطنی مولا علی کی نسبت رفیع تر ہے۔ اور اس میں ان کی یکتائی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لو کنت متخذا خلیلاً یعنی اگر میں کسی کو تنہائی کا دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں اور صدیق کی یہ یکتائی آپکو نظر کیوں نہیں آئی۔

صدیق کا لقب آسمانوں سے عطا کیے جانے میں صدیق ہی یکتا ہیں اور صدیقیت ولایتِ باطنی کا اعلیٰ ترین رتبہ ہے۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی۔

قرآن فرماتا ہے ثانی اثنین اذھما فی الغار اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔ جب قرآن نے ہی صدیق کو نبی کا ثانی کہہ دیا تو صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی؟

اذ یقول لصاحبه میں بھی صدیق اکبر ہی یکتا ہیں اور یہ لقب قرآن نے کسی دوسرے صحابی کو نہیں دیا۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر سے بہتر شخص سورج نے نہیں دیکھا۔ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں اور صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہیں آئی؟

نبی کریم ﷺ نے انہیں خود مصلّائے امامت پر کھڑا کیا اور اگر کسی دوسرے کی تجویز دی گئی تو آپ ﷺ نے لا، لا، لا فرما کر انکار کر دیا (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹۳) اور یابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر کی تصریح فرما دی یعنی ابوبکر کے سواء کسی کو امام ماننے سے اللہ اور اس کے فرشتے انکار کر رہے ہیں (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)۔ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

ارحم امتی بامتی ابو بکر یعنی میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر ہے۔ اس میں محبوب کریم ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا عکس اپنی مکمل آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہے اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں۔ وہی ہیں "امن الناس برمولائے ما" اس میں وہی یکتا ہیں۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

یہ لوگ صدیق اکبر اور مولا علی رضی اللہ عنہما میں قدم اسلام کا موازنہ لے کر بیٹھ گئے مگر علماء کا یہ لکھنا کہ صدیق اکبر تو سرکار کے اعلان نبوت سے پہلے شام کے تجارتی سفر کے دوران ہی ایمان لے آئے تھے۔ اس وقت مولیٰ علی ﷺ کی ولادت باسعادت بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس میں صدیق اکبر ہی یکتا ہیں۔ صدیق کی یہ یکتائی آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

اور آخر میں یہ بھی فرمایئے کہ مستدرک میں امام حاکم علیہ الرحمہ نے حدیث نقل فرمائی ہے کہ ابوبکر، حضور ﷺ کے وزیر تھے۔ آپ ان سے ہر معاملے میں مشورہ لیتے تھے۔ آپ اسلام میں ان کے ثانی تھے۔ غار میں ان کے ثانی تھے، بدر کے دن عریش میں ان کے ثانی تھے، قبر میں ان کے ثانی ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے آگے کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ اصل الفاظ یہ ہیں کان ابو بکر الصدیق ﷺ من النبی ﷺ مکان الوزیر، فکان یشاورہ فی جمیع امورہ کان ثانیہ فی الاسلام، و کان ثانیہ فی الغار، و کان ثانیہ فی العریش یوم بدر، و کان ثانیہ فی القبر و لم یکن رسول اللہ ﷺ یقدم علیہ احداً (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۷۹)۔ صدیق کی یہ تمام یکتائیاں آپ کو نظر کیوں نہ آئیں؟

اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولین وآخرین میں سے ولایت میں سب سے افضل ہیں فھو افضل اولیاء من الاولین والآخرین وقد حکی الاجماع علی ذالک (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

عین ممکن ہے کسی کی رگِ رافضیت پھڑک اٹھے اور ہم پر مولا علی کے خصائص کے انکار کا الزام لگا دے۔ لہٰذا ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مولا علی ؓ کے خصائص میں آل رسول ﷺ کا جدِّ امجد ہونا، اقضی الصحابہ ہونا، مولائے جمیع مومنین ہونے کا خصوصی اعلان، خیبر کے دن جھنڈا عطا ہونا، مسجد شریف میں سے جنابت کی حالت میں گزرنے کی اجازت کا ہونا، لایؤدی عنی الا انا او علی کا اعزاز، انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ وغیرہ شامل ہیں۔ بلکہ سیدنا ابن عباس ؓ نے آپ کے خصائص کی تعداد تیرہ بتائی ہے لقد کانت لہ ثلاثۃ عشر منقبۃ لم یکن لاحد من ھذہ الامۃ (طبرانی اوسط جلد ۶ صفحہ ۱۸۱)۔ و مر تفصیلہ۔ یہ باتیں آپ ؓ کی فضیلت کا عظیم ثبوت ہیں مگر افضلیت کا ثبوت نہیں۔

لیکن آپ ؓ کے بے شمار فضائل ایسے بھی ہیں جنہیں روافض نے آپ ؓ کے خصائص بنا کر مشہور کر دیا ہے اور ہمارے بھولے سنی بھی تحقیق کیے بغیر سر مارتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف آپ ؓ ہی مولودِ کعبہ ہیں۔ حالانکہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے تھے (مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۹۸، الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ صفحہ ۵۹۱، کتاب المحبر صفحہ ۱۷۶، الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر صفحہ ۳۴۸)۔ اسی طرح یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف مولا علی علم کا دروازہ ہیں۔ حالانکہ فبایھم اقتدیتم اھتدیتم وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ دیگر صحابہ و اہل بیت بھی علم کے دروازے ہیں۔ ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق کو علم اور فضل کی بناء پر تمام صحابہ کا امام بنایا گیا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۹۳)۔ حضرت عمر فاروق نے نبی کریم ﷺ کا بچا ہوا سارا علم پی لیا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۰، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۴، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۳۰۱)۔ حضرت ابی بن کعب سب سے بڑے قاری ہیں۔ حضرت زید بن ثابت سب سے زیادہ علم میراث کے ماہر ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل سب سے زیادہ حلال اور حرام کا علم رکھتے ہیں۔ مولا علی سب سے بڑے قاضی ہیں۔ یہ سب باتیں خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں اور ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ پر موجود ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ ؓ سب سے بڑے حافظ الحدیث ہیں (بخاری

جلد۱ صفحہ۲۲)۔ حضرت عبداللہ بن عباس کو دین کی فقہ اور حکمت عطا ہوئی (بخاری جلد۱ صفحہ۵۳۱) اور آپ ؓ افقہ الناس ہیں یعنی تمام لوگوں سے بڑے فقیہہ۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ عبداللہ بن مسعود سے قرآن سیکھو (بخاری جلد۱ صفحہ۵۳۱)۔ حضرت حذیفہ نبی کریم ﷺ کے ہمراز ہیں جسے ان کے سوا کوئی نہیں جانتا (بخاری جلد۱ صفحہ۵۳۱)۔ رضی اللہ عنہم

اسی لیے ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے حدیث باب العلم کی شرح میں لکھا ہے کہ ای باب من ابواب العلم یعنی مولا علی علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔ لہٰذا باب العلم ہونا مولائے کائنات کی فضیلت کا ثبوت ضرور ہے مگر یہ افضلیت کا ثبوت نہیں۔

اسی طرح یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ اولاً تو اس حدیث کو ذہبی نے موضوع لکھا ہے۔ ثانیاً اگر مان بھی لی جائے تو حضور کریم ﷺ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھتے تھے اور مسکراتے تھے اور وہ دونوں حضور ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے تھے (ترمذی جلد۲ صفحہ۲۰۸)۔ کعبہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ ماں باپ کی طرف محبت کی نظر سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اور اللہ کے ولی کی نشانی ہی یہ ہے کہ جب اسے دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے۔ لہٰذا اس میں مولا علی ؓ کی فضیلت موجود ہے مگر یہ آپ کا خاصہ نہیں۔

یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ صرف علی کا ذکر عبادت ہے حالانکہ حضور ﷺ نے جس طرح اپنی نعت سنانے کا حضرت حسان ؓ کو حکم فرمایا۔ اسی طرح ایک دن پوچھا قلت فی ابی بکر شیا کیا تم نے ابوبکر کی منقبت لکھی ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں (قل حتی اسمع)۔ انہوں نے وہ منقبت سنائی (مستدرک حاکم جلد۳ صفحہ۲۹۳ وصفحہ۲۸۰)۔

نیز فرمایا اپنی محافل کو نبی پر درود پڑھ کر سجایا کرو اور عمر کا ذکر کر کے سجایا کرو (کشف الغمہ امام عبدالوہاب، شعرانی جلد۱ صفحہ۳۲۴)۔ مستدرک میں سیدنا ابن مسعود ؓ کا ایک زبردست قول موجود ہے کہ اذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمر یعنی جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کی بات ضرور کرو (مستدرک حاکم جلد۳ صفحہ۳۰۸)۔ خود مولا علی ؓ فرماتے ہیں کہ اذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمر (طبرانی اوسط، تاریخ الخلفاء صفحہ۹۴) بلکہ تمام صالحین کے بارے میں فرمایا کہ تذکرۃ الصالحین کفارۃ للسیئات یعنی صالحین کا تذکرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں بھی مولا علی ؓ کی فضیلت موجود ہے مگر یہ آپ ؓ کا خاصہ نہیں۔

داماد رسول ہونا بھی آپ ﷺ کی فضیلت ہے اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کا خاصہ نہیں بلکہ حضرت عثمانِ غنی ﷺ اس پوری کائنات میں واحد ایسی شخصیت ہیں جنہیں کسی نبی کی دو شہزادیوں کا شوہر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ہاں اس میں ایک پہلو سیدۃ النساء علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی جہت سے خاصیت کا موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور اسے ہم آپ ﷺ کے خصائص میں بیان کر چکے ہیں۔

اسی طرح علی منی و انا من علی کو بھی مولا علی ﷺ کا خاصہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ یہی الفاظ سیدنا امام حسین ﷺ کے بارے میں بھی موجود ہیں (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۸)۔ یہی الفاظ سیدنا عباس بن عبدالمطلب ﷺ کے بارے میں بھی موجود ہے اور کتاب وہی ترمذی ہے (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۰)۔ یہی الفاظ پورے قبیلہ اشعری کے بارے میں بھی موجود ہیں الاشعریون ھم منی و انا منھم (بخاری جلد۲ صفحہ ۲۶۹، مسلم جلد۲ صفحہ ۳۰۳)۔ بلکہ عین یہی الفاظ سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ کہ فرمایا ابو بکر منی انا منہ یعنی ابوبکر مجھ سے ہے اور میں ابوبکر سے ہوں (کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۸، صواعق محرقہ صفحہ ۶۹)۔

بلکہ اہل علم کی توجہ کے لیے عرض ہے کہ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم میں منھم کے لفظ پر غور فرمائیں اور اسکے برعکس ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعا لست منھم پر بھی غور فرمائیں۔ بعض احادیث مثلاً من غش فلیس منی جیسے الفاظ پر غور فرما لیجیے انشاء اللہ العزیز سینہ کھل جائے گا کہ کس طرح بات کا بتنگڑ بنا دیا گیا ہے۔ تاہم اس میں بھی مولا علی ﷺ کی فضیلت ضرور موجود ہے مگر یہ بھی آپ ﷺ کا خاصہ نہیں اور نہ ہی افضلیت کا ثبوت ہے۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ ﷺ کو اپنا بھائی قرار دیا تھا۔ یہ آپ کا خاصہ ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے صدیق اکبر کو بھی اپنا بھائی قرار دیا ہے ولکن اخی و صاحبی (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۶، مسلم جلد۲ صفحہ ۲۷۳)۔

سیدنا فاروق اعظم ﷺ کو فرمایا اشرکنا یا اخی فی دعائک یعنی اے میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۵)۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق کو نبی کریم ﷺ کا بھائی قرار دیا (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۱۸)۔ لہٰذا یہ بھی مولا علی ﷺ کا مطلق خاصہ نہیں۔ ہاں مواخات مدنیہ کی خصوصی جہت میں مولا علی ﷺ ہی کو

اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف واعزاز حاصل ہے۔ مواخات کا یہ مخصوص گوشہ چچازاد بھائی ہونے کے سبب اور آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس میں پرورش پانے کے سبب اور دیگر فضائل کی وجہ سے ہے نہ کہ افضلیت کی وجہ سے۔ ان سب فضیلتوں کے پیش نظر مولا علی ہی اس موقع پر حضور ﷺ کے بھائی بنتے تو بات جچتی تھی۔ لہٰذا اس میں بھی مولا علی ؓ کی بڑی پیاری فضیلت موجود ہے مگر یہ آپ کی افضلیت کا ثبوت نہیں۔

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مولا علی کا بغض منافقت کی نشانی ہے اور آپ کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔ یہ بات بالکل حق ہے مگر یہ آپ ؓ کا خاصہ نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ **آیة الایمان حب الانصار و آیة النفاق بغض الانصار** انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار کا بغض منافقت کی نشانی ہے (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۴)۔ **حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضهما نفاق** یعنی ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض منافقت ہے (کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۸)۔ ایک شخص سیدنا عثمان غنی سے بغض رکھتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی (ترمذی، المستند صفحہ ۲۹)۔ اسی طرح تمام کے تمام صحابہ علیہم الرضوان کے بارے میں فرمایا کہ **من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم** یعنی جس نے ان سے محبت رکھی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے ان کو محبوب جانا اور جس نے ان سے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)۔

اسی طرح کی احادیث کو پس پشت ڈال کر خوارج والی منافقت کے سواء باقی ہر طرح کی منافقت کو روا کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ جس طرح خروج منافقت ہے اسی طرح رافضیت بھی منافقت ہے اور جمیع صحابہ واہل بیت کی محبت صحیح ایمان ہے۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات لکھ رہے ہیں کہ مولا علی ؓ کے جو فضائل اہل سنت کی کتب میں درج ہیں۔ انہیں روافض وتفضیلیوں نے متفق علیہ بنا ڈالا۔ اور باقی صحابہ کے فضائل خواہ کتنی کثرت سے اور کتنی ہی قوت سے کتبِ اہل سنت میں موجود ہوں اور صرف فضیلت پر ہی نہیں بلکہ افضلیت پر دلالت کر رہے ہوں، انہیں پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ یہ لوگ مولا علی ؓ کی فضیلت کو افضلیت بنا ڈالتے ہیں اور جب ہم افضلیت کی نفی کرتے ہیں تو اسے فضیلت کی نفی پر محمول کرتے ہیں۔ ان کا یہ فریب خوب سمجھ لو۔

دوسری طرف یہ بات بھی یادر کھنے کی ہے کہ جہاں بغضِ علی منافقت ہے وہاں حد سے زیادہ حبِ علی بھی سراپا بے ایمانی، ہلاکت اور تباہی ہے۔ اوران عاشقوں سے مولا علی ؓ خود بیزار ہیں۔ اس موضوع پر مولا علی کے ارشادات پہلے گزر چکے ہیں۔

ان نام نہاد عاشقوں کے ہاں محبت اور بغض کا معیار بھی عجیب ہے۔ ایک عاشق کہتا ہے کہ جو شخص علی کے ذکر کے ساتھ دوسرے صحابہ کی بات چھیڑ دے اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات مان لی اور دیگر صحابہ کا ذکرِ خیر کرنا چھوڑ دیا تو دوسرا عاشق بولے گا کہ جو شخص مولا علی کو ولایت میں اور علم میں خلفاء ثلاثہ سے افضل نہیں مانتا اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو تیسرا عاشق بولے گا کہ جو شخص کھل کر مولا علی کو خلفاء ثلاثہ سے افضل نہیں مانتا اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو چوتھا عاشق بولے گا کہ جو شخص خلفاء ثلاثہ پر تبرا نہیں بولتا اس کے دل میں علی کا بغض ہے۔ اگر آپ نے اس ظالم کی بات بھی مان لی تو اب بھی آپ کچے پکے عاشق ہیں اصل عاشق وہ ہے، جو علی کو نفس خدا، نفس رسول، جبریل کا استاد، وحی کا صحیح حقدار، تمام انبیاء سے افضل اور صحیح معنی میں حجۃ اللہ علی الخلق، اصلی قرآن کا جامع اور نبی کریم ﷺ کا مشکل کشا مانے اور تقیے کی باریکیوں کو سمجھ لے۔

ہمارے مذکورہ بالا الفاظ قابلِ غور اور معنی خیز ہیں۔ ہر کس و ناکس ان کے پسِ منظر میں پوشیدہ شیعی عقائد کو نہیں سمجھ سکتا اور جس شخص کا مطالعہ نہیں ہے وہ پاٹے خان نہ بنے اور اس پر قیاس آرائی اور طبع آزمائی نہ فرمائے۔ ہم دعوے کے ساتھ یہ بات عرض کر رہے ہیں کہ جو شخص شیعہ مذہب کے بارے میں نرم گوشہ رکھتا ہے وہ خود شیعہ ہے یا پھر اس نے اس مذہب کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔

اب فرمائیے کہ ہم کہاں تک بغضِ علی کے الزام سے بچنے کے لیے روافض کو راضی کرتے رہیں گے؟ اسی الزام سے بچنے کے لیے نا سمجھ اور غیر محقق سنیوں نے رافضی مذہب کو خود اپنے ہاتھ سے فروغ دیا ہے۔ یہ ان کی فرمائشیں پوری کرتے رہے اور ان کے مطالبات امریکہ کی طرح بڑھتے چلے گئے۔ اس موقع پر قران کی آیت یاد کیجیے۔ و لن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتھم یعنی یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کا مکمل دین قبول نہیں کر لیتے (البقرۃ: ۱۲۰)۔

لہٰذا اہل سنت سے درخواست ہے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں اپنا ضمیر مطمئن رکھیں۔ آپ کے دل میں مولا علی ﷺ کا بغض نہیں ہونا چاہیے بلکہ سچی محبت ہونی چاہیے بس۔ لوگ آپ کو محبِ علی مانیں یا نہ مانیں۔ لوگوں کو راضی کرنا آپ کے بس میں نہیں ہے۔ ان کے مطالبات کی فہرست طویل بھی ہے اور خطرناک بھی۔

خوارج کے ہاں انبیاء، اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی توحید ہے اور روافض کے ہاں صحابہ کرام پر تبرا بھیجنا حبِ علی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

صوفیاء کا فیصلہ:۔ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر تم تحقیق کے ساتھ کسی صوفی کا نام جاننا چاہتے ہو تو وہ ابوبکر صدیق ہے۔

ان اردت صوفیا علی التحقیق ان الصفا صفا الصدیق

(کشف المحجوب صفحہ ۳۲)

اب بتایئے داتا صاحب قدس سرہ نے ولایت میں یکتا کس کو قرار دیا؟

صوفیاء علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا صوفیانہ جملہ جو کسی صحابی کی زبان پر آیا تھا وہ صدیقی جملہ تھا کہ ابقیت لھم اللہ و رسولہ یعنی میں گھر میں اللہ اور اللہ کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہاں بھی فرمایئے ولایت میں یکتا کون نکلا؟

ولایت میں صدیق اکبر کی یکتائی کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

خاص اس سابقِ سیرِ قربِ خدا اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر غور فرمایئے۔ اس کا ایک ایک لفظ گوہر افشاں ہے۔ لفظِ خاص میں خصوصاً علیٰ افضل الصحابۃ بالتحقیق کے الفاظ کا انعکاس موجود ہے۔ سابقِ سیرِ قربِ خدا کے الفاظ میں ولایت باطنی کی باریکیوں کو سمو کر رکھ دیا گیا ہے۔ والسابقون السابقون کی طرف واضح اشارہ کر دیا گیا ہے اور اس میں صدیق کی سبقت ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔ اَوحد سے مراد یکتا ہے بلکہ احد سے مراد یکتا ہوتی ہے اور اَوحد اسی سے صیغہ تفضیل ہے۔ گویا صدیق کی یکتائی میں بھی مبالغہ پایا گیا۔ اور اَوحد کے ساتھ کاملیت کا لفظ لگا کر واضح فرما دیا کہ اس یکتائی کا تعلق ولایت باطنی اور کاملیت سے ہے نہ کہ خلافت ظاہری سے۔

فجزاہ اللہ خیرا ۔ جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں۔

تفضیلیوں کے سوال کا آخری ٹکڑا یہ تھا کہ ''اسی وجہ سے ولایتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمیٰ کے حامل افراد بھی آپ ﷺ کی اولاد میں سے ہیں''۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ان افراد کا مولا علی کی اولاد میں سے ہونا ضروری نہیں ہے۔ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم خود اپنے اپنے دور میں قطب الاقطاب تھے۔ ہم نے آپ کے الفاظ ولایتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمیٰ کی جگہ قطب الاقطاب کے الفاظ لکھے ہیں۔ اس فرق کو سمجھانا ہم پر لازم نہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ قطب الاقطاب کے الفاظ غوثیتِ عظمیٰ اور ولایت کبریٰ کی نسبت اس حقیقت کے لیے موزوں تر ہیں جس پر آپ نے ان کا استعمال کیا ہے۔

قطب الاقطاب اپنے دور میں حقیقتِ محمدیہ کا مظہر ہوتا ہے اور صدیقِ اکبر کا فرمانا کہ من کان منکم یعبد محمداً فان محمداً قدمات (بخاری جلد۲ صفحہ ۶۴۰) آپ کے اکمل صحو اور سلوک کا ثبوت ہے۔ آپ کا فرمانا کہ لست تارکا شیئا کان رسول اللہ ﷺ یعمل بہ (بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۵) وغیرہ آپ کی اسی قطبیت کی وجہ سے ہے۔

مولا علی نے خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور کریم ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ ایک عورت تھال میں کچھ کھجوریں لے کر آئی اور وہ کھجوریں نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا اور کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور مجھے اسی طرح فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں رکھ دی۔ یہاں میری آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شوق مجھے تڑپا رہا تھا اور کھجور کی مٹھاس میرے منہ میں تھی۔ میں نے وضو کیا اور مسجد کو چلا گیا۔ میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ انہیں اپنا خواب سناؤں۔ مگر میرے بولنے سے پہلے ایک عورت آ گئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا تھال تھا۔ وہ تھال عمر کے سامنے رکھ دیا گیا۔ عمر نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور اسی طرح فرمایا میں نے

عرض کیا جی ہاں۔ پھر باقی کھجوریں اصحاب رسول ﷺ میں تقسیم کر دی گئیں۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے مزید کھجور ملے۔ عمر نے فرمایا اے میرے بھائی اگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو ہم بھی آپ کو زیادہ دے دیتے۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا جو کچھ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے اللہ نے آپ کو اس کی اطلاع دے دی۔ عمر نے فرمایا اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے اسی طرح خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپ کے ہاتھ سے وہی ذائقہ اور لذت پائی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس سے ذائقہ اور لذت محسوس کی تھی (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۳۱، ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۸۔ ۱۶۹)۔ یہی قطب الاقطاب کا منصب ہے جو رسالت کا مظہر ہوتا ہے۔

ثانیاً خود علماء اہل سنت نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ وہ بارہ خلفاء جو نبی کریم ﷺ کے بعد تشریف لائیں گے ان میں سے پہلے چار کے نام ابوبکر، عمر، عثمان اور علی ہیں۔

ملاحظہ ہوں کتب عقائد مثلاً شرح فقہ اکبر وغیرہ اور فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵۔ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی الملفوظ میں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کو اپنے اپنے دور کے قطب قرار دیا ہے۔

ثالثاً ان کے بعد والے مقدس افراد بھی مولا علی ﷺ کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے سادات ہیں۔ اگر آپ کا زعم تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی اس کا سبب سیدۃ النساء ہیں نہ کہ مولا علی۔ ورنہ مولا علی کی اولاد دیگر ازواج میں سے کثرت سے موجود تھی اور آج بھی موجود ہے۔ بلکہ روافض نے ایک خاص پروپیگنڈے کے تحت صرف حسینی سادات کو اس مقصد کے لیے مشہور کر رکھا ہے۔ حسنی سادات تو کجا انہیں امام حسن سے ہی بغض ہے۔ ان کے نزدیک ایں مثل پدرش کا فرشد۔ معاذ اللہ

انہیں حضور قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے بھی اسی لیے بغض ہے کہ آپ قدس سرہ حسنی سید ہیں۔

رابعاً اسی وجہ سے بارہ خلفاء کو قریشی کہا گیا ہے نہ کہ ہاشمی۔

خامساً اگر آپ کی مراد ان بارہ خلفاء علیہم الرضوان کے علاوہ اولیائے امت ہیں تو انکے مولا علی کی اولاد میں محصور ہونے پر آپ کے پاس کون سی نص موجود ہے؟

سادساً ولایت میں افضلیت اور یکتائی کو اولادِ امجاد میں قطبیت کے اجراء کا سبب قرار دینا بھی عجیب رافضیانہ بلکہ یہودیانہ حرکت ہے۔ ہم نے اسے رافضیانہ حرکت کیوں کہا اور یہودیانہ حرکت کیوں کہا؟ خرد و مطالعہ باید

تفضیلیوں کا تیسرا سوال

مولا علی ؓ تمام اولیاء کے سردار ہیں اور اکثر سلاسل آپ ؓ سے ہی چلتے ہیں۔

جواب :۔ بلاشبہ مولا علی اولیاء کے سردار، سرتاج، بادشاہ اور ولایت کے قاسم ہیں۔ ہمارے استاد حضرت مولانا علی بخش صاحب چانڈیو قدس سرہ الاقدس فرماتے ہیں۔

گر فتم نامۂ خود سیاہ با فحش

چہ باکم چوں مرا مولا علی بخش

اپنا نام علی بخش نہایت حسین طریقے سے شعر میں لائے ہیں۔ لیکن اولاً تو یہ مسئلہ خالص کشفی اور روحانی ہے جس پر قرآن وسنت سے واضح نص موجود نہیں ہے اور عقائد کی بنیاد کشف پر نہیں رکھی جاسکتی اور نہ ہی پوری امت کو کشفی معاملات کا مکلف ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: تفضیلِ شیخین امریست ماخوذ از شرع و حاصلِ بحث آں است کہ از جہت شرع فضلِ کلی شیخین را حاصل است پس دریں مباحثہ ادلۂ شرع از کتاب و سنت و اجماع و قیاس ذکر می باید کرد نہ مکاشفاتِ صوفیہ زیرا کہ از مکاشفاتِ صوفیہ ہیچ حکمی شرعی ثابت نہ می شود یعنی شیخین کی افضلیت ایسا مسئلہ ہے جو شریعت سے ماخوذ ہے اور بحث کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کے مطابق شیخین کو فضیلت کلی حاصل ہے۔ بس اس پر بحث کرتے وقت قرآن وسنت واجماع وقیاس سے شرعی دلائل پیش کرنے چاہییں نہ کہ صوفیاء کے مکاشفات۔ جان لو کہ صوفیاء کے مکاشفات سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا (قرۃ العینین صفحہ ۳۱۸، ۳۱۷)۔

عوام کا صوفیاء کے مکاشفات کو سمجھنا، خود صوفیاء کا اپنے مکاشفات کو سمجھنا، کشف کا صاحبِ کشف کے ظرف کے مطابق محدود ہونا، کشف کا بذاتِ خود ایک حجاب ہونا اور مکاشفات

کا شرعی حجت نہ ہونا ایسے دقائق اور لطائف ہیں کہ ہم ان پر مفصل بحث نہیں کرنا چاہتے البتہ اشارۃً ہم نے بہت کچھ عرض کر بھی دیا ہے۔اس قسم کی باتیں کر کے شریعت کا ڈسپلن خراب کرنے والے لوگ حبیبِ کریم ﷺ کی امت سے اچھا سلوک نہیں کر رہے۔

وہ جو تفضیلی صاحب نے **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** سے استدلال فرمایا ہے انہوں نے متعدد احتمالات میں سے اپنے مرضی کا احتمال اور وہ بھی مرجوح بلکہ مردود احتمال بلکہ رافضیوں کا موقف اختیار کر کے اسے نص بنا ڈالا ہے جیسے اس حدیث کا یہی مفہوم حرفِ آخر ہو۔ دعویٰ کیسا باغیانہ تھا اور پھر اس پر دلیل کیسی فارق اور غیر متعلق ہے۔

ثانیاً اگر کشف کا اعتبار کر لیا جائے تو پھر بھی یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے سے بعد والے اولیاء کے سردار ہیں، اپنے سے پہلے والے خلفاء راشدین کے نہیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ جس طرح غوثِ اعظم وقطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی تمام اولیاء کے سردار ہیں۔ مگر اپنے سے پہلے والوں کے نہیں۔ وہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کے سردار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ سب حضور غوث پاک قدس سرہ کے سردار ہیں۔ ثالثاً چونکہ اس مسئلے کا تعلق قرآن وسنت کی نص سے نہیں بلکہ صوفیاء کے کشف سے ہے لہٰذا ہم کامل ترین صوفیاء کے فیصلے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور ان کے کشف بیان کر کے آپ کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صوفیاء کے یہ فیصلے اور کشف قرآن وسنت کے عین مطابق بھی ہیں۔

(۱)۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **ومنهم من يكون ظاهر الحكم ، و يحوز الخلافة الظاهرة ، كما حاز الخلافة الباطنة من جهة المقام كابى بكر و عمر و عثمان و على و الحسن و معاوية بن يزيد و عمر بن عبدالعزيز و المتوكل ، و منهم من له الخلافة الباطنة خاصة ولا حكم له فى الظاهر كاحمد بن هارون الرشيد السبتى و كابى يزيد البسطامى ، و اكثر الاقطاب لا حكم لهم فى الظاهر** یعنی بعض اولیاء ایسے ہیں جن کی حکومت ظاہر ہوتی ہے اور انہیں مرتبے اور مقام کے لحاظ سے جس طرح خلافت باطنی عطا ہوتی ہے اسی طرح خلافت ظاہری بھی عطا ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ بن یزید، عمر بن عبدالعزیز اور متوکل۔ ان میں بعض ایسے ہوتے ہیں جنہیں صرف خلافت باطنی عطا ہوتی ہے اور ظاہری حکومت نہیں ملتی، جیسا کہ حضرت احمد بن ہارون

الرشید سبتی، ابویزید بسطامی اور اکثر قطب (فتوحات مکیہ باب ۷۳ جلد ۲ صفحہ ۹)۔

یہ تھے شیخ اکبر قدس سرہ جو اللہ کریم جل شانہ اور نبی کریم ﷺ سے پوچھ پوچھ کر کتابیں لکھنے کے عادی تھے۔ اب بتایئے شیخ اکبر کے چاروں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے حق میں خلافت ظاہری اور باطنی دونوں تسلیم کرنے کے بعد آپ کے پاس انکار کا کونسا چارہ باقی رہ گیا؟

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کی یہی عبارت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب قرۃ العینین کے صفحہ ۳۲۲ پر نقل فرمائی ہے۔

(۲)۔ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

رہی یہ بات کہ بیعت کے تمام سلسلے علی مرتضٰی ﷺ تک پہنچتے ہیں اور کسی اور تک نہیں پہنچتے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات نے کسی شخص کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا ہے کہ اسکو رسول اللہ ﷺ کی جگہ بٹھاتے۔ اس لیے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کے اپنے خلفاء موجود ہیں، خلیفہ کے خلیفہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول کی جگہ بیٹھے اور چونکہ مولا علی پر خلافت ختم ہوئی۔ انہوں نے مجبوراً حضرت حسن بصری کو اپنا خلیفہ بنایا اور اپنی جگہ پر بٹھایا۔ پھر ان سے یہ سلسلے پیدا ہوئے جو سب مولا علی تک پہنچتے ہیں۔ تو علی مرتضٰی کی خلافت کی باری کا موخر ہونا، یہ سبب بنا تمام سلسلوں کے آپکی جانب لوٹنے کا اور اگر ان حضرات میں سے کوئی اور متاخر ہوتا تو تمام سلسلوں کا مرجع وہی ٹھہرتا (سبع سنابل صفحہ ۷۸)۔

واضح رہے کہ یہ کتاب سبع سنابل روحانی طور پر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کر چکی ہے۔

(۳)۔ اللہ کریم جل مجدہٗ کا قرب حاصل کرنے کے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ انبیاء علیہم السلام کا ہے اور دوسرا راستہ اولیاء علیہم الرضوان کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے طریقے سے جو قرب حاصل ہوتا ہے اسے قرب نبوت کہتے ہیں۔

اور اولیاء علیہم الرضوان کے طریقے سے جو قرب حاصل ہوتا ہے اسے قرب ولایت کہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حضرات شیخین کے کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کے مشابہ ہیں اور صاحبانِ ولایت کا ہاتھ شیخین کے کمالات کے دامن سے کوتاہ ہے اور اہل کشف کے کشف ان کے کمالات کے درجوں کی بلندی کے باعث نصف راہ میں ہے۔ ولایت کے کمالات شیخین کے

کمالات کے مقابلہ میں مطروح فی الطریق (راہ میں پھینکے ہوئے) کی طرح ہیں۔ کمالاتِ ولایت ، کمالاتِ نبوت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی طرح ہیں۔ پس مقدمات کو مقاصد کی کیا خبر ہے اور مطالب کو مبادی سے کیا شعور۔ آج یہ بات عہدِ نبوت سے بُعد کے باعث اکثر لوگوں کو ناگوار اور قبول سے دور معلوم ہوتی ہے لیکن کیا کیا جائے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند　　　ہر چہ استادِ ازل گفت ہماں میگویم

ترجمہ:۔ مجھے طوطی کی طرح آئینے کے پیچھے رکھ دیا گیا ہے۔ استادِ ازل جو کچھ فرما رہا ہے میں وہی کہہ رہا ہوں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ اس گفتگو میں علمائے اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے ساتھ موافق ہوں اور ان کے اجماع سے متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے استدلالی علم کو مجھ پر کشفی، اور ان کے اجمالی کو مجھ پر تفصیلی کیا ہے۔

اس فقیر کو جب تک کہ مقامِ نبوت کے کمالات تک نہ پہنچایا اور ان کے کمالات سے کامل حصہ نہ دیا تھا، تب تک شیخین کے فضائل پر کشف کے طور پر اطلاع نہ بخشی تھی اور تقلید کے سوائے کوئی راستہ نہ دکھایا تھا (مکتوبات امام ربانی جلد ا مکتوب نمبر ۲۵۱)۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

یہ لوگ کیا کریں۔ انہوں نے دائرہ ولایت سے باہر قدم رکھا ہی نہیں اور کمالاتِ نبوت کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ انہوں نے ولایت کے نصف حصہ کو جو اسکے عروج کی جانب ہے تمام ولایت خیال کیا ہے اور دوسرے نصف حصے کو جو اسکے نزول کی جانب ہے مقامِ نبوت تصور کیا ہے۔

چو آں کرمے کہ در سنگے نہاں است　　　زمین و آسمان او ہماں است

ترجمہ:۔ وہ کیڑا جو کہ پتھر میں نہاں ہے　　　وہی اس کا زمین و آسماں ہے

(مکتوبات امام ربانی جلد ا مکتوب نمبر ۳۰۱)۔

ایک تفضیلی نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک راہ وہ ہے جو قربِ ولایت سے تعلق رکھتی ہے اور ان بزرگوں کے پیشواء اور منبعِ فیض سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ لیکن افسوس کہ تفضیلی صاحب نے یہ مکتوب آگے پیچھے سے کاٹ کر نقل کیا ہے۔ اس سے پہلے یہ لکھا ہے کہ ایک راہ وہ ہے جو قربِ نبوت سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ شیخین راہِ

اول سے واصل ہیں (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب نمبر ۱۲۳)۔

(۴)۔ حضرت سیدی شیخ عبدالعزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: ان الایمان باللہ تعالی کان فی النبی ﷺ علی کیفیة خاصة لو طرحت علی اهل الارض صحابة و غیرهم لذابوا وورث ابو بکر رضی اللہ عنه من تلک الکیفیة شیئا قلیلا علی قدر ما تطیقه ذاتة و مع ذالک لم یکن فی امة النبی ﷺ من یطیق ابا بکر فی ذلک ولا من یدانیه ولا من الصحابة ولا من غیرهم من اهل الفتح الکبیر لان النبی ﷺ بلغ فی اسرار الالوهیة و حقائق الربوبیة و دقائق العرفان مبلغا لا یکیف ولا یطاق و کان یتکلم مع ابی بکر فی البحور التی کان یخوضها علیه الصلوة والسلام فارتقی ابو بکر المرتقی المذکور و مع ذلک فکان النبی ﷺ فی الثلاث سنین الاخیرة لا یتکلم معه فی تلک الحقائق خیفة علیه ان یذوب یعنی نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالی پر ایمان ایسی خاص کیفیت سے تھا کہ اگر وہ تمام اہل زمین کی طرف پھینکا جائے تو پگھل کر رہ جائیں خواہ صحابہ ہوں یا کوئی اور۔ اس کیفیت میں سے حضرت ابوبکر کو ان کی برداشت کے مطابق تھوڑا سا حصہ ملا تھا۔ اس کے باوجود یہ فیض اتنا زیادہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں ایک شخص بھی حضرت ابوبکر کا فیض برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی آپ کے قریب آنے کی طاقت رکھتا تھا، خواہ صحابہ میں سے ہو یا انکے علاوہ فتح کبیر کے افراد میں سے ہو۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ اسرارِ الوہیت، حقائق ربوبیت اور دقائق عرفان میں ایسی بلندی پر پہنچے ہیں جسے نہ کوئی بیان کر تا سکتا ہے اور نہ وہاں پہنچ سکتا ہے۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر کے ساتھ معرفت کے ان سمندروں سے متعلق گفتگو فرماتے تھے جس میں آپ غوطہ زن رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر مذکورہ مرتبے تک ترقی کر گئے تھے مگر اسکے باوجود نبی کریم ﷺ آخری تین سالوں میں ان سے بھی ان حقائق پر گفتگو نہیں فرماتے تھے کہ کہیں وہ پگھل نہ جائیں (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ بحوالہ الابریز)۔

اب فرمایئے! آپ نے افضلیتِ صدیق کو کہاں تک محدود کر دیا تھا اور حضرتِ دباغ علیہ الرحمہ کیا فرما رہے ہیں؟ یہ وہ بزرگ ہیں جن کے پاس علم لدنی ہے اور بظاہر کسی استاد کے پاس نہیں پڑھے۔ پھر اس عبارت کے ناقل کا نام نامی علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمت اللہ علیہ ہے جن کی گرد کو بھی آپ کی خطیبانہ گرج نہیں پہنچ سکتی۔

(۵)۔ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں ایسے فنا ہیں کہ آفتابِ رسالت کے حظیرۂ قدس کے اندر موجود ہیں اور ان کا زمانہ خلافت رسالت ہی کا تتمہ ہے۔ اسی لیے جن علاقوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونا آپ ﷺ نے مشاہدہ فرمالیا تھا وہ علاقے شیخین ہی کے دور میں فتح ہوئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مثال مہتاب جیسی ہے جو آفتاب سے جدا وجود رکھتا ہے مگر آفتابِ رسالت سے ہی نور حاصل کررہا ہے۔

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے آسان ترین راستہ یہ ہے کہ آج بھی شیخین کے مزارِ اقدس اسی حبیبِ کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کے اندر اسکے حظیرۂ قدس میں موجود ہیں۔ روضۂ رسول ﷺ کی زیارت سے روضۂ صدیق اور روضۂ عمر کی زیارت خود بخود ہوجاتی ہے۔ اسی لیے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نبی کریم ﷺ کے قریب وہی لوگ تھے جو آج بھی حضور کے ساتھ آرام فرمارہے ہیں۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: خلقت انا وابوبکر و عمر من طينة واحدة یعنی میں ابوبکر اور عمر ایک ہی طینت سے پیدا کیے گئے ہیں (کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۵۹)۔ تقریباً یہ ساری بحث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین کے آخری صفحے پر لکھی ہے۔ جسے سمجھانے کے لیے ہم نے چند احادیث اور مثالوں کا اضافہ کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے اپنے الفاظ اس طرح ہیں کہ ایامِ خلافتِ شیخین ایامِ نبوتِ آنحضرت است و ایامِ ولایتِ مرتضیٰ ایامِ دورۂ ولایت است، در صدیق تشبہ باعتبارِ فنا و انعکاسِ اشعہ بیشتر یافتم یعنی شیخین کی خلافت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ہے اور خلافتِ مرتضیٰ کا زمانہ ولایت کا زمانہ ہے۔ میں نے فنائیت اور شعاؤں کے انعکاس کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ سے مشابہت صدیق میں زیادہ دیکھی ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۳۱)۔

فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفا عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

ان عبارات کو بار بار پڑھیے۔ واضح ہوجائے گا کہ افضلیتِ شیخین کا تعلق محض خلافتِ ظاہری سے نہیں بلکہ ولایت باطنی سے بدرجہ اولیٰ ہے مگر پتھر کے کیڑے کو ان باتوں کی کیا خبر۔

(۶)۔ حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: یہ بات کہنے والے شیعہ ہیں کہ حضرت علی تمام صحابہ سے زیادہ طریقت کے عالم ہیں اور اسی لیے تمام سلاسل آپ سے چلتے ہیں۔ آپ کی اصل عبارت یہ ہے **ما حکی عن احمد الزورقی احد مشائخ المغاربة اختلف فی ان هذا التفضیل فی الظاهر والباطن معا او فی الظاهر فقط انتهی وهو اشارة الی قول بعض المتشیعة غیر الغلاة ان علیا اعلم بعلم الطریقة من سائر الصحابة ولذا ینتهی الیه سلاسل الصوفیة** (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

اب فرمایئے یہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ اور یہ کیا فرمارہے ہیں؟ یہ وہ ہستی ہیں جو امی ہیں یعنی ظاہری طور پر کسی استاد سے نہیں پڑھا بلکہ حضرت خضر علیہ السلام کی توجہ سے باطنی علوم حاصل کیے ہیں اور دو سو ستر علوم کے ماہر ہیں جو اس دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ایسی ہستی ولایت باطنی کے مسئلے کو آپ لوگوں سے بہتر جانتی ہوگی۔ یہ فرمارہے ہیں کہ مولا علی کو علم طریقت میں افضل جاننا اور آپ سے سلاسلِ طریقت کے جاری ہونے کو اس پر دلیل بنانا بعض شیعہ کا لبادہ اوڑھنے والے لوگوں کا قول ہے جو کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

(۷)۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قدوۃ الاولیاء سیدنا ابوالحسین احمد النوری قدس اللہ سرہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب توفیق الٰہی، ہدایت اور عنایت ازلی تربیت فرماتی ہے تو بندہ دامنِ شریعت کو مضبوط تھام کر مناہج سلوک میں گرم جولان ہوتا ہے اور از انجا کہ یہاں کارِ عام غیر حق سے انقطاع و تبتل ہے، لہٰذا پہلی منزل تصحیح خیال و تصفیۂ تصور کی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لطیف تدبیروں اور پیاری تصویروں سے جی بہلا کر پریشان نظری کی عادت چھڑاتے اور کشاکشِ این و آں سے نجات دے کر نقشِ احدیث لوحِ دل میں جماتے ہیں **رزقنا الله بجاه مشائخنا الکرام قدست اسرارهم آمین**۔ اس سفر کو سیر الی اللہ اور اسکے منتہیٰ کو مقام فنافی اللہ کہتے ہیں۔ اس مرحلہ کے طے میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں **لا نفرق بین احد من رسله** کی طرح **لا نفرق بین احد من اولیائه** کہا جاتا ہے۔ جب ماسوی اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اور اسکے لیے انتہا نہیں ہے اور یہیں تفاوتِ قرب جلوہ گر ہوتا ہے۔ جس کی سیر فی اللہ زائد، وہی خدا سے زیادہ نزدیک۔ پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوتِ خلق کے لیے تنزلِ ناسوتی عطا فرماتے

ہیں۔ اسکا نام سیر من اللہ ہے۔ ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلۂ طریقت جنبش میں آتا ہے۔ یہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے اور نزدیکی و بالا روی میں تفوق ہاتھ آئے۔ اگرچہ یہ ایک فضل جداگانہ تھا جو انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا۔ آخر نہ دیکھا کہ حضرت مولیٰ ﷺ کے خلفاءِ کرام میں حضرت امام حسین و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی و مرتبۂ ارشاد و تکمیل ملا اور حضرت امام حسن سے کوئی سلسلہ جاری و مشتہر نہ ہوا حالانکہ قرب و ولایت امام مجتبیٰ، قرب و ولایتِ خواجہ سے بالیقین اتم و اعلیٰ اور واضح احادیث سے امام حسین شاہزادۂ گلگوں قبا پر بھی ان کا فضل ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین قلمی صفحہ ۲۲)۔

(۸)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگلے وقتوں میں صحبت اور رفاقت سے ہی فیض جاری ہوتا تھا۔ اگر بیعت اور صحبت کا اعتبار کیا جائے تو شیخین کے سلاسل مولائے مرتضیٰ سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ خود سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کو بھی شیخین سے فیض پہنچا ہے (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین صفحہ ۳۰۰)۔

(۹)۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودہ اند و حضرت امیر حامل کمالاتِ ولایت یعنی محقق صوفیاء نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کمالاتِ نبوت کے حامل تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کمالاتِ ولایت کے حامل تھے (تحفہ اثنا عشریہ باب نمبر ۷ صفحہ ۲۱۴)۔

(۱۰)۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام سے کمالاتِ نبوت کا فیض اور برکت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اور کمالاتِ ولایت کے فیوض حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امت کو ملتے ہیں (دین مصطفےٰ صفحہ ۲۱۳)۔

یقول الفقیر غفرلہ اللہ الغفار جس طرح خلافت ظاہری اور ولایت باطنی کی تفریق قرآن و سنت اور اجماع امت سے بیگانہ ہے اسی طرح کمالاتِ نبوت کا شیخین کے ہاتھوں عطا ہونا اور کمالاتِ ولایت کا سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھوں عطاء ہونا بھی اصول شرعیہ سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ یہ باتیں روحانی طور پر کسی کو معلوم ہو جائیں تو ہوا کریں بارک اللہ۔ لیکن انہیں بنیاد

بنا کر شیخین کی افضلیت کلی یا مولا علی کی افضلیت جزوی ثابت کرنا خلافِ تحقیق ہے۔ تاہم علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کم از کم کسی فساد کو مستلزم نہیں بلکہ تفضیل کی جڑھ کاٹ کر دکھا رہی ہے اور شیخین کی افضلیت کو ثابت کرنے کی حد تک قرآن، سنت، اجماع امت اور صوفیاء کے کشف کے عین مطابق ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱۱)۔ تصوف کی معروف کتاب التعرف میں ہے کہ اجمع الصوفية على تقديم ابى بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم یعنی تمام صوفیاء کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ ابوبکر سب سے افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

(۱۲)۔ حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ صدیق اکبر کی شان میں فرماتے ہیں: شیخ الاسلام، خیر الانام بعد از انبیاء علیہم السلام، امام وسید اہل تجرید، شہنشاہِ اربابِ تفرید، از آفاتِ انسانی بعید، امیر المومنین حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان الصدیق، حقائق ومعارف میں آپ کی کرامات مشہور اور علامات وشواہد ظاہر ہیں...... مشائخ عظام آپ کو اربابِ مشاہدہ کا سردار قرار دیتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ارباب مجاہدہ کا پیشوا سمجھتے ہیں...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں۔ اور کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ آپ سے آگے قدم رکھے...... جب خداوند تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو کمال صدق کے مقام پر فائز کرتا ہے اور اسے مقام تمکین پر متمکن کرتا ہے تو وہ فرمانِ الٰہی کا منتظر رہتا ہے کہ آیا اسے فقیری کا حکم ہوتا ہے یا امیری کا۔ اگر امیری کا حکم ہوتا ہے تو وہ امارت اختیار کرتا ہے اور اس میں اپنے تصرف یا اختیار کو دخل نہیں دینے دیتا۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابتدا سے انتہا تک فقر اور تسلیم و رضا کو پسند کیا۔ اس لیے صوفیائے کرام جن کے امام ومقتدا صدیق اکبر ہیں ان کا مسلک بھی یہی فقر اور تسلیم ورضا ہے اور وہ امارت وریاست کی تمنا نہیں کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ عام مسلمانوں کے بھی دینی امام ہیں اور اس طریقت پر چلنے والوں کے خاص امام ہیں (کشف المحجوب صفحہ ۶۷ تا ۶۹)۔

حضرت داتا صاحب قدس سرہ العزیز ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ان الصفا صفة الصديق ان اردت صوفيا على التحقيق

ترجمہ:۔ اگر تم صوفی کے بارے میں تحقیق جاننا چاہتے ہو تو سن لو، اگر کوئی صوفی کی صفت کا حامل ہے تو وہ ابوبکر صدیق ہے (کشف المحجوب صفحہ ۳۲)۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمۃ نے صدیق اکبر کی خلافت کو محض سیاسی اور فرش تک محدود ماننے والوں اور مولا علی ﷺ کو صدیق کے مقابلے پر ولایت میں یکتا کہنے والوں کا ناس مار دیا ہے۔

تفضیلیوں کے پہلے تین سوالوں کے جواب آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ دراصل یہ ایک ہی سوال تھا جس کا جواب آسان بنانے کے لیے ہم نے اسے تین اجزاء میں تقسیم کر دیا۔ اب آخر میں امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی طرف سے ان ظالموں پر علمی تعزیر کے تازیانے برستے ہوئے دیکھیے اور عبرت پکڑتے ہوئے انہیں میدان جزاء میں تنہا چھوڑ دیجیے۔ فاضل بریلوی قدس سرہ رقم طراز ہیں:

عجب تماشا ہے فرقہ تفضیلیہ جن کے قلوب تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اتباع کتاب وسنت واجماع امت وعلماءِ اہل حق کے لیے منشرح نہیں ہوتے اور دلائل قاہرہ کی تابشیں دل کو گونہ نرم بھی کرتی ہیں تو یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور بایں ہمہ سنیت وہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا۔ اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید توجیہیں، رکیک تاویلیں نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سنیوں کے سر ڈھالتے ہیں کہ ان کے مذہب کا یہی محصل ہے۔ پھر بعنایت الٰہی اہل حق کی ہمت بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور طرہ یہ کہ جس سے سنیئے نئی تقریر تراشے گا اور اسکے مذہب سنیاں ہونے کا دعویٰ کر دے گا گویا مذہب اہل سنت ایک تصویر مومی کا نام ہے جسے جیسا چاہیے پلٹا دے لیجیے۔ بعض صاحبوں نے تو وہ تنقیح بلیغ کی کہ جس کی خدمت گزاری تنبیہ سابق میں گزری۔ اور حضرات کے ذہن رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدہ اہل سنت کو یوں شرفِ تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کلام کی شرح انکی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت ابوبکر و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ الکریم کہ

سلاسل اہل طریقت جناب ولایت مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر۔ تو اس وجہ سے یہ افضل اور اس وجہ سے وہ۔ اقول و ربی یغفرلی یہ ایک کلام ہے کہ عالم اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجیے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی تامحرر سے خالی ہوتے ہیں۔ اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنا گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خبط بے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ۔ یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجہتِ خلافت افضل ہوئے۔ اسی طرح انتہائے سلاسل سلوک کا باعث تفضیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق کما ھرمنا فی التبصرۃ الرابعۃ۔ اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی ہے تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور و شغب ہوتا، سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے۔ اہل سنت ترتیب فضیلت میں انبیاء کے بعد شیخین کو گنتے، ہر جمعہ کو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر الصدیق خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیاء و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہل آسمان و زمین فرمایا جاتا۔ مولیٰ علی کو اپنی تفضیل سے بایں شدو مد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا۔ یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہوں اس لیے مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں من رضیہ رسول اللہ ﷺ لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا یعنی نبی کریم ﷺ نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے پسند نہ کریں۔ پھر اس میں افزونی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا؟ اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بے چارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولا علی نے اسی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اس کا جواب تنبیہ سابق سے لیجیے (مطلع القمرین صفحہ ۵۴، ۵۵، ۵۶)۔

آخر میں ہم یہ سوال بھی پوچھنا چاہیں گے کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرعے کا کیا مطلب ہے؟

غوث قطب سب اُرے اُریرے تے عاشق جان اگیرے ہو

تفضیلیوں کا چوتھا سوال

نبی اکرم ﷺ سے تین طرح کی خلافت جاری ہوئی۔ خلافتِ ولایت، خلافتِ سلطنت اور خلافتِ ہدایت۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تفہیماتِ الٰہیہ میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وراثت کے حاملین تین طرح کے ہیں: ایک وہ جنہوں نے آپ ﷺ سے حکمت وعصمت اور قطبیتِ باطنی کا فیض حاصل کیا، وہ آپ کے اہل بیت اور خواص ہیں۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے آپ ﷺ سے حفظ وتلقین اور رشد وہدایت سے متصف قطبیت ظاہری کا فیض حاصل کیا، وہ آپ ﷺ کے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے خلفاءِ راشدین اور عشرہ مبشرہ ہیں۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے انفرادی عنایات اور علم وتقویٰ کا فیض حاصل کیا، یہ وہ اصحاب ہیں جو احسان کے وصف سے متصف ہوئے (السیف الجلی علیٰ منکرِ ولایتِ علی (اعلانِ غدیر) ڈاکٹر محمد طاہر القادری مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور اگست ۲۰۰۷)۔

جواب: اولاً حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی عبارت نہ قرآن ہے نہ حدیث اور نہ اجماع۔ جب تک شاہ صاحب نے یہ عبارت نہ لکھی تھی اس وقت تک یعنی 12 سو سال تک امت کے عقائد کا دارومدار کس چیز پر تھا؟ ثانیاً شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ تقسیم تفضیلی کی تقسیم پر منطبق بھی نہیں ہورہی۔ اس لیے کہ انہوں نے پوری عبارت میں کہیں خلافت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا جب کہ قطبیت کا لفظ دونوں پر استعمال فرمایا ہے۔ قطبیتِ ارشادیہ اور قطبیتِ باطنیہ۔ اب ظاہر ہے کہ قطب الارشاد حکمران کو نہیں کہتے اور آج بھی بلکہ ہر دور میں قطب الارشاد موجود ہوتا ہے مگر اسکا حکمران اور سیاستدان ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ عدم انطباق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب نے قطبیتِ باطنی کا فیض حاصل کرنے والوں میں اہل بیت کے ساتھ خواص کو بھی شامل کیا ہے۔ خواص کا لفظ تفضیلی کو نظر کیوں نہیں آیا؟ اور خلفاء اربعہ سے بڑھ کر حضور کریم ﷺ کے خواص کون ہو سکتے ہیں؟ خصوصاً جن کے حق میں لو کنت متخذاً خلیلا وارد ہے ان سے بڑھ کر خاص کون ہوگا؟ اور اگر تفضیلی اسے عطف تفسیری بنائیں تو ہم عرض کریں گے کہ پھر دوسرے طبقہ میں حضرت شاہ صاحب نے خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہاں بھی خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ میں عطف تفسیری مراد لے کر دکھایئے۔ پہلے طبقہ میں اہل بیت خواص میں شامل ہیں مگر خواص صرف اہل بیت نہیں اور دوسرے طبقہ میں خلفاء اربعہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں مگر صرف خلفاء اربعہ ہی

عشرہ مبشرہ نہیں۔ عدمِ انطباق کی تیسری وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تیسرے طبقے کو احسان کے وصف سے متصف قرار دیا ہے۔ طالبِ علم بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ تصوف اور طریقت ہی کا دوسرا نام احسان ہے اور حدیثِ احسان کی صوفیانہ شرح کے مطابق ان لم تکن تراہ والی فنائیت ہی مرتبۂ احسان تک پہنچاتی ہے۔ دراصل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلافت کی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی یہ لفظ تلاش کرنے سے بھی انکی عبارت میں آپکو ملے گا، بلکہ انہوں نے روحانی فیض ہی کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تفضیلی صاحب نے تین طرح کی خلافت کا لفظ بار بار استعمال فرمایا ہے حالانکہ شاہ صاحب لفظِ خلافت سے دور رہے ہیں۔ اسکے برعکس حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے تینوں طبقات کیلیے قطبیت اور احسان کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جبکہ تفضیلی صاحب نے ان الفاظ سے مکمل اجتناب فرمایا ہے۔ یہ زمین آسمان کا فرق بتا رہا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد کچھ اور ہے اور تفضیلی صاحب کی نیت میں کچھ اور ہے۔ ثالثاً تفضیلی صاحب کو خود بھی شاہ صاحب کی عبارت کا اپنی تقسیم پر عدم انطباق کھٹک چکا ہے۔ اسی لیے انہیں یہ وضاحت کرنا پڑی کہ "واضح رہے کہ یہ تقسیم غلبہ حال اور خصوصی امتیاز کے نشاندہی کے لیے ہے ورنہ ہر سہ اقسام میں سے کوئی بھی دوسری قسم کے خواص و کمالات سے کلیتاً خالی نہیں ہے"۔ رابعاً حضرت شاہ صاحب نے پہلے طبقے میں تمام اہل بیت اور خواص کو شامل فرمایا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اہل بیت سے کون کون سی ہستیاں مراد ہیں۔ کیا اہل بیت اور خواص میں ازواجِ مطہرات شامل ہوں گی کہ نہیں، جن کا اہل بیت ہونا قرآن میں منصوص ہے؟ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ تفضیلیوں کی بعض باتوں سے رافضیت لازم آتی ہے۔

خامساً یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ شروع شروع میں تفضیلی تھے اور بعد میں اس عقیدے سے توبہ فرمائی۔ آپ خود لکھتے ہیں کہ مجھے روحانی طور پر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے حضرت علی پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو فضیلت دینے کا حکم دیا گیا۔ گو اس معاملے میں اگر میری طبیعت اور میرے رجحان کو آزاد چھوڑا جاتا تو وہ دونوں حضرت علی کو فضیلت دیتے اور ان سے زیادہ محبت کا اظہار کرتے لیکن یہ ایک چیز تھی جو میری طبیعت کی خواہش کے خلاف عبادت کی طرح مجھ پر عائد کی گئی تھی اور مجھ پر اس کی تعمیل لازم تھی (فیوض الحرمین اردو صفحہ ۲۰۳، ۳۳واں مشاہدہ)۔

سوچنے کی بات ہے کہ شاہ صاحب کس جہت سے مولا علی کو افضل مانتے ہوں گے جس

کی اصلاح کی گئی اور کیا شاہ صاحب کو صرف سیاست میں افضلیتِ شیخین تسلیم کرنے کا حکم ملا ہوگا کہ اسے ان پر عبادت کی طرح فرض کر دیا گیا؟

سادسا حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے تفضیل شیخین کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ہے۔

اس کتاب میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکھا ہے کہ: شیخین کی خلافت کا زمانہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ ہے اور خلافت مرتضی کا زمانہ ولایت کا زمانہ ہے۔ میں نے فنائیت اور شعاؤں کے انعکاس کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ سے مشابہت صدیق میں زیادہ دیکھی ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۳۱)۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی عبارات میں تطبیق کی صورت آسانی سے نکل آئی کہ ان کے نزدیک قطبیت ارشادیہ سے مراد کمالاتِ نبوت سے اتصاف ہے اور شیخین کا قربِ نبوت سے واصل ہونا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا ہے۔ گویا حضرت مجدد اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی بات میں بھی مطابقت پیدا ہو گئی۔

دوسری جگہ شیخ اکبر علیہ الرحمہ کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ خلفاءِ اربعہ کے پاس خلافت ظاہری باطنی دونوں موجود تھیں۔ یہ عبارت اصل الفاظ کے ساتھ ہم نقل کر چکے ہیں (ملاحظہ ہوں قرۃ العینین صفحہ ۳۲۲)۔

تیسری جگہ لکھتے ہیں کہ اگر بیعت اور صحبت کا اعتبار کیا جائے تو شیخین کے سلاسل مولائے مرتضی سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ خود سیدنا علی المرتضی ﷺ کو بھی شیخین سے فیض پہنچا ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۰۰)۔

اب بتائیے۔ آپ نے پوری صورتِ حال کو ملحوظ کیوں نہ رکھا۔ شاہ صاحب کا رجوع کیوں چھپایا۔ اور ان کی ایک عبارت کو دوسری عبارات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کیوں نہ فرمائی۔ اپنی مرضی اور اندرونی عقیدے کے مطابق ایک تقسیم کو جنم دے کر شاہ صاحب کی عبارت کو اس پر زبردستی منطبق کیوں فرمایا؟

سابعا روافض کا عقیدہ ہے کہ امامت شورائی نہیں ہوتی بلکہ امام مامور من اللہ ہوتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خالص شورائی اور صحابہ کی ملی بھگت قرار دیتے ہوئے روافض نے صدیقی خلافت پر تنقید کی ہے بلکہ اس موضوع پر ان کی مکمل کتاب شیخ سقیفہ موجود ہے

جو ایک نہایت بدتمیز کتاب ہے۔

ہمارے مخاطب تفضیلی نے حضرت شاہ صاحب کی تقسیم سے بالکل بے گانہ ہو کر، سو فیصد رافضیانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوتے اور صدیقی خلافت کو ظاہری اور مولا علی کی ولایت کو باطنی قرار دیتے ہوئے یوں موازنہ لکھا ہے کہ:

خلافت ظاہری دین اسلام کا سیاسی منصب ہے جو انتخابی اور شورائی ہوتا ہے اور عوامی چناؤ سے عمل میں آتا ہے، اس میں جمہوریت ہوتی ہے، کسی کی تجویز ہوتی ہے اور کسی کی تائید۔

جب کہ خلافت باطنی خالصتاً روحانی منصب ہے، یہ محض وہبی اور اجتبائی امر ہے، خلیفہ باطنی کا تقرر خدا کرتا ہے، اس میں جمہوریت نہیں بلکہ ماموریت ہوتی ہے اس میں کسی کی تجویز اور کسی کی تائید کی ضرورت نہیں ہوتی۔

آگے لکھتے ہیں: خلافت زمینی نظام کو سنوارتی ہے اور ولایت اسے آسمانی نظام کے حسن سے نکھارتی ہے۔ خلافت افراد کو عادل بناتی ہے اور ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے اور ولایت کا دائرہ عرش تک ہے (السیف الجلی صفحہ ۹)۔

اہل علم سے درخواست ہے کہ تفضیلی کے ان نظریات کا غور سے جائزہ لیجیے۔ کیا خلفائے ثلاثہ علیہم الرضوان کی سبکی اور خفت بلکہ ان پر تبرا بولنے میں کوئی کمی رہ گئی ہے؟ کیا خلافت اور ولایت کے اس تقابل نے معاملہ تفضیل سے بڑھ کر رافضیت تک نہیں پہنچا دیا؟

مزید سنیے! فرماتے ہیں: لہٰذا اب خلافت سے مفر ہے نہ ولایت سے، کیونکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی اور تاریخ کی شہادتِ قطعی سے ثابت ہوئی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت بلافصل خود فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منعقد ہوئی اور احادیث متواترہ کی شہادتِ قطعی سے ثابت ہوئی الخ۔

غور فرمایئے! رافضی نے خلافتِ صدیق کو محض اجماع صحابہ اور تاریخی شہادت میں محدود کر دیا ہے جس کے پاس قرآن وسنت سے کوئی دستاویز موجود نہ ہو اور ولایت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو احادیث متواترہ سے قطعی ثابت کر مارا ہے۔ ولایت بھی وہ جو انہوں نے اپنے ذہن سے تیار کی ہے۔ بلکہ اس کتاب میں ہر جگہ مولا کا ترجمہ مولا ہی کرتے رہے مگر جب آخر میں پہنچے تو جہاں سیدنا فاروق اعظم نے مولا کا لفظ استعمال فرمایا تھا وہاں موقع پا کر مولا کا ترجمہ آقا کر دیا تا کہ یہ سازش

پوری کتاب میں جلوہ گر ہوجائے اور اہل سنت کی طرح مولا بمعنی دوست اور محبوب نہیں بلکہ روافض کی طرح مولا بمعنی آقا ثابت ہوجائے۔

مزید فرماتے ہیں: سو ہم سب کو جان لینا چاہیے کہ حضرت مولا علی المرتضی ؓ اور حضرت مہدی الارض والسمآء علیہ السلام باپ بیٹا دونوں...... اللہ کے ولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔انہیں تسلیم کرنا ہر صاحبِ ایمان پر واجب ہے۔

فرمایئے! یہ شیعہ کے کلمہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کا بعینہ ترجمہ ہے کہ نہیں؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ساری باتیں کہاں لکھی تھیں اور ان ساری خرافات کو آپ کس کے ذمے لگائیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ خلافتِ صدیقی کی بنیاد قرآن وسنت میں موجود ہے اور علماء اہل سنت شروع سے اس پر دلائل دیتے چلے آئے ہیں۔اہل سنت نے قرآن کی آیت وعد اللہ الذین آمنوا سے خلفائے راشدین کی خلافتِ حقہ پر استدلال کیا ہے، الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ سے خلفائے راشدین کی خلافتِ حقہ کی تصدیق ہورہی ہے۔حدیث بخاری میں مروا ابا بکر فلیصل بالناس کے الفاظ موجود ہیں یعنی ابوبکر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امر کردو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (بخاری جلد ا صفحہ ۹۴)۔فرمایئے وعد اللہ میں صدیقی خلافت کا وعدہ خدا نے کیا یا جمہور نے؟ مُرُوْا کا کیا معنی ہے؟ یہاں ماموریت کو دیکھتے وقت آپ کی آنکھیں کیوں چندھیا گئیں؟اور حدیث مسلم میں یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر کے الفاظ موجود ہیں یعنی میرے بعد اللہ اور تمام فرشتوں نے ابوبکر کے سواء ہر کسی کی امامت کا انکار کردیا ہے (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)۔

اس سے بڑھ ابوداؤد شریف میں لا لا لا یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر کے الفاظ موجود ہیں (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)۔

فرمایئے یہ قرآن اور حدیث ہے یا تاریخ؟ اس میں اللہ، اللہ کا رسول اور تمام آسمانی فرشتے بھی شامل ہیں یا محض عوام، جمہور، شوریٰ اور رافضیوں کے بقول ملی بھگت؟ پھر آپ نے کس طرح خالص شورائی اور خالص خدائی کی رافضیانہ تقسیم کرنے کی جرأت فرمائی۔

یابی اللہ والمومنون کے یہی الفاظ اگر مولا علی ؓ کے بارے میں وارد ہوتے تو

تفضیلیوں کو آسمانوں اور زمینوں میں ولایت اور امامت کے ڈنکے سنائی دینے لگتے۔

اگر کسی شخص نے تجویز دی تھی اور دوسروں نے تائید کی تھی تو اس کا سبب اور پس منظر کیا تھا؟ انت سیدنا، وخیر نا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (بخاری جلد اصفحہ ۵۱۸) کے الفاظ اللہ اور اس کے رسول کو بیچ میں لا رہے ہیں کہ نہیں؟

حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلیفۂ رسول ہونا سابقہ ادیان میں بھی مذکور تھا۔ اور نبی کریم ﷺ کے قدمین شریفین میں بیٹھے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصویر تک ان لوگوں کے پاس محفوظ تھی۔ یہ حدیث ہم مکمل حوالے کے ساتھ نقل کر چکے ہیں۔

ایسے دلائل کے ہوتے ہوئے تفضیلی نے خلافتِ صدیقی کو وحی سے لاتعلق اور خالص شورائی کہہ دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تفضیلی کی کھال اتاریں تو اندر سے رافضی برآمد ہوگا۔

تفضیلی کا یہ کہنا کہ خلافت میں جمہوریت ہوتی ہے اور ولی باطن مامور من اللہ ہوتا ہے، منتخب ہوتا ہے، اس کا تقرر خدا کرتا ہے، مولا علی کی ولایت احادیث متواترہ کی قطعیت سے ثابت ہے، مولا علی رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں، انہیں اور امام مہدی علیہما السلام کو تسلیم کرنا ہر صاحبِ ایمان پر واجب ہے۔ تفضیلی کے ان تمام جملوں پر غور کیجیے۔ یہ صرف تفضیل ہی نہیں بلکہ خالص رافضیت بھی ہے۔ باطن کا یہ عقیدہ صرف روافض میں ہی نہیں بلکہ اسماعیلیوں کے ہاں بھی رائج ہے۔

تفضیلی صاحب نے سیاست اور ولایت میں جو طویل موازنہ لکھا ہے، یہ محض خطیبانہ گردان ہے اور اسکی ہر بات ہماری پیش کردہ آیات و احادیث اور خصوصاً فرمانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر سے متصادم ہے۔

چند گوئی اے لجوجِ بے صفا

ایں فسون دیو پیشِ مصطفیٰ

آپ رضی اللہ عنہ کی ولایت کے منکر خارجی ہیں۔ مگر اس ولایت میں پہلے تینوں خلفائے راشدین علیہم الرضوان بدرجۂ اولیٰ شامل ہیں اور تفضیلی نے جس طریقے سے مولا علی کی ولایت کو خلفائے ثلاثہ پر ترجیح دی ہے یہ خالص رافضیت اور خلفائے ثلاثہ کی توہین اور بے ادبی ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ خوارج اور روافض لعنت اللہ علیٰ شرھم کے بین بین ہے۔

تفضیلیوں کا پانچواں سوال

افضلیت کا دارومدار علم پر ہوتا ہے اور مولا علی ﷺ تمام صحابہ میں اعلم ہیں۔ آپ علم کا دروازہ ہیں۔ سب سے بڑے قاضی (اقضی) ہیں اور تمام خلفاء نے آپ سے راہنمائی حاصل کی ہے۔

جواب:۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کو خود امامت کے مصلے پر کھڑا فرمایا (بخاری جلد ا صفحہ ۹۴، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو جس باب میں نقل کیا ہے اس کا نام یہ رکھا ہے "اهل العلم و الفضل احق بالامامة" یعنی علم اور فضیلت والا امامت کا زیادہ حقدار ہے۔

امام العقائد حضرت امام ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

و تقديمه له دليل على انه اعلم الصحابة و اقرأهم لما ثبت فى الخبر المتفق على صحته بين العلماء ان رسول الله ﷺ قال يؤم القوم اقرء هم لكتاب الله فان كانوا فى القرأة سواء فاعلمهم بالسنة فان كانوا فى السنة سواء فاكبرهم سنا فان كانوا فى السن سواء فاقدمهم اسلاما یعنی نبی کریم ﷺ کا صدیق اکبر ﷺ کو آگے کھڑا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے اور بہتر قاری تھے۔ اس لیے کہ صحیح ترین حدیث میں ہے جس کی صحت پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوم کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں قرآن کا سب سے بڑا قاری ہو اور اگر قاری ہونے میں سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرائے جو سنت کا سب سے بڑا عالم ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو عمر میں سب سے بڑا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور یہ تمام کی تمام صفات صدیق اکبر ﷺ میں موجود ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۷)۔

ثانیاً محبوب کریم ﷺ کے وصال شریف پر صدیق اکبر ﷺ نے جب قرآن شریف کی آیات وما محمد الا رسول تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی دور ہو گئی اور سب کو یقین آ گیا کہ حبیبِ کریم ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ سیدنا ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسے لگتا

تھا جیسے لوگ اس آیت کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکے تھے۔ جب لوگ وہاں سے رخصت ہوئے تو ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی (بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۴۰)۔ یہاں ہم اہلِ انصاف کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے بارے میں ہوتی تو روافض کیا حشر برپا کرتے؟

ثالثاً سید المرسلین ﷺ کے وصال شریف کے بعد مرتدین نے جب زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے فرمایا واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ یعنی جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھا اللہ کی قسم میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کو سمجھ نہ سکے۔ پھر بحث مباحثہ کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ صدیق اکبر حق پر ہیں۔ لہٰذا سب نے صدیق اکبر کی بات کی طرف رجوع فرمایا۔ اس واقعہ سے علماءِ کرام نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ صدیق اکبر ﷺ تمام صحابہ سے بڑے عالم ہیں ابوبکر اعلم الصحابة لانهم كلهم وقفوا الى آخره (صواعق محرقہ صفحہ ۱۷)۔

رابعاً خلیفہ کے انتخاب کے وقت صدیق اکبر ﷺ کا الائمة من قریش بیان فرما کر تمام صحابہ کی رہنمائی کرنا اور حبیب کریم ﷺ کے دفن کے وقت یہ حدیث بیان فرمانا کہ نبی جہاں فوت ہوتے ہیں وہیں پر دفن ہوتے ہیں، صدیق اکبر ﷺ کے ان معاملات میں اعلم ہونے کا ثبوت ہیں۔ کسی دوسرے صحابی کو ان باتوں کی خبر نہ تھی۔

خامساً روحانی معاملات اور نبی کریم ﷺ کی مزاج شناسی میں بھی صدیق اکبر ﷺ تمام صحابہ سے بڑھ کر تھے۔ کان ابو بکر اعلمنا (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶)۔

سادساً صدیق اکبر ﷺ خوابوں کی تعبیر کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ابوبکر سے کہوں کہ لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیریں بتایا کرو (صواعق محرقہ صفحہ ۶۹)۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ خوابوں کی تعبیر کا عالم ابوبکر ہے قال محمد بن سیرین علیه الرحمه كان ابو بكر اعبر هذه الامة بعد النبی ﷺ (صواعق محرقہ صفحہ ۳۴)۔ خوابوں کی تعبیر کا علم نہ صرف علم ہے بلکہ خاص روحانی علم ہے اور اس علم میں صدیق اکبر ﷺ پوری امت سے آگے ہیں۔ آپ ﷺ علم الانساب میں بھی سب سے زیادہ ماہر تھے اعلم الناس بانساب العرب (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۶)۔

سابعاً خود مولا علی ﷺ نے صدیق اکبر ﷺ سے دین روایت فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک

حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں کہ عن علی رضی اللہ عنہ قال حدثنی ابو بکر و صدق ابو بکر قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الی آخرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ابو بکر نے حدیث بتائی اور ابو بکر نے سچ فرمایا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب کوئی آدمی گناہ کر بیٹھتا ہے پھر کھڑا ہو کر وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے پھر اللہ سے بخشش مانگتا ہے۔ تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی الذین اذا فعلوا فاحشۃً الایۃ (ترمذی، ابن ماجہ، المستند ۱۴۹)۔

اب بتائیے، باب العلم کے حصر والی بات کہاں گئی؟ یہاں تو صدیق اکبر صرف باب العلم ہی نہیں بلکہ باب الباب بن چکے ہیں۔

ثامنا حدیث پاک میں ہے کہ لو وضع علم عمر فی کفۃ میزان و علم الناس فی کفۃ لرجح علم عمر یعنی اگر عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو عمر کا علم بھاری ہے (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۳۰۱)۔ یہ الفاظ اگر نبی کریم ﷺ نے مولا علی کے بارے میں فرمائے ہوتے تو تفضیلی اور روافض قیامت برپا کر دیتے۔

حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔ اور بلاشبہ یہ حدیث مدینۃ العلم والی حدیث سے بلند پایہ حدیث ہے۔

سابعا نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو علم کی مختلف انواع سے نوازا ہے۔ گلستانِ مصطفیٰ کے ہر پھول کی الگ رنگت اور الگ خوشبو ہے۔ چنانچہ حضور کریم ﷺ کا مزاج سمجھنے میں صدیق اکبر سب سے بڑھ کر تھے۔ کان ابو بکر اعلمنا (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶)۔

محبوب کریم ﷺ کی امت میں اللہ سے باتیں کرنے والا محدث صرف اور صرف سیدنا عمر فاروق ہیں (بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۶، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)۔ اور عمر کی زبان پر حق بولتا ہے (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۰۲، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)۔

قرآن کی جو تفسیر ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کر دیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر راضی ہیں (مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۳۴)۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے سواء کوئی معبود نہیں قرآن کی کوئی ایسی سورت نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کہاں نازل ہوئی اور کوئی ایسی

آیت نہیں، جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کس مقصد کے لیے نازل ہوئی اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص قرآن کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے، اگر میرا اونٹ اس تک پہنچ سکتا ہو تو میں اپنا اونٹ اس کی طرف ضرور دوڑا دوں (مسلم، المستند ۳۱)۔

نیز فرمایا چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم رضی اللہ عنہم (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۱، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کو حافظہ عطا فرمایا اور اسی لیے وہ حدیث کے سب سے بڑے راوی ہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۲۲)۔

آپ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے دو علم سیکھے۔ ایک وہ ہے جسے میں بیان کرتا ہوں اور ایک وہ ہے کہ اگر میں اسے بیان کروں تو لوگ میری گردن کاٹ دیں (بخاری جلد ا صفحہ ۲۳)۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو دعا دی کہ اللھم علمه الکتاب و الحکمة یعنی اے اللہ اسے کتاب اور حکمت سکھا (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۱) نیز فرمایا اللھم فقھه فی الدین اے اللہ اسے دین کی فقہ عطا کر (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۸)۔

اسی لیے ابن عباس ؓ کو افقہ الناس کہا جاتا ہے یعنی تمام لوگوں سے بڑے فقیہ۔

نیز فرمایا نعم ترجمان القرآن ابن عباس یعنی ابن عباس بہترین ترجمان القرآن ہے (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۲۵۷)۔

اہل علم و ذوق کی توجہ کیلیے ہم عرض کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس ؓ کو نبی کریم ﷺ نے ترجمان القرآن اور حبر الامة قرار دیا ہے اور انہیں کتاب و حکمت ملنے کی دعا دی ہے۔ مسلم کی حدیث میں دین کی فقہ عطا ہونے کی دعا دی ہے۔ اس لیے انہیں افقہ الناس کہا جاتا ہے۔ ان القاب میں سے کوئی ایک لقب بھی اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کو مل جاتا تو روافض نے جو آج کل ماحول پیدا کر رکھا ہے، ایسے ماحول میں روافض اور تفضیلی بھنگڑا ڈالنے لگ جاتے۔

حضرت حذیفہ ؓ کا لقب ہے: صاحب سر رسول اللہ الذی لا یعلمه غیره یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہمراز، جس راز کو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۱، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۱۲)۔ ذرا چشم تصور سے غور فرمائیے۔ یہ الفاظ اگر مولا علی ؓ کے بارے میں فرمائے گئے ہوتے تو یار لوگوں کی طرف سے حشر برپا کر دیا جاتا۔

ایک حدیث میں مختلف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مختلف علوم و فنون پر مہارت کا

نہایت خوبصورت تذکرہ موجود ہے۔ فرمایا

ان اراف امتی بھا ابو بکر و ان اصلبھا فی امر اللّٰہ عمر و ان اشدھا حیاء عثمان و ان اقرأھا ابی بن کعب و ان افرضھا زید بن ثابت و ان اقضاھا علی بن ابی طالب و ان اعلمھا بالحلال والحرام معاذ بن جبل و ان اصدقھا لھجۃ ابو ذر و ان امین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح وان حبر ھذہ الامۃ لعبد اللّٰہ بن عباس یعنی میری امت میں سے اس پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہے، اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے، سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے، سب سے زیادہ میراث کا ماہر زید بن ثابت ہے، سب سے بڑا قاضی علی ابن ابی طالب ہے، حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم معاذ بن جبل ہے، زبان کا سب سے زیادہ سچا ابو ذر ہے، اس امت کا امین ابوعبیدہ ابن جراح ہے اور اس امت کا عالم عبداللہ بن عباس ہے (مستدرک حاکم جلد۴ صفحہ ۲۵۵)۔ اسی طرح کی حدیث ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۹ پر بھی موجود ہے۔

اس حدیث میں حضرت معاذ بن جبل کو اعلم بالحلال والحرام فرمایا گیا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ معاذ بن جبل یجیء یوم القیامۃ امام العلماء یعنی معاذ بن جبل قیامت کے دن علماء کے امام بن کر آئیں گے (صواعق محرقہ صفحہ ۷۹)۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے علم کی صورت حال اچھی خاصی دلچسپ ہے حتی کہ ہمارے مخاطبین کے پسندیدہ عالم ابن تیمیہ کو غلط فہمی ہوگئی کہ حضرت معاذ کا علم مولا علی کے علم سے زیادہ ہے۔ چنانچہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں قولہ اعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل اقرب الی الصحۃ باتفاق علماء اھل الحدیث من قولہ اقضاکم علی (الی ان قال) علم ان المحتج بذلک علی ان علیا اعلم من معاذ بن جبل جاھل (فتوی ابن تیمیہ جلد۴ صفحہ ۴۱۰)۔

ابن تیمیہ کا یہ فتویٰ ہم نے مداحین ابن تیمیہ کو تصویر کا دوسرا انتہائی رخ دکھانے کے لیے الزاماً لکھ دیا ہے ورنہ ہم بذاتِ خود ابن تیمیہ کی اس تحقیق سے ہرگز متفق نہیں ہیں۔

اب مکمل صورتِ حال واضح ہو جانے کے بعد حدیث مدینۃ العلم کا مفہوم سمجھنا نہایت آسان ہے یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

واضح رہے کہ حدیث مدینۃ العلم کو حاکم نے صحیح لکھا ہے جب کہ ذہبی، ابن تیمیہ، ابنِ جوزی اور ابن کثیر نے اسے سراسر موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ خصوصاً اس کا آخری جملہ

من اراد المدینۃ فلیات الباب الحاقی محسوس ہوتا ہے۔ جب کہ ایسی حرکتیں کرنا شیعہ کی مسلمہ عادت بھی ہے واللہ اعلم۔ لیکن علامہ جلال الدین سیوطی اور حضرت ملا علی قاری علیہما الرحمہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۳، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۶)۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

شك نیست که علم آنحضرت از جناب صحابه دیگر نیز آمده و مخصوص بمرتضیٰ نیست یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا علم دوسرے صحابہ کے ذریعے بھی ہم تک پہنچا ہے اور یہ علی المرتضیٰ ؓ کا خاصہ نہیں (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۷۷)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ای باب من ابواب العلم یعنی باب العلم سے مراد علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ البتہ مراتب کا فرق ضرور ہے۔ چنانچہ تابعین نے مولا علی کے علاوہ بے شمار صحابہ سے قرأت، تفسیر، حدیث اور فقہ کے مختلف الانواع علوم حاصل کیے ہیں لہٰذا مولا علی کے علم کا دروازہ ہونے کی تخصیص باقی نہ رہی (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔ پھر فرماتے ہیں کہ دار الجنۃ سے دار الحکمۃ بڑا ہے۔ جب دار الجنۃ کے آٹھ دروازے ہیں تو دار الحکمۃ کے دروازے اس سے زیادہ کیوں نہ ہوں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۶)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اقضاھم علی کے تحت فرمایا ہے کہ معناہ اعلم باحکام المخصوصۃ المحتاجۃ الی القضاء ...... ولا یلزم من کون واحد اقضی ان یکون اعلم من غیرہ یعنی سب سے بڑا قاضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ؓ ان احکام کو زیادہ جانتے تھے جن کی ضرورت عدالتی معاملات میں پڑتی ہے۔ کسی کے سب سے بڑا قاضی ہونے سے اس کا دوسروں سے بڑا عالم ہونا لازم نہیں آتا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱)۔

عظیم چشتی بزرگ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام اس شہر کے دروازے ہیں اس لیے کہ دین کے تمام علوم امت کے جملہ علماء کو انہی دروازوں سے پہنچے ہیں (سبع سنابل صفحہ ۳۷)۔

خلاصہ یہ ہے کہ مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے باب العلم ہونے کے ساتھ ساتھ باقی صحابہ کو بھی ابواب العلم ماننا ضروری ہے۔ اور فبایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے صحابہ میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے، فاروق اعظم کا حضور ﷺ کا بچا ہوا سارا

علم پی جانا، فاروق کے علم کا پلڑا سب سے بھاری ہونا، صدیق اکبر کا امامت کرانا، اور کان ابوبکر اعلمنا یعنی ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے کا مصداق ہونا، ابنِ مسعود سے قرآن سیکھنے کا حکم ملنا، انکی تفسیر کو نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے لیے پسند فرمانا، چار صحابہ سے قرآن سیکھنے کا حکم دینا، حضرت ابوھریرہ کو حافظہ عطا فرمانا، حضرت ابن عباس کا افقہ الناس اور ترجمان القرآن ہونا، حضرت ابوعبیدہ ابنِ جراح کا امین الامت ہونا، حضرت حذیفہ کا نبی کریم ﷺ کا ہمراز ہونا۔ حضرت زید کا علمِ میراث میں سب سے زیادہ ماہر ہونا، حضرت اُبی بن کعب کا سب سے بڑا قاری ہونا اور حضرت معاذ بن جبل کا حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم ہونا سب باتیں بیک وقت ملحوظ رکھنی چاہییں رضی اللہ عنھم۔ ان میں سے صرف اقضی کو چن لینا اور اسی حدیث کے الفاظ افرض، اقرأ اور اعلم کو پسِ پشت ڈال دینا توازن اور دیانت داری کا خون ہے اور اس کا اصل محرک رافضیت ہے۔

تفضیلیوں کے اس سوال کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ خلفاء راشدین نے مولا علی رضی اللہ عنھم سے راہنمائی حاصل کی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مولا علی ان کے وزیر اور مشیر تھے، مشیر کی بات مشورہ ہوتی ہے راہنمائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وشاورھم فی الامر یعنی اے محبوب صحابہ کو مشورے میں شامل کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ اور حدیث میں ہے کہ فکان یشاورہ فی جمیع امورہ یعنی نبی کریم ﷺ ہر معاملے میں ابوبکر سے مشورہ لیتے تھے (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۷۹) اس کا مطلب بھی راہنمائی نہیں۔ حدیثِ پاک سے ثابت ہے کہ سیدنا فاروق اعظم کے مشورے اکثر صحیح ہوتے تھے اور ان کی موافقت اور منظوری کے لیے آسمان سے وحی نازل ہوجاتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فاروق کو محدثِ امت قرار دیا اور فرمایا کہ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کر رکھا ہے۔ لیکن اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ سیدنا فاروق اعظم حضور کے راہنما تھے۔

مولا علی کو خلفاء راشدین اور خصوصاً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنھما نے مشورے میں زیادہ اہمیت دی ہے۔ یہ آپ کی وسعتِ قلبی اور حق جوئی کا ثبوت ہے نہ کہ مفضولیت کا ثبوت۔

لولا علی لھلک عمر کی صحیح سند اور ثبوت ہی موجود نہیں ہے مگر پھر بھی روافض

نے اسے بہت اچھالا۔ مگر افسوس کہ پوری صورتِ حال کو یہاں بھی مدِ نظر نہ رکھا گیا۔ مکمل تصویر اس طرح ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ ہر صائب الرائے کی اصابت کا اعتراف فرماتے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی زندگی کا قتال مرتدین کا دن، میری زندگی کے تمام دنوں سے بہتر ہے اور غارِ ثور والی رات میری زندگی کی تمام راتوں سے بہتر ہے اور ابوبکر مرتدین کے خلاف جہاد کرنے میں صائب تھے اور میں روکنے میں غلطی پر تھا۔

حق مہر کی مقدار کے مسئلے پر ایک عورت نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو ٹوکا۔ آپ نے فرمایا اصابت المراۃ واخطا الرجل عورت ٹھیک کہتی ہے اور مرد غلطی پر ہے۔

یہ سب نہایت حسین جملے ہیں جو ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکے ہیں مگر روافض اور تفضیلی صرف لو لا علی لھلک عمر کو چن لیتے ہیں اور بھنگڑا ڈالنے لگتے ہیں۔

اس میں بھی شک نہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ اقضی تھے یعنی سب سے اچھے قاضی۔ اس ایک موضوع پر اگر آپ کی رائے ہمیشہ صائب ہوتی ہو اور آپ خلفاء راشدین کی صرف اسی ایک موضوع پر راہنمائی فرماتے ہوں تو اس لحاظ سے راہنمائی کا لفظ بھی آپ کے لیے استعمال کرنا درست ہے۔ اس میں فضیلت موجود ہے مگر افضیلت ہرگز نہیں۔

اس کے برعکس ایسا بھی ہوا ہے کہ خود مولا علی رضی اللہ عنہ کی نسبت دیگر صحابہ کا مشورہ اور رائے زیادہ درست نکلی۔ اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کا مرجوح ہونا فاروق کی توہین نہیں تو بالکل اسی طرح مولا علی کرم اللہ وجہہ کی رائے اور تحقیق کا مرجوح ہونا بھی مولا علی کی توہین نہیں۔ صرف دماغ نہ خارجی ہونا چاہیے اور نہ رافضی۔

مثلاً مولا علی نے ابن سبا اور دوسرے روافض کو آگ سے جلا دیا۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان لوگوں کو ویسے قتل کر دیتا مگر آگ سے نہ جلاتا۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لاتعذبوا بعذاب اللہ یعنی کسی کو اللہ کا عذاب مت دو۔ مولا علی نے ابنِ عباس کی بات کے صحیح ہونے کا اعتراف فرمالیا اور فرمایا واہ ابنِ عباس (مستدرکِ حاکم جلد ۴ صفحہ ۲۵۹)۔

مولا علی رضی اللہ عنہ نے عصر کے بعد دو نفل پڑھے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ان پر ناراض ہوئے۔ فتغیظ علیه عمر (مسند احمد جلد ا صفحہ ۲۲)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔

پاس سے کسی نے کہا کہ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس طرح ہے۔ مولا علی ؓ نے ارشاد فرمایا: اصبتَ واخطاتُ وفوق کل ذی علم عظیم یعنی تم نے ٹھیک کہا اور میری تحقیق درست نہ تھی، ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے (کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۴)۔

جنگِ جمل کے موقع پر سیدنا امام حسن ؓ نے مولا علی کو تین مشورے دیے اور مشورے دیتے وقت سخت احتجاج کیا۔ مگر مولا علی نے ان کی باتیں نہ مانیں۔ جب دس ہزار صحابہ شہید ہو گئے تو مولا علی نے اپنے لختِ جگر کو گلے سے لگا لیا اور زار و قطار رونے لگے۔ امام حسن ؓ نے عرض کیا ابا جان میں نے آپ کو اس کام سے منع کیا تھا۔ آپ نے فرمایا بیٹا مجھے علم نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک بگڑ جائے گا (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۱)۔

جس طرح رافضی لولا علی سے سیدنا فاروق کی توہین اور جہالتِ علمی کا پہلو نکال لیتے ہیں اسی طرح یہاں کوئی خارجی مولا علی پر بکواس کر سکتا ہے لہٰذا ہم اس کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

بات یہ تھی کہ چاروں خلفاء کے بارے میں احادیث میں تصریحات موجود ہیں کہ یہی اس امت کی اعلیٰ ترین ہستیاں ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کو تو مولا علی میسر تھے مگر مولا علی کے دورِ اقدس میں انہیں خلفاء ثلاثہ میسر نہیں تھے۔ آپ خود بار بار فرماتے ہیں کہ فما رای یشبههم منکم یعنی لوگو مجھے تم میں صحابہ جیسا ایک بھی نظر نہیں آتا (نہج البلاغہ صفحہ ۱۲۸) سیدنا فاروق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رحل وترکهم فی طرق متشعبه یعنی خود چلا گیا اور ہمیں چوراہے پر پریشان چھوڑ گیا۔

جو صحابہ مولا علی کے دورِ خلافت میں موجود تھے، مولا علی کے اُن سے افضل اور اعلم ہونے پر احادیث وارد ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ لہٰذا ان کی رائے کا صائب ہونا ممکن تو ضرور تھا جس طرح مولا علی کی رائے بعض اوقات خلفاء ثلاثہ کی رائے پر صائب ہو جاتی تھی۔ مگر مولا علی کو مفضول صحابہ کی اصابتِ رائے کا وثوق نہیں ہوتا تھا۔ پھر بھی بعض اوقات اگر کسی صحابی کی رائے مولا علی کی رائے سے بہتر ہوتی تو آپ ؓ حقیقتِ حال واضح ہو جانے کے بعد سیدنا فاروق اعظم کی طرح صاف اعتراف فرما لیتے تھے رضی اللہ عنہم۔

غور فرمایئے تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام کے ایک دوسرے کے مشورے مان لینے میں ان کی عظمت، وسعتِ قلبی اور اصابتِ رائے پوشیدہ ہے۔

لولا علی لهلک عمر اگر ثابت بھی ہو جائے تو فاروقی عظمت اور وسعتِ قلبی کو

چار چاند ہی لگیں گے۔ نیز ذرا صدیق اکبر کی شان میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمایئے۔ خود مولا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لو لا ابو بکر لذھب الاسلام یعنی اگر ابو بکر نہ ہوتا تو اسلام رخصت ہو جاتا (دیلمی، المستند صفحہ ۲۵)۔ لو لا علی تو فاروق اعظم کا فرمان ہے مگر لو لا ابو بکر محمدِ کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ اور لھلک عمر کے مقابلے پر لذھب الاسلام پر بھی غور فرمایئے۔

بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بہ کجا

باب العلم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم کے بارے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور کسی تابعی کا قول اگر اعلمیت کا ملتا ہو تو اس کا تعلق خلفاءِ ثلاثہ کے بعد کے دور سے ہے۔ خاص طور پر معاصرین اور شاگرد حضرات جب اپنے استاد کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں تو وہ اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی حد تک بات کر رہے ہوتے ہیں اور اس میں ان کا اپنے استاد یا معاصر سے حسن ظن غالب ہوتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے کہا میں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا تم نے ابو بکر کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم کہتے ہاں، تو تمہاری خیر نہیں تھی لو قلت نعم لاو جعتک ضربا (کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۳)۔ اور اگر کسی ایسے شاگرد کی طرف منسوب قول ہو، ہو بھی موضوع اور احادیث مرفوعہ صحیحہ سے متصادم، تو کون سا محقق اسے شمار میں لائے گا۔ لہٰذا اس موضوع پر اگر کسی بات کو حرف آخر کہا جا سکتا ہے تو وہ نبی کریم ﷺ ہی کا ارشادِ عالی ہے۔ ان جملوں میں ہم نے ایک اہم دخل مقدر کا رد کر دیا ہے۔

تفضیلیوں کا چھٹا سوال

ہمیں خلفاء ثلاثہ سے کوئی بغض نہیں ہے مگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے رشتہ داری اور قرابت کی وجہ سے ہماری محبت کا میلان مولا علی کی طرف زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہم آپ کو افضل مانتے ہیں۔

جواب: ۔ اولاً محبت کی وجہ سے افضل کہنا تو بڑی بات ہے، افضل مانے بغیر محض محبت کو غالب رکھنا ہی فساد کی جڑ ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ من قال علی احب الی من الجمیع فھو رجل وغل یعنی جس نے کہا کہ مجھے علی سب سے زیادہ پیارے ہیں تو وہ شخص نہایت کمینہ ہے (نبراس صفحہ ۳۰۲)۔

ثانیاً علماء نے صاف لکھا ہے کہ اگر دین کی وجہ سے محبت ہے تو پھر اس محبت کا افضلیت کی ترتیب پر ہونا لازم ہے اور اگر کسی پر محبت کا ایسا غلبہ ہو کہ وہ بے بس ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی زبان کو بند رکھے اور شریعت کی بے ادبی نہ کرے (نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

ثالثاً اس قسم کی بھنگی محبت کے دعوے دار اگر تفضیل کا قول نہ بھی کریں تو پھر توازن نہیں رکھ سکتے اور اکثر دیگر صحابہ کے گستاخ ہو جاتے ہیں اور کم از کم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تو ضرور ہی بغض رکھتے ہیں۔

رابعاً جس طرح مولا علی رضی اللہ عنہ کا بغض ہلاکت ہے اسی طرح بے جا محبت بھی ہلاکت ہے۔ مولا علی خود فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایسی محبت کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے جو میری ایسی شان بیان کریں گے جس کا میں حق دار نہیں یقرظني بما ليس في (مسند احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵، السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۵ صفحہ ۱۳۷) يذهب به الحب الى غير الحق (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۷)۔ لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ امت کا اجماعی اور اکثریتی راستہ اختیار کیا جائے وہ راستہ یہی ہے کہ بقول امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ تفضل الشیخین و تحب الختنین یعنی ابوبکر اور عمر کو افضل جانو اور عثمان و علی سے محبت رکھو رضی اللہ عنہم۔

خامساً رافضی بھی اسی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ آپ سے ایک ہی قدم آگے ہیں۔ لہٰذا لفظ محبت استعمال کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ محبت وہی معتبر ہے جو سوادِ اعظم کے فیصلے کے مطابق ہو اور سیھلک فی رجلان کا مصداق نہ ہو۔

سادساً محبت کی وجہ سے افضل ماننا ایک نہایت بے ربط اور بے تکی بات ہے۔ مثلاً ہر شخص کو اپنی ماں سے محبت ہوتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری دنیا کی ماؤں سے افضل ہے۔

سابعاً اگر قرابت داری افضلیت کا معیار ہے تو حضرت امیر حمزہ اور سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما دونوں مولا علی کی نسبت حضور ﷺ کے زیادہ قریب ہیں۔ کہاں چچا اور کہاں چچا کا بیٹا۔ چچا کا بیٹا چچا کی موجودگی میں میراث سے بھی محروم رہتا ہے۔ بلکہ ان سب ہستیوں سے زیادہ قرابت دار سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو مولا علی سے بھی افضل ماننا پڑے گا اور خلافت کی حق دار بھی آپ ہی کو ماننا پڑے گا۔

ثامناً ہر دور میں علماء و اولیاء علیہم الرضوان نے نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں سے محبت فرمائی ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے تفضیل کا قول نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر بن عیاش

علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر میرے گھر میں ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اکٹھے تشریف لے آئیں تو میں پہلے حضرت علی ؓ سے پوچھوں گا کہ میرے لیے کیا حکم ہے اس لیے کہ آپ ؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت دار ہیں۔ لیکن مجھے آسمان سے گر کر مر جانا گوارا ہے مگر علی کو ابوبکر اور عمر سے افضل نہیں کہہ سکتا (الشفاء جلد۲ صفحہ ۴۰)۔

سیدنا ابن عمر ؓ جب روضۂ رسول کریم ﷺ پر حاضری دیتے تو صدیق اکبر ؓ سے پہلے اپنے والد ماجد سیدنا فاروق اعظم ؓ کو سلام کرتے اور عرض کرتے تھے کہ اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو میں ابوبکر سے پہلے آپ کو ہرگز سلام نہ کرتا (الریاض النضرۃ جلد۱ صفحہ ۲۱۱)۔

تفضیلیوں کا ساتواں سوال

کتبِ حدیث میں مولا علی ؓ کے فضائل دیگر تمام صحابہ کی نسبت کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ یہ آپ ؓ کی افضلیت کا ثبوت ہے۔

جواب:۔ ہر کتاب میں یہ صورتِ حال نہیں ہے۔ صحاح ستہ (چھ کی چھ کتابیں) میں اور حدیث کی اعلیٰ درجے کی کتابوں میں صدیق اکبر ؓ کے فضائل مولا علی سے بڑھ کر بیان ہوئے ہیں۔ حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں صدیقی اور علوی فضائل کی صورتِ حال اس طرح ہے۔

	صدیق اکبر کی شان میں احادیث	مولا علی کی شان میں احادیث
☆۔ بخاری:	۲۳	۷
☆۔ مسلم:	۱۶	۱۲
☆۔ ابوداؤد:	۱۰	۳ احادیث میں دیگر صحابہ کے ساتھ ضمنی فضیلت کا بیان
☆۔ ترمذی:	۳۰	۲۵
☆۔ نسائی مجتبیٰ:	۰	۰
☆۔ ابنِ ماجہ:	۹	۸
☆۔ موطا امام مالک:	۰	۰
☆۔ موطا امام محمد:	۴	۰
☆۔ مسندِ امام اعظم:	۲ مرفوع	ایک مرفوع، ایک موقوف
☆۔ دارمی:	۰	۰

حدیث کی قدیم ترین کتب اور صحاح ستہ میں فضائل کا مکمل نقشہ آپ نے دیکھ لیا۔ باقی تمام کتابیں ان سے نچلے درجے کی سمجھی جاتی ہیں۔ ان نچلے درجے کی کتابوں کا بھی ہم جائزہ لیں تو عین ممکن ہے یہی صورتِ حال سامنے آئے۔ لیکن اگر ان کتب میں صورتِ حال اس کے برعکس بھی ہو تو وہ امامِ اعظم، امام مالک اور امام محمد کی کتب اور صحاح ستہ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

ثانیاً علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ بعض کتب میں مولا علی کے فضائل کی تعداد زیادہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خوارج آپ ﷺ کے خلاف واویلا کرتے تھے۔ لہٰذا بعض علماء نے ان کا منہ بند کرنے کے لیے آپ ﷺ کے حق میں احادیث کو کثرت سے بیان فرمایا (صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵، ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)۔ شیخ محقق علیہ الرحمہ نے صاف لکھا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فضائل خارجیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے بیان کیے گئے ہیں ورنہ خلفاءِ ثلاثہ کے فضائل و مناقب بھی اسی طرح بے شمار ہیں بلکہ مولا علی سے بڑھ کر ہیں (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۷۷)۔ آج کے دور میں چونکہ روافض کی کارستانیاں بھی اپنے زوروں پر ہیں لہٰذا مولا علی ﷺ کے حق میں پرانے علماء کے رویے پر قیاس کرتے ہوئے ہم پر لازم ہے کہ اس زمانے میں خلفاءِ ثلاثہ کی شان کو کثرت سے بیان کریں اور احادیث کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر منظر پر لائیں۔ لیکن سخت ضروری ہے کہ جس طرح مولا علی ﷺ کے فضائل بیان کرتے وقت علماء کے دلوں میں شیخین کا بغض نہیں تھا اسی طرح آج شیخین کے فضائل بیان کرتے ہوئے مولا علی ﷺ کا بغض بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی کوئی بدبخت آدمی شیخین کے فضائل بیان کرنے والوں کو مولا علی کا بغیض سمجھے۔ ایسی حرکت وہی کرے گا جو خود رافضی ہوگا اور روافض کا یہی پرانا وطیرہ ہے کہ اہلِ سنت کو جھٹ سے ناصبی قرار دیتے ہیں۔

ثالثاً مولا علی کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں ان کی کیفیت اور قوت شیخین کے فضائل سے بڑھ کر نہیں ہے۔ مولا علی ﷺ کے تمام فضائل اور ان کی عظمت مسلم ہے مگر صدیق اکبر ﷺ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مصلے پر کھڑا کر دینا ان تمام فضائل پر حاوی ہے، اور خود مولا علی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارا دینی لیڈر بنایا ہے ہم اسے اپنا دنیاوی لیڈر کیوں نہ بنائیں (الصواعق المحرقہ صفحہ ۶۲)۔

رابعاً یہ بھی واضح رہے کہ مولا علی ﷺ کے فضائل کو نسبتاً زیادہ بیان کرنے والے بعض علماء پر علمائے حق نے شیعہ ہونے کا الزام بھی دیا ہے۔ ان متشیعین میں سے بعض نے رجوع بھی کر لیا۔

یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رکھنی چاہیے کہ محمد بن سیرین علیہ الرحمہ نے روافض کی من گھڑت احادیث کے پیشِ نظر فرمایا ہے کہ ان عامة مایروی عن علی الکذب یعنی مولا علی کی طرف منسوب کر کے روایت کی جانے والی اکثر باتیں جھوٹ ہوتی ہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶)۔

تفضیلیوں کا آٹھواں سوال

اہل بیت اطہار علیہم الرضوان میں سے کسی کو حضور ﷺ نے شانہ بشانہ چلایا، کسی کو شانوں پر بٹھایا۔ صحابہ کرام تو حضور ﷺ کی دست و قدم بوسی کرتے تھے مگر حضور ﷺ خود اہل بیت کو بوسہ دیتے تھے۔ صحابہ کرام حضور سے ہمکلام ہوتے وقت اپنے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان کرتے تھے جبکہ حضور ﷺ نے فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے فرمایا فداک ابی و امی اور بابی ھما و امی (حاکم، ابنِ حبان، ابنِ ابی شیبہ، طبرانی)۔

ثابت ہوا کہ خلافت ظاہری اور ولایت باطنی ایسی جدا جدا فضیلتیں ہیں کہ حضور ﷺ کے وفادار اور ادب شعار امتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کبھی بھی مقابلہ اور موازنہ کا تصور نہیں کر سکتے (القول الوثیق صفحہ ۴۲، ۴۳)۔

جواب:۔ پوری امت نے یہ مقابلہ اور موازنہ کیا ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے فضائل اکثریتی اور کلی ہیں اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی یہ فضیلتیں جزوی ہیں۔ یہ کوئی ایسا لاینحل مسئلہ نہیں جس کی بنا پر سائل نے پوری امت کو بے وفا اور بے ادب کہہ دیا ہے۔ مثلاً علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شیخین کی حسنین پر افضلیت پر امت کا اجماع ہے علیہم الرضوان (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔ آگے فرماتے ہیں: حسنین کریمین کا محبوب کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے ہونا ایک مسلّم فضیلت ہے۔ لیکن بعض اوقات مفضول میں ایسی مخصوص شان ہوا کرتی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی۔ ایسی فضیلت سے کثرتِ ثواب مراد نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک خصوصی شرف اور اعزاز ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی اولاد پاک میں ایک ایسا شرف ہے جو شیخین کو حاصل نہیں لیکن شیخین کثرتِ ثواب کے لحاظ سے، مسلمانوں اور اسلام کو نفع پہنچانے کے لحاظ سے، اللہ کا خوف اور تقویٰ سب سے زیادہ رکھنے کے لحاظ سے اپنے سواء ہر کسی سے بلند و بالا ہیں (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۹)۔

یہ ایک سیدھی سیدھی بات ہے کہ اس دنیا میں ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی خوبی رکھتا ہے جو

دوسروں میں نہیں ہوتی۔ لیکن اس سے مجموعی طور پر افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہر عمرے کے موقع پر ابنِ عمر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے (بخاری جلد۲ صفحہ ۶۱۰)۔ سیدنا امیر حمزہ سید الشہداء ہیں (مستدرک حاکم، المستند صفحہ ۲۳)۔ سیدنا جعفر ذو الجناحین ہیں (بخاری جلد۲ صفحہ ۶۱۱)۔ حضرت خالد بن ولید اللہ کی تلوار ہیں (بخاری جلد۲ صفحہ ۶۱۱)۔ آپ نے ایک جنگ میں سات تلواریں توڑ دیں (بخاری جلد۲ صفحہ ۶۱۱)۔ حضرت سعد سب سے پہلے تیرانداز ہیں (بخاری جلد۲ صفحہ ۶۱۹)۔ حضرت ابوعبیدہ امین الامۃ ہیں (بخاری جلد۲ صفحہ ۶۲۹)۔ ابنِ عباس حبر الامۃ ہیں (مستدرک)۔ فاروقِ اعظم محدثِ امت ہیں (بخاری جلد۲ صفحہ ۲۰۹)۔ ابوہریرہ احادیث کے سب سے بڑے راوی ہیں اور انہیں حافظہ عطا ہوا ہے (بخاری جلد۱ صفحہ ۲۲)۔ حضرت حذیفہ صاحب سرِ رسول اللہ ﷺ ہیں (بخاری جلد۱ صفحہ ۵۳۱)۔ سب لوگ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت تمیم داری ﷜ سے دجال کا قصہ حدثنی تمیم الداری فرما کر روایت کیا ہے (مسلم جلد۲ صفحہ ۴۰۴)۔

حضرت زید بن حارث واحد صحابی ہیں جن کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہے۔ غور فرمایئے، اگر مولا علی کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہوتا تو رافضی اور تفضیلی اسے کہاں پہنچا دیتے۔ سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب ہیں، سب سے بڑے میراث کے عالم زید بن ثابت ہیں، حلال حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں، سب سے سچے ابوذر ہیں، سب سے بڑے حیاء والے حضرت عثمان ہیں، سب سے بڑے قاضی مولا علی ہیں، لختِ جگر ہونے کا اعزاز سیدۃ النساء اور حسنین کریمین کو حاصل ہے اور یہ اعزاز مولا علی کو بھی حاصل نہیں (رضی اللہ عنہم)۔

غور فرمالیجیے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ تمام فضیلتیں جدا جدا نوعیت کی فضیلتیں ہیں۔ مگر یہ سب جزوی فضائل پر محمول ہیں اور افضلیتِ شیخین پر اثر انداز نہیں ہوسکتیں۔ پھر مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اگر یہ جزوی فضیلت حاصل ہو بھی تو اس کا مجموعی افضلیت سے موازنہ کیونکر بے ادبی ہوسکتا ہے؟ اس پر پوری امتِ مسلمہ کو بے ادب ہوجانے کی دھمکی دینا محض پرانی رافضیانہ حرکت کے سواء اور کیا ہوسکتا ہے؟۔ جب پوری امت کا ضمیر صاف ہے اور پوری امت اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی ادب شعار ہے تو کسی رافضی کے فتوے کے خوف سے ہمیں سوادِ اعظم کی لائن چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

سائل نے سیدۃ النساء اور حسنین کریمین علیہم الرضوان کے حق میں محبوب کریم ﷺ کا

فرمان بطور خاصہ نقل کیا ہے کہ میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ انہیں بخاری اور مسلم جیسی کتابوں میں سیدنا زبیر بن عوام اور سیدنا سعد بن ابی وقاص کے حق میں محبوب کریم ﷺ کے یہی الفاظ نظر نہیں آئے۔

آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ارم فداک ابی و امی یعنی تیر چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں (بخاری جلد۲ صفحہ ۵۲۷، مسلم جلد۲ صفحہ ۲۸۰، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)۔

اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا فداک ابی و امی (بخاری جلد۲ صفحہ ۵۲۷، مسلم جلد۲ صفحہ ۲۸۲)۔

تفضیلیوں کا نواں سوال

ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، خباب، جابر، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت علی اپنے علاوہ سب سے افضل ہیں اور آپ سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔

جواب:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت بالکل من گھڑت بلکہ شیعہ کی گھڑی ہوئی روایت ہے۔ مطالعہ رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ جن صحابہ علیہم الرضوان کے نام لیے گئے ہیں شیعہ انہیں اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ خصوصاً حضرت سلمان، مقداد اور ابوذر رضی اللہ عنہم کے بڑے ہی مداح ہیں۔ لہٰذا شیعہ نے حسبِ عادت ان مقدس ہستیوں پر بہتان باندھا ہے جبکہ وہ خود اس سے بری ہیں۔

ثانیاً افضلیتِ شیخین پر اجماع، دورِ صحابہ بلکہ دورِ رسالت مآب میں ہی منعقد ہو چکا تھا۔ یہ اجماع اتنا معروف اور فلک شگاف تھا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اس اجماع پر اطلاع پائی اور انکار نہیں فرمایا فیسمع ذلک رسول اللہ ﷺ فلا ینکرہ۔ اب اچانک 463 ھجری میں وفات پانے والے ابنِ عبد البر اس روایت کو نکال لائیں جبکہ دائیں بائیں آگے پیچھے ایسی کوئی بات نظر نہ آرہی ہو تو ایسی روایت کو موضوع یا الحاقی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ چنانچہ علامہ ابنِ حجر مکی نے صواعق محرقہ صفحہ ۵۸ پر، شیخ محقق نے تکمیل الایمان صفحہ ۵۷ پر اور علامہ پرہاروی علیہم الرحمۃ نے مرام الکلام صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ یہ روایت غیر معتبر ہے۔ قال الاول فھو شی غریب انفرد عن غیرہ ممن ھو اجل منہ حفظا و اطلاعا فلا یعول علیہ وقال

الثانی ایں قول ابن عبد البر مقبول و معتبر نیست زیرا کہ روایت شاذہ کہ مخالفِ قولِ جمہور افتد معتبر نباشد و جمہور ائمہ دریں باب اجماع نقل می کنند وقال الثالث علیهم الرحمه هذا مما تفرد به ابن عبد البر۔ حضرت فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ زبردست تفصیل کے بعد فرماتے ہیں کہ اب ایک ابنِ عبدالبر کے کہنے سے ان اکابر ائمہ کا نامعتبر ہونا کیونکر مدفوع ہوسکتا ہے (مطلع القمرین صفحہ ۷۳)۔

علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وهم فی ذلک ابو عمر غلطاً ظاهراً یعنی ابن عبد البر سے یہ روایت لکھ ڈالنے میں سخت غلطی ہوئی ہے (الریاض النضرۃ جلد۲ صفحہ ۱۸۰)۔

ثالثاً اگر بالفرض یہ روایت مان بھی لی جائے تو اکثریت اور سوادِ اعظم کا انکار بھی کوئی معمولی آفت نہیں۔ اگر ایسی روایات کو لفٹ کرائی جانے لگی تو ہر موضوع پر علماء کے اتنے زیادہ تفردات ہیں کہ ان کی مدد سے اسلام سے الگ ایک مکمل میتھالوجی تیار کی جاسکتی ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اس کی بعض زبردست مثالیں دی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی صحت مختلف فیہ ہے۔ جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے ہیں۔ اور ابوداؤد صاحب سنن اور ابو حاتم رازی وغیرھما اجلہ اکابر محدثین نے اس میں جرح وطعن کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان کی جرح کا اعتبار کرتے ہوئے عیاذاً باللہ حضرت مولیٰ کا مولی المسلمین ہونا نہ مانے تو اس پر جتنی ملامت تم کروگے اس سے زیادہ ملامت کے حق دار تم خود ہو۔ بلکہ اگر کوئی عارف بصیر تمہارے سامنے حدیث لحمه من لحمی ودمه من دمی کی اسناد مظلم وشنیع کی خرابیاں ظاہر کرے گا تم اس کے دشمن ہوجاؤ گے۔ حالانکہ وہ روایت واقعی موضوع ہے جسے کوئی ماہرِ فن قبول نہیں کرسکتا (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۷۵)۔

رابعاً ہماری بحث اس میں ہے کہ کثرتِ ثواب اور قرب و وجاہت میں کون آگے ہے۔ جبکہ اس روایت میں واضح احتمال اس بات کا ہے کہ اس سے مراد جزوی فضیلت ہو۔ چنانچہ اسی روایت کے اندر یہ الفاظ موجود ہیں کہ ان علیا اول من اسلم یعنی سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ بات سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے پہلے اسلام لانے والی روایات کا اعتبار کرتے ہوئے کہی گئی ہے۔ یہ جواب شیخ محقق، علامہ ابنِ حجر مکی، علامہ پرہاروی اور فاضل بریلوی علیهم الرحمہ نے لکھا ہے۔ اس طرح خرقِ اجماع بھی نہ ہوا اور تطبیق بھی ہوگئی۔

خامساً بھرے مجمع میں فاروق اعظم وغیرہ صحابہ نے صدیق اکبر کی افضلیت مطلقہ

ثابت کی اور افضلیت ثابت ہو جانے کے بعد انہیں خلافت سونپی گئی۔ اس مجمع میں وہ صحابہ بھی موجود تھے جن کا نام ابنِ عبدالبر نے لیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان صحابہ نے اس وقت زبان کیوں نہ کھولی اور حق کا اظہار کیوں نہ فرمایا۔

سادساً ابنِ عبدالبر نے جس طرح یہ روایت لکھ ڈالی ہے اسی طرح اسی کتاب میں یہ بات بھی کہہ دی ہے کہ متاخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہل بدر و حدیبیہ کے سوا باقی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ابنِ عبدالبر کی یہ بات بالکل درست نہیں۔ اسی طرح اُس روایت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

سابعاً حضرت ابو سعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما خود ایسی متعدد احادیث کے راوی ہیں جن میں افضلیتِ صدیق کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً حضرت ابو سعید سے بخاری میں لو کنت متخذا خليلا، ترمذی میں وزرای من اهل الارض فابوبکر و عمر، بخاری اور مسلم میں ان من امن الناس علی فی ماله وصحبته ابوبکر، ابنِ ماجہ و طبرانی میں ابوبکر وعمر سیدا کھول الجنة روایت کی گئی ہیں۔ اور جب یہ دو صحابہ تفضیلِ شیخین کے قائل نکلے تو باقی پانچ کی طرف تفضیلِ مولیٰ کے انتساب کا کیا اعتبار رہ گیا؟

اب ان معتبر ترین کتب کی روایات کا اعتبار کیا جائے یا ایک ابنِ عبدالبر کی بات کو لے کر احادیث کے انبار کو فراموش کر دیا جائے؟

ثامناً اس میں تو آپ کو بھی شک نہ ہوگا کہ ابنِ عبدالبر کی یہ روایت کم از کم شاذ ضرور ہے۔ انہی سات صحابہ میں حضرت ابوذر غفاری بھی شامل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من فارق الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه یعنی جس نے ایک بالشت بھی جماعت کو چھوڑا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی (مستدرکِ حاکم جلد ا صفحہ ۲۱۹)۔

پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی حدیث کا راوی خود اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف چلے۔ اور اگر ایسی بات ابنِ عبدالبر کی کتاب میں کہیں لکھ دی گئی ہے تو کم از کم آپ تو ایسی روایت پر اعتماد نہ کریں اور اسلام کی رسی اپنی گردن سے نہ اتاریں۔

تاسعاً یہ بھی واضح رہے کہ ابنِ عبدالبر کا اپنا عقیدہ اور اعتماد اس روایت پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود افضلیتِ شیخین کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ واهل السنة اليوم علی ماذكرت لک فی تقديم ابی بکر فی الفضل علی عمر، وتقديم عمر علی عثمان، وتقديم

عثمان علی؛ علی یعنی آج بھی اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ افضلیت میں ابوبکر عمر سے آگے ہیں، عمر عثمان سے آگے ہیں اور عثمان علی سے آگے ہیں (الاستیعاب لابن عبدالبر صفحہ ۵۳۸)۔

ابومحجن ثقفی کے اشعار یوں نقل کرتے ہیں

وسمیت صدیقا وکل مهاجر سواک یسمی باسمه غیر منکر

سبقت الی الاسلام والله شاهد وکنت جلیسا بالعریش المشهر

وبالغار اذ سمیت بالغار صاحبا وکنت رفیقا للنبی المطهر

ترجمہ:۔ تیرا نام صدیق رکھا گیا ہے جبکہ باقی تمام مہاجرین کو ان کے اپنے ہی نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔ اللہ گواہ ہے کہ تو نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور تو عریش بدر میں نبی کا ہم مجلس تھا۔ اور غار میں بھی حضور کا ساتھی تھا اور تیرا نام یارِ غار پڑ گیا (الاستیعاب صفحہ ۴۳۱)۔

غور کیجیے۔ ان اشعار میں سبقت الی الاسلام والله شاهد قسم کھا کر کہا جا رہا ہے کہ صدیق اکبر سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ صریح ضد ہے اُس عبارت کی جس میں سات صحابہ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ سب سے پہلے اسلام لائے۔

پھر یہی علامہ ابن عبدالبر اپنی اسی کتاب الاستیعاب میں حکم بن حجل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے فرمایا کہ لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدته حد المفتری یعنی میں جسے پاؤں گا کہ ابوبکر اور عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا (الاستیعاب صفحہ ۴۳۴)۔

اب بتائیے ہم آپ کی پیش کردہ مردودِ کائنات روایت کو قبول کریں یا اسی کتاب میں لکھا ہوا مولائے کائنات کا قول متواتر تسلیم کریں؟

عاشر آپ بتائیے، ابن عبدالبر کی اس روایت میں افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت ہے یا ولایت باطنی میں؟ اگر خلافت ظاہری میں افضلیت مراد ہے تو یہ آپ کے اپنے مؤقف کے خلاف ہے اور اگر ولایت باطنی میں افضلیت مراد ہے تو اس روایت میں ایسی افضلیت پر مطلق افضلیت کا اطلاق موجود ہے اور ہم بھی یہی چیخ رہے ہیں کہ ولایت باطنی میں افضلیت سے مطلق افضلیت لازم آتی ہے اور اس کا قائل تفضیلی ہے۔ اب آپ یا تو مولا علی کی افضلیت سے مراد

بھی خلافت ظاہری میں افضلیت لیجیے یا آپ کی افضلیت مطلقہ مان کر کھلم کھلا اپنے تفضیلی ہونے کا اعلان کیجیے یا پھر اس روایت کو ہر لحاظ سے ایک معمہ سمجھتے ہوئے اس سے جان چھڑا لیجیے۔

میں نہیں کہتا کہ ایسا کیجیے　　　　جو لگے آسان ویسا کیجیے

انتباہ:۔ صاف اجماعی عقائد کو چھوڑ کر اس قسم کی روایات پر اعتماد کر کے بیٹھ جانا سبیل المومنین سے انحراف ہے۔ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ان الشیطن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ** یعنی شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے ایک بھیڑیا بکریوں کا ہوتا ہے۔ وہ اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو شاذ یعنی اکیلی بھاگ جائے یا ریوڑ سے دور ہو جائے یا کنارے کنارے چرتی ہو۔ تنگ راہوں اور گھاٹیوں سے بچ کے رہو۔ اور جماعت و جمہور کا ساتھ مت چھوڑو (مسندِ احمد جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)۔

تفضیلیوں کا دسواں سوال

جہاں شیخین کی افضلیت بیان ہوئی ہے وہاں اہل بیت اطہار مستثنیٰ ہیں۔ اہلِ بیت نبی کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے اور بضع ہیں۔ اور وہ آپ ﷺ ہی کے حکم میں ہیں۔

جواب:۔ اس استثنیٰ کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟

ثانیاً احادیث میں خلفاء راشدین کے نام اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں ابوبکر و عمر و عثمان و علی (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۴۲)۔ اس طرح کی کئی احادیث الریاض النضرۃ میں موجود ہیں۔ اسی پر صحابہ کرام اور تابعین کا اجماع ہے کہ سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳)۔

ثالثاً علماء اور صوفیاء نے بھی صاف لکھا ہے کہ **افضل الاولیاء المحمدین بعد الانبیاء والمرسلین ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی** (الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۷، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۲، متن عقائد نسفی صفحہ ۳، نبراس صفحہ ۳۰۳، شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۹۸)۔ پھر استثنیٰ کہاں رہا؟

رابعاً اگر جگر کے ٹکڑے ہونا استثنیٰ کا سبب ہے تو پھر مولا علی تو جگر کے ٹکڑے (بضع رسول) نہیں بلکہ چچا زاد بھائی ہیں۔ ان کا استثنیٰ کس بہانے سے کرو گے؟

خامساً اگر یہی بہانہ ہے تو پھر سیدۃ النساء کو سب سے افضل ہونا چاہیے جن کے بارے میں نص موجود ہے کہ فاطمة بضعة منی (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶)۔ اب عقیدہ تفضیل کا تو شیرازہ بکھر گیا۔

سادساً حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں امت کا اجماع موجود ہے کہ ان سے شیخین افضل ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۵۹)۔

سابعاً اگر یہی بات تھی تو آپ کو خلافت ظاہری اور ولایت باطنی کی تفریق کا چکر چلانے کی کیا ضرورت پڑی؟ ہر طرح کی افضلیت سے مولا علی کا استثنیٰ کر لیا ہوتا۔

ثامناً خود مولا علی ؓ کے فرمان سے بھی ظاہر ہے کہ آپ اس تفضیل سے مستثنیٰ نہیں۔ چنانچہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ما انا الا رجل من المسلمین (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۸)۔ اور اگر اسے آپ کسرِ نفسی پر محمول کریں تو امام باقر علیہ الرحمہ کیوں فرما رہے ہیں کہ هو من المومنین یعنی آپ مومنوں میں سے ایک ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۴۱)۔

تاسعاً اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو مزید سنیے۔ آپ ؓ فرماتے ہیں جس نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا (صواعق محرقہ صفحہ ۶۰)۔ اب بتائیے یہ کیسی کسرِ نفسی ہے کہ سچ بولنے پر اگلے کا کباڑا کر دیا جائے۔

عاشراً آپ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے مرتبے اور ابوبکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا (صواعق محرقہ صفحہ ۶۲)۔ نیز فرمایا کہ اللہ نے ابوبکر کو ہم سے بہتر سمجھا تو اسے ہم پر ولایت دے دی (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۳۵۵)۔ لہٰذا استثنیٰ والے بہانے کے پرخچے اڑ گئے۔

اگر استثنیٰ کی حقیقت سمجھنا ہی چاہتے ہو تو سنو، سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے جو فضائل آپ کے اپنے دور میں بیان ہوئے ہیں خواہ آپ نے خود بیان فرمائے ہوں یا آپ کے شاگردوں نے ان کا تعلق آپ کے زمانے اور مابعد سے ہے اور ان سے خلفاءِ ثلاثہ اور خصوصاً شیخین مستثنیٰ ہیں۔

اب ذرا یہ بھی واضح فرما دیجیے کہ آپ کے نزدیک اہل بیت میں کون کون شامل ہیں۔ کیا آپ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت میں شامل کرنا پسند فرماتے ہیں کہ نہیں، جن کا

اہلِ بیت ہونا قرآن کی نص سے ثابت ہے۔ اور کیا ان کا استثنیٰ بھی آپ کو گوارا ہے یا یہ آپ کے استثنیٰ میں سے مستثنیٰ ہیں؟ اگر آپ ازواجِ مطہرات کو بھی مستثنیٰ قرار دیں تو پھر تمام ازواجِ مطہرات کی جمیع امت پر افضلیت لازم آئے گی اور اگر آپ انہیں اہل بیت میں شمار نہ کریں تو رافضیت لازم آئے گی۔

دو گونہ رنج وعذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و بلائے فرقتِ لیلیٰ

تفضیلیوں کا گیارہواں سوال

صواعقِ محرقہ میں بعض علماء کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابوبکر خیر و علی افضل یعنی ابوبکر خیر ہیں اور علی افضل ہیں۔

جواب: اولاً یہ فرمائیے کہ یہ کون سے علماء نے لکھا ہے؟ ان علماء کے نام لیجیے اور ان کی کتابوں کے حوالے دیجیے۔

ثانیاً یہ قول ابن حجر مکی نے تردید کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ اور آپ نے مردود کو اختیار کرلیا ہے اور اس کی تردید کو ہڑپ کرلیا ہے حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء۔ آپ نے یہ دھاندلی کیوں فرمائی؟

ثالثاً ابن حجر نے یہ قول اس طرح لکھا ہے کہ: حکاہ الخطابی عن بعض مشائخہ انہ کان یقول ابوبکر خیر و علی افضل یعنی خطابی نے اپنے کسی استاد سے حکایت کیا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ ابوبکر خیر ہیں اور علی افضل (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸)۔ اب بتائیے یہ قول کتنا لاغر ہے اور کیسے بے جان طریقے سے اس کو نقل کیا گیا ہے۔ خطابی نے حکایت کیا۔ وہ بھی اپنے کسی استاد سے۔ خدا جانے وہ استاد کون تھا اور اس کا کیا مذہب تھا؟ پھر "وہ کہا کرتا تھا" ان ساری باتوں پر غور فرمائیے۔ اس قول کا ہر ہر لفظ اپاہج ہے۔

رابعاً اسی ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اسی سطر میں اس کا جواب بھی لکھا ہے۔ وہ جواب آپ نے کیوں ہضم کرلیا؟ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ قول ہفوات میں سے ہے۔ یعنی گری ہوئی

بات ہے۔ اس لیے کہ خیر کا معنی افضل ہی ہوتا ہے (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔

خامساً اگر صدیق اکبر کا بعض وجوہ سے خیر ہونا اور علی المرتضی رضی اللہ عنہما کا بعض دوسری وجوہ سے افضل ہونا مراد ہے تو یہ ایسی چیز ہے جو صرف صدیق اور مرتضی کے درمیان نہیں پائی جاتی بلکہ تمام صحابہ کے درمیان پائی جاتی ہے اور تقریباً ہر صحابی میں ایسے خصوصی فضائل موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔

سادساً اگر خطابی کے استاد کی مراد یہ ہے کہ صدیق اکبر مطلقاً افضل ہیں اور مولا علی رضی اللہ عنہما میں جزوی خصائص موجود ہیں تو یہ بات درست ہے۔ اس میں کلام ہی کسے ہے؟ ورنہ خطابی کا قول انتہائی گرا ہوا ہے اور سمجھ سے باہر ہے والافکلامہ فی غایۃ التھافت الخ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔ اب بتائیے آپ کے پلے کیا بچا اور آپ کس منہ سے اس قول کا سہارا لے سکتے ہیں۔

سابعاً واللہ خیر الرازقین وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کو خیر کہا گیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ خیر ہے اور افضل کوئی اور ہے؟ نبی کریم ﷺ خیر الانام ہیں۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضور خیر ہیں افضل نہیں؟ خصوصاً جب کہ احادیث میں لا تفضلونی علی موسیٰ جیسے الفاظ موجود ہیں۔

ثامناً کنتم خیر امۃ میں اس امت کو خیر کہا گیا ہے۔ بتایئے کیا یہ امت خیر ہے اور افضل کوئی اور ہے؟ خصوصاً جب کہ بنی اسرائیل کے حق میں فضلتکم علی العالمین کے الفاظ موجود ہیں۔ نیز چاروں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے لیے ھم خیر اصحابی کے الفاظ ہم نقل کر چکے ہیں۔ اس حدیث میں مولا علی سمیت چاروں خلفاء کو خیر کہا گیا ہے۔ فرمایئے کیا یہ چاروں خیر ہیں اور افضل کوئی اور ہے؟

تاسعاً احادیث میں کنا نخیر کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، افضل امۃ النبی کے الفاظ بھی ہیں (ابوداؤد)، کنا لا نعدل کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، سید الکحول کے الفاظ بھی ہیں (ترمذی)، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے سیدنا کے الفاظ بھی ہیں (بخاری، ترمذی، مستدرک) اور خود مولا علی رضی اللہ عنہ لا اجد احد فضلنی علی ابی بکر وعمر الا

جلدته حد المفتری کے الفاظ استعمال فرما رہے ہیں (صواعق محرقہ)۔ فرمایئے ان مختلف قسم کے الفاظ خصوصاً افضلیت کے لفظ کا آپ کے پاس کیا علاج ہے؟ آپ جو چکر بھی چلائیں گے احادیث کے مختلف الفاظ آپ کا راستہ روک کر کھڑے ہوں گے۔

عاشراً پوری امت کا اجماع نقل کرتے وقت علماء نے افضل کا لفظ استعمال کیا ہے (عقائد نسفی متن صفحہ ۳، نووی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲، ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۱۱، مطلع القمرین صفحہ ۶۷ وغیرہ)۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہ وسلم ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فھو افضل الاولیاء من الاولین والآخرین وقد حکی الاجماع علی ذلک ولا عبرۃ بمخالفۃ الروافض ھنالک یعنی صدیق اکبر تمام اولیاء اولین وآخرین میں سے افضل ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے اور یہاں رافضیوں کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

اب فرمایئے یہاں صدیق کو افضل کہا گیا ہے نہ کہ خیر، اس پر امت کا اجماع بھی نقل کیا گیا ہے اور افضلیت بھی ولایت میں مانی گئی ہے نہ کہ صرف خلافت ظاہری میں۔

اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خیر ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔ واضح ہو گیا کہ پوری امت نے افضل اور خیر میں کوئی فرق نہیں کیا اور صدیق اکبر کی افضلیت کے لیے دونوں لفظ استعمال کیے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عنوان قائم کیا ہے جس کا نام ہے "فصل فی انہ افضل الصحابۃ وخیرھم" یعنی ابوبکر کا تمام صحابہ سے افضل اور خیر ہونا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)۔ اس عنوان نے افضل اور خیر کا فرق مٹا کر تفضیلیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا ہے۔

تفضیلیوں کا طرز تحقیق بالکل قادیانیوں جیسا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اس لیے کہ انہیں نبوت پہلے مل چکی ہے۔ قادیانیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کو ختم نبوت کے منافی مان لیا ہے اور علماء نے جو اس اشکال کا جواب لکھا ہے اسے فراموش کر دیا ہے۔ اب فرمایئے آپ کا طرز استدلال کن لوگوں جیسا ہے؟

اگر ضمیر زندہ ہے تو اس سے پوچھ کر جواب دیجیے کہ قرآن وسنت اور اجماع کی تصریحات کی موجودگی میں اس قسم کی قطع وبرید کسی مخلص انسان کو زیب دیتی ہے؟

قادیانیوں کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ جب انہیں حیاتِ مسیح اور ختم نبوت پر اجماع دکھایا جائے تو یہ لوگ سرسید جیسے کسی آدمی کا مردود یا مرجوح قول اجماع کے خلاف دکھا کر کہنے لگتے ہیں کہ جب فلاں شخص کو اس سے اختلاف ہے تو اجماع کہاں رہا؟ تفضیلی بھی خرقِ اجماع کے لیے قادیانیوں کی طرح مردود اور شاذ اقوال کا سہارا لے رہے ہیں **فاعتبروا یا اولی الابصار**۔

تفضیلیوں کا بارھواں سوال

امت کا اختلاف رحمت ہے اور اختلافی مسائل میں وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تفضیل کے موضوع پر قلم اٹھانا تشدد ہے۔

جواب:۔ رحمت والے اختلاف کا تعلق فروعی مسائل سے ہے۔ اصولی مسائل سے نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کی باتیں جن لوگوں کو رٹا دی گئی ہیں ان بے چاروں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ کونسا مسئلہ فروعی ہے اور کونسا اصولی ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانے کا کامیاب طریقہ یہ ہے کہ انہیں قرآن کی وہ آیات یاد دلائی جائیں جن میں کسی کو مشرک، کسی کو کافر، کسی کو منافق، کسی کو فاسق، کسی کو شیطان اور کسی کو جہنمی کہا گیا ہے۔ اب یہ خود بولیں گے کہ وہ لوگ تو اسلام کے قطعی اصولوں سے ٹکر لیتے تھے۔ ہم بھی یہی عرض کر رہے ہیں کہ تفضیل کا مسئلہ اصولی مسئلہ ہے اس کا تعلق فروعی احکام اور سجدہ سہو، مائے مستعمل، گھڑی کے چین اور لاؤڈ سپیکر پر امامت جیسے فروعی مسائل سے نہیں بلکہ اس کا تعلق عقائد سے ہے۔ تفضیلی عقیدے والا آدمی اہلِ سنت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اہلِ سنت وہ تہتر واں فرقہ ہے جسے نبی کریم ﷺ نے جنتی قرار دیا ہے ما انا علیہ واصحابی۔ اور آپ اس کتاب میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا فیصلہ (ما انا علیہ) کیا ہے۔ اور صحابہ کرام (واصحابی) کا فیصلہ کیا ہے۔ باقی تمام فرقوں کو ہم نے اپنی جیب سے کاغذ نکال کر غلط نہیں کہا۔ بلکہ جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے انہیں اپنی زبانِ حق ترجمان سے جہنمی قرار دیا ہے (کلہم فی النار مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)۔ بتایئے کیا نبی کریم ﷺ نے ان سب کو جہنمی قرار دے کر معاذ اللہ تشدد سے کام لیا ہے؟

ثانیاً محبوب کریم ﷺ نے قدریہ کو جہنم کے کتے قرار دیا ہے۔ روافض کے بارے میں فرمایا کہ اسلام سے نکل چکے ہوں گے (مسندِ احمد جلد ا صفحہ ۱۲۸)۔

ثالثاً خوارج کے بارے میں فرمایا کہ مبارک ہو اسے جس نے ان سے جنگ لڑی اور انہیں مارا اور ان کے ہاتھوں مرا۔

ذرا سنبھل کر جواب دیجیے کیا یہ سب باتیں تشدد ہیں؟ کہاں گیا آپ کا اختلاف امت کا سہارا لینا اور کہاں گیا آپ کا وسعتِ قلبی کا مظاہرہ اور کہاں گیا آپ کا تشدد کا فتویٰ؟

میرے محترم! دوسروں کو نادان اور بے مصلحت سمجھنا چھوڑ دیجیے۔ اللہ کریم کی عظمت کی قسم ہم نے فروعی مسائل میں اور بڑے بڑے پیچیدہ مسائل میں کئی علماء سے خفیہ رابطے کیے اور انہیں حق کی طرف توجہ دلائی۔ ان میں سے بہت سے علماء مان بھی گئے اور عوام کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جسے سمجھانے والا کوئی ہو۔ اور بد قسمت ہے وہ شخص جسے سمجھانے والا کوئی نہ ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

رابعاً یاد رکھیے کہ غلط کو غلط کہنا علماء پر واجب ہوتا ہے۔ صرف مثبت انداز کا ڈھول پیٹنے والے آدھی تبلیغ کے منکر ہیں۔ دین کی چکی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر گھومتی ہے۔ امر بالمعروف مثبت تعلیم ہے اور نہی عن المنکر باطل کی تردید کا نام ہے۔ ہر زمانے کی باطل قوتوں کو امر بالمعروف پر کوئی اعتراض نہیں رہا۔ جب بھی فساد ہوا ہے نہی عن المنکر پر ہوا ہے۔ کفارِ مکہ کو لا الہ الا اللہ کی مثبت تعلیم پر کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ ان کے بتوں کو جہنم کا ایندھن کہنے پر اعتراض تھا۔

خامساً نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا وہ صدیق اکبر ؓ سے آگے آگے چل رہے تھے۔ آپ نے انہیں منع کیا اور فرمایا تم ایسے شخص کے آگے چل رہے ہو جس سے بہتر شخص سورج نے نہیں دیکھا۔ بتائیے نبی کریم ﷺ نے اتنی سی بات پر اتنا سخت نوٹس کیوں لیا۔

سادساً مولا علی ؓ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا۔ بتائیے یہ نرمی ہے یا سختی؟

سابعاً حضرت امام ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے شیخین سے سیدنا علی المرتضیٰ

کو افضل کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل قابل قبول ہے۔ بتائیے یہ نرمی ہے یا سختی؟

ثامناً علماء امت نے تفضیلیوں کو اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے، ان کی نمازِ جنازہ تک ناجائز لکھی ہے، حتیٰ کہ حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، حضرت میر عبدالواحد اور فاضل بریلوی علیہم الرحمہ نے ان کے رد میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جن کا تفصیلی بیان آپ اس کتاب میں پڑھ کر آ رہے ہیں۔ اب بتائیے کیا یہ نرمی ہے یا سختی؟

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے تفضیلیوں کو نصلہ جھنم والی آیت پڑھ کر وعید سنائی ہے (صواعق صفحہ ۵۹)۔ بتائیے کیا یہ نرمی ہے یا سختی؟۔ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ نے تفضیلیوں کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحابہ کا اجماع دین کی بنیاد، روشنیوں کا مطلع اور یقین کی کنجی ہے۔ جو شخص اس اجماع کا انکار کرتا ہے اس سے خدا اور مصطفیٰ جل وعلیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے۔ اس کی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جا سکتا اس لیے کہ ان اصحاب باصفا کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے تو جس کا راستہ سنت کے خلاف ہے اس کی گردن میں لعنتوں کے طوق ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۵)۔ بتائیے یہ نرمی ہے یا سختی؟

تاسعاً علامہ تفتازانی نے کہیں لکھ دیا تھا کہ کثرتِ ثواب کے لحاظ سے حضرت عثمان غنی اور مولا علی میں توقف درست ہے جب کہ دیگر کمالات کے لحاظ سے عثمان غنی کی نسبت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔ علماء نے اس عبارت کا نوٹس لیتے ہوئے فرمایا کہ اس میں رافضیت کی بدبو آ رہی ہے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات جلد ا مکتوب نمبر ۲۶۶ میں اس پر سخت گرفت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ مولانا سعد الدین تفتازانی نے اس افضلیت کے حق میں جو کچھ انصاف سمجھا ہے وہ انصاف سے دور ہے اور وہ تردید جو اس نے کی ہے وہ سر سر لا حاصل ہے۔ اب فرمائیے صرف اتنی سی بات اور وہ بھی صرف عثمانِ غنی کے بارے میں کہی جائے تو علماء اس کے لیے صرف تفضیل ہی نہیں بلکہ رافضیت کا لفظ استعمال کریں تو کیا یہ سختی ہے یا نرمی؟ اور اگر اس سے بھی بڑھ کر کوئی بد عقیدہ شخص مولا علی کو شیخین پر افضلیت دے تو وہ اس سے بھی سخت فتویٰ کا حقدار ہوگا کہ نہیں؟ رضی

اللہ تعالیٰ عن جمیع اصحاب سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افضلیت کی ترتیب میں گڑبڑ کرنا تو دور کی بات ہے، محض چاروں خلفاء کو برابر کہنا اور اس مسئلہ پر توقف کرنا بھی سخت قبیح اور مسلکِ اہل سنت سے انحراف ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں توقف کی گنجائش تب ہو کہ اس افضلیت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کوئی تصریح موجود نہ ہو، اور جب صاحبِ شریعت ﷺ کی طرف سے وضاحت آچکی ہے تو پھر توقف کیوں کریں؟

آگے لکھتے ہیں و آں کہ ہمہ را برابر داند و فضل یکے بعد دیگرے فضولی انگارد بوالفضول است بوالفضول کہ اجماع اہلِ حق را فضولی داند یعنی جو شخص سب کو برابر سمجھتا ہے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینے کو فضول خیال کرتا ہے وہ خود بوالفضول ہے، عجب بوالفضول ہے کہ اہل حق کو فضول سمجھتا ہے (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶)۔

عاشراً باطل کی تردید کرتے وقت حسبِ موقع سختی یا نرمی اختیار کرنا درست ہے لیکن باطل کے مقابلے پر چپ سادھ لینا اور باطل کو باطل ہی نہ کہنا بے جا نرمی اور دینی غیرت کا فقدان ہے۔ اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ اعتدال کا ڈھول بجا کر اپنے باطل نظریات کو پروان چڑھانے کے لیے راستہ ہموار کرتے ہیں۔ اب یہ کچھ بھی ہانک دیں وہ محض تحقیق کہلائے گا اور جو ان کی تردید کرے گا اسے متشدد کہہ دیں گے۔

دوسروں کو وسعتِ قلبی کا درس دینے والے لوگ نبی کریم، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں بکنے والوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی بدتمیزی کو وسعتِ قلبی سے برداشت کرتے ہیں مگر جب ان کے اپنے کسی مرغوب قائد پر کوئی شخص گرفت کرے تو اس کی شان میں یہ گستاخی ان سے ہرگز برداشت نہیں ہوتی۔ آخر جس کا ضمیر زندہ ہے اس کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے؟

تفضیلیوں کا تیرہواں سوال

معمر کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت علی کو ابو بکر و عمر سے افضل کہے تو میں اس پر سختی نہیں کرتا بشرطیکہ شیخین سے محبت رکھے، وکیع نے اس بات کو پسند کیا (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔

جواب:۔ نبی کریم ﷺ ایسی حرکت کرنے والے کا نوٹس لیتے ہیں اور بار بار فرمار ہے ہیں کہ ابو بکر و عمر سب سے افضل ہیں۔ حتی کہ کسی کو ابو بکر صدیق سے آگے چلنے بھی نہیں دیتے۔ فرمایئے ہم محبوب کریم ﷺ کی بات مانیں یا معمر کی؟ ثانیاً خود مولا علی ؓ اس حرکت پر اتنی سختی کرتے ہیں کہ جو آپ کو ابو بکر و عمر سے افضل کہے اسے اسی (۸۰) کوڑے مارتے ہیں، فرمایئے ہم مولا علی کی زبردست سختی کو مانیں یا معمر کی نرمی کو؟ ثالثاً پوری امت کا اجماع اور پوری امت کی اس موضوع پر سختی ہم اس کتاب میں ان گنت مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ آپ کو اجماع کے مقابلے پر ایک شاذ، متروک اور مردود قول کیوں پسند آیا؟ اتبعوا السواد الاعظم کی آپ نے پرواہ کیوں نہ کی اور ایاکم والشعاب و علیکم بالجماعۃ والعامۃ سے کیوں بے پرواہ ہو گئے؟ رابعاً ہم لکھ چکے ہیں کہ اکا دکا اقوال ہر اوٹ پٹانگ بات کے حق میں آسانی سے دستیاب ہیں۔ مثلاً ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم نبی نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے افضل نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے اور اگر کوئی یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہے تو امام غزالی علیہ الرحمہ اس پر کوئی سختی نہیں کرتے۔ فرمایئے اگر آپ کو یزیدی ہونا پسند ہے تو پھر معمر کے قول لا اعنفہ کو بھی قابو کر لیجیے ورنہ اس خطرناک وادی میں پاؤں رکھنے سے بچ جایئے۔ خامساً یہ قول بنیادی طور پر محدث عبدالرزاق سے لیا گیا ہے ذکر عبد الرزاق عن معمر (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ اس قول سے الاستیعاب کے مصنف ابو عمر نے سیدنا صدیق اکبر کی افضلیت ثابت کی ہے۔ چنانچہ اس کے فوراً بعد لکھتے ہیں کہ: یدل علی ان ابابکر ؓ افضل من عمر ؓ۔ یعنی اس قول سے ثابت ہوا کہ ابو بکر افضل ہیں عمر سے رضی اللہ عنہما (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ سختی نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ افضل تو صدیق ہی ہیں لیکن معمر اس افضلیت کے منکر کو کافر نہیں کہتے تھے یا اس پر حد نہیں لگاتے تھے لیکن اس کے گمراہ اور بدعتی ہونے میں انہیں کوئی شک نہیں تھا۔ سادساً یہی قول نقل کرنے کے بعد

صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ معمر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ افضلیتِ شیخین کا عقیدہ ظنی ہے قطعی نہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔ علامہ ابن حجر مکی نے اس قول سے ثابت کیا ہے کہ تفضیل شیخین کا انکار کفر نہیں۔ یہ بات ہمیں مضر نہیں۔ سابعاً علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ نے مرام الکلام میں معمر کا یہی قول تردید کی غرض سے نقل کیا ہے۔ آپ نے اس قول کو لے لیا ہے اور اسکی تردید ہڑپ کر گئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ویرد علیہ تعنیف علی کرم اللہ وجھہ من فضلہ علیھما یعنی حضرت علی ﷺ کا تفضیلیوں پر سختی کرنا اور انہیں کوڑے مارنا معمر کے قول کو رد کر رہا ہے (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔ یہاں پھر تفضیلیوں کا طرزِ استدلال قادیانیوں جیسا ہے کہ مردود کو پکڑ لیا اور تردید کو ہضم کر گئے۔ ثامناً اب ذرا وکیع کے بارے میں بھی سن لیجیے۔ جس نے معمر کا قول پسند کیا۔ وکیع نے یہ من گھڑت روایت بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کو دفن کرنے میں دیر کی گئی تو آپ ﷺ کا جسم مبارک عام میتوں کی طرح متاثر ہو گیا۔ مکہ شریف کے مفتی عبدالمجید بن رواد نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ اس وقت کے حاکم عثمانی نے اسے سولی پر چڑھانے کا پروگرام بنایا مگر کسی کی سفارش کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ پھر حاکم اسے چھوڑنے پر شرمندہ ہوا اور وکیع مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ حاکم نے مدینہ والوں کو لکھا کہ جس وقت وکیع تمہارے پاس پہنچے اسے فوراً سنگسار کر دو۔ وکیع کو راستے میں اس کی خبر ہو گئی تو وہ کوفہ کی طرف بھاگ گیا (نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۳۹۰)۔ وکیع سے اگر اتنی بھاری خطا سرزد ہو سکتی ہے تو مسئلہ تفضیل میں ان کا سختی نہ کرنا کون سی بڑی بات ہے۔ تاسعاً تفضیلیوں کے بارہویں سوال کے جواب میں اس تیرہویں سوال کا جواب کافی حد تک موجود ہے، براہ کرم مطالعہ فرما لیجیے۔ جس میں علماء نے انہیں جہنمی، لعنتی، مردود اور بوالفضول وغیرہ قرار دیا ہے۔ ایک معمر کا لا اعنفہ کہنا کس شمار میں رہ گیا۔ عاشراً تفضیلیوں نے معمر کا قول پیش کر کے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ افضلیتِ شیخین پر امت کا اجماع ہے اور معمر بھی اس سے متفق ہیں۔ پوری امت اس معاملے میں سختی کرتی ہے اور معمر سختی نہیں کرتے۔ اب سختی سے مراد کفر کا فتویٰ ہے یا قتل کی سزا یا کوئی دوسری حد، تفضیلی لوگ معمر کے ذریعے ان سختیوں سے جان چھڑاتے پھرتے ہیں لیکن افضلیتِ شیخین میں بہر حال کوئی شک نہیں۔

تفضیلی جلد ہی رافضی ہو جاتا ہے

گمراہی کی سیڑھی یہ ہے کہ جو شخص اہلِ سنت سے دیوبندی ہوتا ہے، وہ جلد ہی غیر مقلد ہو جاتا ہے، غیر مقلد جلد ہی منکرِ حدیث ہو جاتا ہے اور منکرِ حدیث جلد ہی قادیانی یا دھریہ ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف اگر کوئی شخص اہلِ سنت سے تفضیلی ہو جاتا ہے تو اس کے لیے امیر معاویہ ؓ کو گالیاں دینا کوئی بڑی بات نہیں رہتا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ امیر معاویہ شرم وحیاء کا پہلا پردہ ہیں۔ جس نے اس پردے کو پھاڑ ڈالا اس کے لیے باقی صحابہ پر زبان درازی کرنا آسان ہو گیا۔ اور واضح رافضی ہو گیا (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)۔

اول تو تفضیلیوں کے دلائل سے رافضیت لازم آتی ہے، پھر آج جو لوگ خود تفضیلی ہیں یا ان میں تفضیل کے جراثیم پائے جاتے ہیں کل اگر وہ خود نہیں تو ان کی اولادیں ضرور رافضی ہو جائیں گی۔ ایسے لوگ رافضیوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ ان کی محافل میں جاتے ہیں وہاں جا کر تقریریں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ورنہ انشاء اللہ ان کا جنازہ شیعے ہی پڑھائیں گے اور ان کی موت کے بعد شیعوں کی طرف سے بیانات شائع ہوں گے کہ الحمد للہ فلاں صاحب اثنا عشری ہو کر مرے اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اس جملے میں ہم نے اپنے وسیع تاریخی تجربے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خرد باید۔ کوفہ میں سیدنا امام حسین ؓ کو دعوت دینے والے بھی غالی قسم کے عاشق تھے جو آپ ؓ کو سیدنا امیر معاویہ ؓ کے خلاف بھی دعوت دے چکے تھے۔ یہی لوگ بعد میں ترقی فرما کر ماتمی شیعہ بنے اور تبرا کا تحفہ پہلے سے ہی ابن سبا نے تیار کر رکھا تھا جسے انہوں نے آسانی سے قبول کر لیا۔

حضرت عامر شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں الرفض سُلّم الزندقة فما رأیت رافضیا الا و رأیته زندیقا یعنی رفض زندقہ کی سیڑھی ہے۔ میں نے جس رافضی کو بھی دیکھا ہے وہ زندیق نکلا (سبع سنابل صفحہ ۲۸)۔

یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں ہر حکیم و دانا عالم پر اس فتنے کا سنجیدگی سے نوٹس لینا لازم ہے ورنہ محافل نعت میں دھمال مار مار کر، قلندری اور حب علی کا نام استعمال کر کر کے اور ہاضمے کے نام پر زہر کی گولیاں کھلا کھلا کر عوام کو زندقہ کی راہ پر ڈال دیا جائے گا۔

تفضیلیوں کو غلطی کہاں سے لگی

تفضیلیوں کو چند وجوہ کی بنا پر ٹھوکر لگی ہے۔

(۱)۔ کچھ لوگ خوارج کی تردید کرتے کرتے غالی ہوتے چلے گئے اور بے دھیانی میں تفضیل اختیار کر بیٹھے۔

(۲)۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل و مناقب بعض نچلے درجے کی کتابوں میں دوسرے صحابہ کی نسبت تعداد میں زیادہ بیان ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جب خوارج نے مولا علی ﷛ کی مخالفت کی تو محدثین نے مولا علی کے مناقب کو کثرت سے بیان کرنا مناسب سمجھا اور بعض علماء کرام نے آپ ﷛ کی شان میں مستقل کتابیں لکھ کر اجرِ عظیم پایا۔ اس کا سبب مولا علی کی افضلیت نہیں تھی بلکہ خوارج کا ناطقہ بند کرنا مقصود تھا۔ لیکن تفضیلی اس بات کو نہ سمجھ سکے اور یہ بات ان کی گمراہی کا سبب بنی۔

بعض متشیع لوگوں نے صرف حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان تقابل کرتے ہوئے مولا علی ﷛ کے فضائل زیادہ بیان کیے۔ یہ بذاتِ خود ایک خطاء تھی لیکن اس کا ضمنی اثر یہ بھی ہوا کہ ناسمجھ اور بدنیت لوگوں نے یہاں سے شیخین پر مولا علی کی افضلیت اخذ کر لی۔

لیکن یہاں یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ روافض نے سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ کی شان میں بے شمار احادیث گھڑ لی ہیں۔ اسی کے پیشِ نظر امام محمد بن سیرین تابعی ﷛ فرماتے ہیں کہ ان عامة مایروی عن علی الکذب یعنی مولا علی کی طرف منسوب کی جانے والی اکثر روایات جھوٹ ہوتی ہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶)۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ امام حاکم علیہ الرحمۃ جیسے محدثین کا متساہل ہونا نہایت معروف اور مشہورِ عام بات ہے۔

اس میں روافض کے تقیہ اور سنیوں کے بھولے پن کو بہت بڑا دخل حاصل ہے۔ وہ تقیہ کر کے روایات گھڑتے رہے اور یہ محبتِ اہل بیت کی وجہ سے تسلیم کرتے چلے گئے۔ المومن غر کریم والفاجر خب لئیم۔

(۳)۔ مولا علی کے بے شمار فضائل ایسے ہیں جن میں بعض یا اکثر دوسرے صحابہ بھی شامل ہیں۔ مگر روافض اور تفضیلی انہیں مولا علی کے خصائص بنا کر پیش کرتے ہیں۔

مثلاً حدیث باب العلم۔ حالانکہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں۔ فبایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)۔

(۴)۔ بے شمار احادیث جن میں قرآن وسنت، عترت، صحابہ اور سوادِ اعظم کے اتباع کا حکم موجود ہے۔ ان میں سے صرف قرآن وعترت بلکہ محض عترت وآل والی احادیث کو جدا کر لینا خالص تحریف اور افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کا مصداق ہے۔

صحیح صورتِ حال اس طرح ہے کہ فرمایا۔ (۱)۔ ترکت فیکم الامرین کتاب اللہ و سنتہ بینیہ (۲)۔ ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی (۳)۔ فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر (۴)۔ اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم (۵)۔ اذا رایتم الاختلاف فعلیکم بالسواد الاعظم

اب یہ کل پانچ چیزیں ہیں جن کا اتباع لازم ہے۔ قرآن، سنت، صحابہ، اہل بیت اور سوادِ اعظم۔ ان میں سے قرآن کو لے کر باقی سب کو چھوڑ دینے والے خارجی ہیں۔ قرآن وسنت کو لے کر باقی سب کا انکار کرنے والے غیر مقلدین، خوارج ہی کی ایک فرع ہیں۔ صرف اہل بیت کو لے کر باقی سب کو چھوڑ دینے والے رافضی ہیں، جنھوں نے قرآن کی صحت کا سرے سے ہی انکار کر رکھا ہے اور صحابہ کو تو گالیاں تک دیتے ہیں۔ اور ان پانچ کی پانچ چیزوں پر بیک وقت ایمان رکھنے والے اہلِ سنت ہیں۔

لوگوں کے خارجی یا رافضی ہونے کا سب سے بڑا سبب یہی بنا ہے کہ انہوں نے تمام احادیث پر بیک وقت نظر نہیں رکھی۔

(۵)۔ مولا علی کے بعض خصائص کو تو مضبوطی سے پکڑ لیا گیا اور شیخین کے خصائص جو تعداد میں بہت زیادہ تھے انہیں پسِ پشت ڈال دیا گیا۔ اس کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔

(۶)۔ بعض احادیث میں جہاں مولا علی ؓ کے فضائل بیان ہوئے ہیں وہاں حدیث کے الفاظ کا مفہوم مخالف مراد لے لیا گیا ہے۔ مثلاً لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ پڑھنے کے بعد کسی نے دوسروں سے محبت کی یکسر نفی کر کے انہیں منافق کہہ دیا اور کسی نے سب سے اقویٰ محبت سمجھ لی۔ اسی طرح حدیث باب العلم سے بھی غیر کے باب العلم ہونے کی نفی سمجھ لی گئی۔

اسی طرح من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں بھی دیگر صحابہ کی ولایت کی نفی سمجھ لی گئی۔

(۷)۔ علماء نے مسئلہ تفضیل بیان کرتے وقت روافض، معتزلہ اور تفضیلیہ کے اقوال مردودہ کو تحریر کرنے کے بعد اہلِ سنت کا مختار اور مفتیٰ بہ فیصلہ تحریر فرمایا تو مطلب پرستوں نے سوادِ اعظم کا فیصلہ چھوڑ کر مردود اور مرجوح اقوال کو غنیمت سمجھا اور انہیں دانتوں سے پکڑ کے ان اقوال کو منکرِ اجماع قرار دے دیا۔ منکرینِ اجماع کا یہی طریقۂ واردات ہوا کرتا ہے۔ قادیانیوں نے بھی حیاتِ مسیح کے موضوع پر اسی طریقے سے فریب دیا ہے۔ جس کا جی چاہے قادیانیت کا مطالعہ کر کے دیکھ لے۔

(۸)۔ اجماعی مسائل ان پر کشفی طور پر متحقق نہیں ہوئے تھے تا کہ یہ لوگ ومن جمع بینھما فقد تحقق کا مصداق بنتے۔ روحانی کم ظرفی اور محدود خیالی نے گلشنِ مصطفیٰ کے دوسرے پھولوں کی خوشبو اور رنگت سمجھنے نہ دی۔ ہم نے کسی بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور مزید حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے لکھے ہوئے اسی شعر پر اکتفا کرتے ہیں کہ

آں کرمے کہ در سنگے نہاں است

زمین و آسمانِ او ہماں است

(۹)۔ بعض لوگ روافض کے ساتھ دوستیاں کرنے لگ گئے اور ان کی صحبت ان پر اثر کر گئی۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل یعنی آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔ خوب غور کر لیا کرو کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں ہے (احمد، ترمذی، ابوداؤد، بیہقی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۷)۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محبوب کریم ﷺ کا فرمان ٹل جائے اور رافضی کا دوست رافضی نہ ہو۔

(۱۰)۔ ان لوگوں نے شانِ اہلِ بیت بیان کرنے کے لیے روافض کی کتب کا مطالعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شانِ اہل بیت کے ساتھ ساتھ رفض کے جراثیم بھی نگل لیے گئے اور موضوع روایات کو فروغ ملا۔

باقی رہا ان لوگوں کا اپنے آپ کو رافضی یا تفضیلی تسلیم نہ کرنا، تو اس کے جواب میں گزارش ہے کہ قادیانی یہی کہتے ہیں کہ وہ ختم نبوت کے منکر نہیں، پرویز بھی کہتا تھا کہ وہ حدیث کا منکر نہیں اور بعض باقاعدہ تبرا بولنے والے رافضی بھی صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ حضرت لکھ ہی دیتے ہیں۔ لہٰذا امت کے اجماعی فیصلوں کے خلاف تفضیلی باتیں لکھ کر پھر خود کو تفضیلی نہ ماننا بھی ایسی ہی حرکت ہے اور یہ جدال المنافق کے سوا کچھ نہیں۔

تفضیلیوں کے بارے میں شرعی حکم

قرآن وسنت کی بنیاد پر بلاشبہ صدیق اکبر ﷺ کی افضلیت مجمع علیہ ہے اور صوفیاء کے مکاشفات اس کی تائید کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے علماء وفضلاء بلکہ ائمہ عقائد نے اس افضلیت کو قطعی قرار دیا ہے جس کا انکار کفر ہوتا ہے۔ ان علماء میں امام العقائد ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ سرفہرست ہیں۔ بے شمار علماء نے لکھا ہے کہ

عن الاشعری ان تفضیل ابی بکر ثم عمر علی بقیۃ الامۃ قطعی (صواعق محرقہ صفحہ ۵۷، الیواقیت والجواھر صفحہ ۴۳۷، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔ یعنی امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی عقیدہ ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ میں افضلیتِ شیخین کا مسئلہ قطعی ہے افضلیتِ شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است (ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۳۰۱)۔

قطعی عقیدے کا انکار کفر ہوتا ہے۔ جبکہ قاضی ابوبکر باقلانی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ افضلیت ظنی ہے۔ یعنی اس کا انکار کرنے والا کافر تو نہیں مگر اہلِ سنت سے خارج ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرھاروی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس عقیدے کو ظنی کہنے والے غلطی پر ہیں۔ **ھو من سوء الظن بالسلف بل اجمع الصحابۃ علیھا للاحادیث التی سمعوھا من النبی ﷺ فاین الظن؟** یعنی اس اجماع کو ظنی کہنا اسلاف سے بدظنی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان افضلیتِ شیخین پر متفق اس لیے ہوئے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس موضوع پر واضح احادیث سن لی تھیں۔ لہٰذا اب ظن کہاں رہا (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ صدیق کی افضلیت شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے جبکہ قاضی باقلانی اور امام الحرمین اسے ظنی قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو شخص ان احادیث پر نظر ڈالے گا جو تواتر کے درجے کو پہنچ چکی ہیں اور اسلاف کے اجماع کو دیکھے گا، وہ سمجھ جائے گا کہ حق اشعری کے ساتھ ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ وہ اہل سنت کے امام ہیں اور مسائل کی تحقیق میں بہت بڑے مجاہد ہیں اور اپنے مخالفوں سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ لہٰذا وہ احادیث کی حقیقت اور اجماع سے دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں۔ اس کی تائید امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوتی ہے

کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے۔ فرمایا ابوبکر پھر عمر۔ پھر فرمایا اس میں شک ہی کیا ہے او فی ذالک شک (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

سیدنا ابن عمر ؓ والی حدیث جو ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸ اور بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۳ پر موجود ہے اس میں کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حی کے الفاظ قابل غور ہیں۔ کنا جمع کا صیغہ ہے اور بعض روایات میں ونحن متوافرون کے الفاظ بھی ہیں۔ ان الفاظ سے علماء نے صحابہ کا اجماع ثابت کیا ہے (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔ پھر نقول کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ اجماع قولی ہے۔ جو قطعیت کو ثابت کرتا ہے۔ اسی لیے علماء کے اقوال موجود ہیں کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس اجماع کو سکوتی ثابت کرے تو پھر بھی ہمیں مضر نہیں اس لیے کہ صحابہ کا سکوتی اجماع بھی قولی کے قریب قریب ہوتا ہے۔ ہم نے بھی تو از راہ احتیاط تفضیلیوں کو کافر نہیں کہا بلکہ اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے۔

صحابہ کے قول یا سکوت کے چکر میں پڑ کر اس کی قطعیت میں رخنہ ڈالا جا سکتا ہے مگر حدیث کے الفاظ ورسول اللہ ﷺ حی اور طبرانی کے الفاظ فلا ینکرو علینا نے اس اجماع کو عرش کے پار پہنچا دیا ہے اور ان ھو الا وحی یوحیٰ نے تصدیق فراہم کردی ہے۔

عام طور پر علماء کا مختار یہی ہے کہ یہ تفضیل ظنی ہے یعنی اس کا منکر کافر تو نہیں مگر اہل سنت سے خارج ہے۔ لیکن خوف خدا رکھنے والوں کے لیے یہ نکتہ ناقابلِ فراموش ہے کہ اگر امام العقائد ابو الحسن اشعری، شاہ ولی اللہ اور علامہ پرہاروی جیسے بلند رتبہ بزرگوں کی بات درست نکلی تو اہلِ سنت سے خروج کی آفت ہی کیا کم تھی کہ اسلام سے خروج کا طوق لعنت بھی گلے میں پڑ جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت اس سے کم تر ہے۔ لیکن احوط یہی ہے کہ حضرت عثمان کی افضلیت کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو بھی کفر کا حکم نہ کریں بلکہ بدعتی اور گمراہ جانیں۔ کیونکہ اس کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور اجماع کے قطعی ہونے میں قیل وقال ہے۔ شیخین کی افضلیت کا منکر یزید بدبخت کا ساتھی اور بھائی ہے کہ اسی احتیاط کے باعث علماء نے اس کے لعن میں توقف کیا ہے۔ جو ایذاء پیغمبر ﷺ کو خلفاء راشدین کی جہت سے پہنچی ہے وہ بالکل اسی ایذاء کی طرح ہے جو امام حسن اور حسین کی جہت

سے پہنچی ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات (مکتوبات امام ربانی جلد ا صفحہ ۵۵۶ مکتوب نمبر ۲۶۶)۔

اگر کوئی تفضیلی یزید پر لعن کا قائل ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا یہ فتویٰ اس کے لیے قابلِ غور ہے خردباید۔

بہرحال تفضیلیوں کے بارے میں کم از کم حکم یہ ہے کہ تفضیلی فرقہ اہلِ بدعت کا فرقہ ہے۔ اس بدعت کا تعلق عمل سے نہیں بلکہ اعتقاد سے ہے۔ اس کا الٹ سنت نہیں بلکہ اہلِ سنت ہے۔ اس کا مرتکب اہلِ سنت سے اسی طرح خارج ہو جاتا ہے جس طرح جبری، قدری، معتزلے اور خارجی وغیرہ۔ حضرت سفیان ثوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت علی کو شیخین کی نسبت ولایت کا زیادہ حقدار قرار دیا، اس نے ابوبکر، عمر اور مہاجرین والانصار کو گناہگار مانا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے گندے عقیدے کے باوجود اس کا کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگا (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)۔ شیخین کی افضلیت کو علماء نے نہ صرف اہل سنت کا عقیدہ قرار دیا ہے بلکہ اسے اہل سنت کی شناخت، شعار اور پہچان قرار دیا ہے۔ گویا جس کا یہ عقیدہ نہیں وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ حیث جعلوا من علامات اهل السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔ تفضیلی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اگر کسی نے پڑھ لی تو دوہرانا پڑے گی۔ اور ایسے بدعتی کی نماز جنازہ جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۳)۔ بلکہ بدعتی کا ادب واحترام کرنا بھی منع ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام یعنی جس نے صاحب بدعت کا احترام کیا اس نے اسلام کو ڈھادینے میں مدد کی (مشکوٰۃ صفحہ ۳۱)۔

وما علينا الا البلاغ

والصلوٰة والسلام علىٰ سيدنا ومولٰنا محمد وعلىٰ آله واصحابه خصوصاً

على خلفائه الاربعة ابى بكر و عمر و عثمان وعلى وعلىٰ جميع امته

وعلينا معهم اجمعين

☆......☆......☆